ملّتِ ابراہیم

اردو

تصنیف

مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب

مرحوم و مغفور

ناشران

مولوی سلطان حسین اینڈ سنز بالمقابل مسافرخانہ

بندر روڈ کراچی

۲/۵۰

قیمت دو روپیہ پچاس پیسے

مطبع [illegible] پریس کراچی

فہرست مضامین

ملت ابراہیم

نظم

ملت ابراہیم کی تھی وہ پسند
خوش وہ کیا صفت تھی آپ میں
منتخب اُن کو کیا اور چن لیا
دوستو! یہ راز تھا اس میں بڑا

کر دیا دنیا کو اس پیکار بند
ٹھنڈے دل سے غور ہم اس میں کریں
دین ابراہیم کا ہم کو دیا
جس سے دنیا بھر کو حیرت ہو گئی

تین چیزیں آدمی کی جان ہیں
مال اور اولاد اور جان عزیز
مال کا عاشق ہے اور اولاد کا
وہ ان تینوں کو قربان کر دیا
ک ہیں کو دے دیں وہ کس شوق سے
لٹایا مال و زر اس نام پہ

تین یہ سب سارے بشر قربان ہیں
دین و ایمان جنکی ہیں یہ تین چیز
اور حفاظت جان کی سب سے سوا
رتبہ عجب پایا خلیل اللہ کا
اللہ کیا کیا فرشتوں کو پیسے
جس کا کلمہ پڑھتے ہیں دیوانہ وار

ننھے سے بیٹے کو ذبح کرتے ہیں	الفت محبوب کا دم بھرتے ہیں
دم بخود جنت کا نہ آتا گر وہاں	ذبح کر ڈالا تھا بچہ بے گماں
چیخ اٹھے دشت و جبل سب چیخ اٹھے	آسمانوں کے ملائک آ گرے
تاب مولا کو نہ پھر باقی رہی	عرش پر سے یہ ندا خلقت کو دی

پ ۲۳ الصّٰفٰت	وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ	۱۰۴ آیہ ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

(پ ۱۶ - مریم ع ۳ آیۃ)

ترجمہ

اے پیغمبر! قرآنِ کریم میں ابراہیم خلیل اللہ کا بیانِ نفیس لوگوں کو سنا دو کہ وہ نہایت سچے اور پیارے نبی تھے۔

یہ اس زمانے اور اس وقت میں پیدا ہوئے جبکہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک کفر و الحاد کا ڈنکہ بج رہا تھا۔ تمام مخلوق نمرود بادشاہِ عالم کی پرستش کرتی تھی۔ اور نمرود بادشاہِ عالم تھا کہ سارا جہاں جس کے زیرِ نگیں تھا۔ اسی بنا پر اس نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں تمام عالم کا واحد بادشاہ ہوں۔

اپنے اپنے وقت میں ایسے ایسے تین بادشاہ اور بھی ہوئے ہیں ایک بخت نصر دوسرے سکندر ذوالقرنین تیسرے حضرت سلیمانؑ مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی خدائی دعویٰ نہیں کیا جیسا کہ نمرود نے بندگانِ خدا سے اپنی پوجا کرائی اور لوگوں سے بالجبر اپنا سجدہ کرایا۔ نیز اس کا حکم تھا کہ جو کوئی ہمارے سجدے سے انکار کرے گا وہ قتل کیا جائے گا۔ یا آگ میں جلایا جائے گا۔ چنانچہ اس کے حکم سے تمام مخلوق خوشی سے یا جبر سے نمرود پرست ہو گئی اور تمام جہان میں نام لینے کو بندگانِ خدا پرست باقی نہ رہے اور تمام عالم کفر و الحاد میں مبہوت ہو گیا۔

نظم

پیر طہ بیٹھے لوگ اس معبود کو
چھا گیا غفلت کا پردہ چھا گیا
دیکھ کر نمرود کا جوش و خروش
دیکھا جب نمرود کا جاہ و جلال

اور بندہ کہنے لگے نمرود کو
کہا گیا بس کفران کو کہا گیا
کھو دیئے مخلوق نے سب اپنے دین
دیکھے جب اس کے طلسماتی کمال

ایک جادو تھا کہ سر پر چڑھ گیا
بھول بیٹھے نام تک اللہ کا

طلسم نمرود

نمرود کا نسب نامہ چھٹی پشت میں جا کر سام ابن نوح سے ملجاتا ہے اور اب نمرود تمام زمین کا اکیلا بادشاہ ہے جس کا سب سے بڑا دار الخلافہ شہر بابل میں ہے اور جملہ اکناف عالم میں اس کا طوطی بولتا ہے ہر شہر و دیار میں قد آدم اس کی تصویر مانند بتوں کے موجود ہیں جن کی پوجا بہت زور سے ہوتی ہے اور ہزاروں جادوگروں اور شعبدہ بازوں کی امداد سے اس نمرود پرستی چار چاند لگائے جا رہے ہیں کہ العظمتہ للہ تمام شہروں کے دروازوں پر لوہے اور پیتل اور چاندی اور سونے کے بڑے بڑے نمرودی بت رکھے ہوئے ہیں جس میں اس نوع کا طلسم یا جادو بھرا ہوا ہے کہ جب کوئی بڑے دروازوں سے شہر میں داخل ہوتا ہے۔ تو بغیر اس بت کے سجدہ کیئے داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان نمرودی بتوں میں یہ کمال ہے کہ جب کوئی انھیں سجدہ کرتا ہے تو وہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں اور مسافر سجدہ کر کے داخل شہر ہو جاتا ہے اور جب کوئی نووارد انھیں سجدہ نہیں کرتا تو ان بتوں میں سے چیخ دھاڑ کی

شدید آواز گونجتی ہے جس سے نمرود کی فوج و سپاہ فوراً موقع پر پہنچتی ہے۔ اور پھر وہ اس سے جبراً بتوں کو سجدہ کراتے ہیں۔ اور اگر کوئی خدا پرست نمرودی بتوں کو سجدہ نہیں کرتا تو اُس کو آگ میں جلاتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں۔

دوسرا طلسم یہ کہ تمام نمرودی بتخانوں میں پورا ایک سال گزر جانے کے بعد وہاں کے بُت چیختے ہیں اور ان کی چیخ و پکار پر لاکھوں سفید سفید پرند جانور بتخانوں پر آکر منڈلاتے ہیں جن کی چونچ و پنجوں میں ایک ایک زیتون کا بیج ہوتا ہے اور ہر پرندہ تین تین بیج زیتون کے وہاں پر ڈالتا ہے اور چلا جاتا ہے جن کا ہزارہا من تیل نکلتا ہے اور وہی زیتون کا تیل سال بھر تک بُت خانوں میں جلتا ہے۔

تیسرا طلسم یہ کہ اُس کے دارالخلافہ شہر بابل میں ہر دروازے پر بہت بڑا ایک پیتل کا بت پہرے دار سپاہی کی طرح کھڑا ہے پھر جو اُسے سجدہ کرتا ہے تو اُسے جانے دیتا ہے اور جو اُسے سجدہ نہیں کرتا تو اُسے یہ اپنے دونوں ہاتھ کھول کر لپٹ جاتا ہے اور اسے اتنا بھینچتا ہے کہ اُس کا دم نکل جاتا ہے غرضکہ دنیا میں یہ سب سے پہلا بادشاہ ہے جس نے جبر و تشدد اور ظلم و ستم پر یہاں تک کمر باندھی کہ مخلوق سے تجاوز کر کے خالقِ ربّ السمٰوات کا دشمن ہو گیا حتیٰ کہ خدائی دعویٰ کر بیٹھا۔

بلاؤ تاکہ میں یہ ایک خواب ہولناک اُن کے آگے بیان کروں جس سے میرا دل بید کی طرح تھر تھر کانپ رہا ہے۔ چنانچہ وہ کو ڈیا غلام محلسرا میں آ موجود ہوئے جنکو مخاطب کرکے نمرود نے کہا کہ میں نے ابھی ایک خواب دیکھا ہے کہ جس سے میں خوف زدہ ہو رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرے شہر بابل کی ایک سمت سے دشمن ستارا نکلا اور سارے آسمان کو اُس نے منور کر دیا۔ یہ کیا بات ہے اُنہوں نے ذرا سکوت کیا اور تھوڑا سا غور و فکر کرنے کے بعد کہا کہ اے نمرود! شہر بابل کی اُس سمت کہ جدھر سے ستارا نکلا ہوا تو نے دیکھا ہے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نمرود اور نمرود کے سارے ملک کو نیست و نابود کر دے گا۔ گویا تیرے سارے ملک پر اُس کا نور چھا جائے گا یعنی بجائے تیرے اُس کا نور اُس کا دین رائج ہو گا۔ اور پیدا کرنے والا اُسکی مدد پر ہو گا۔ تاہم وہ لڑکا ابھی اپنی ماں کے رحم میں نہیں آیا ہے۔ بلکہ ہنوز وہ ابھی اپنے باپ کی صُلب میں ہے لیکن پیدا وہ اسی سال میں ہوگا۔ اتنا سُنتے ہی نمرود گھبرا گیا اور نہایت سراسیمہ ہو کر کہتا ہے کہ مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟ یہ سُنکر جھوٹے بندے اپنے جھوٹے بڑے اپنے جھوٹے خدا کو تسلی و تشفی دیتے ہیں کوئی کہتا ہے یہ تدبیر کرو کوئی کہتا وہ تدبیر کرو۔ غرضیکہ سنبھل سنبھلا کر نمرود خود ہی ایک جابرانہ حکم سناتا ہے وہ یہ کہ آج سے کوئی مرد عورت کے پاس نہ جائے اور مرد عورت الگ الگ سکونت اختیار کریں۔ نیز جو عورت آج سے پہلے کا حمل رکھتی ہو تو اِن کے تمام پیدا ہوئے بچوں کو لڑکیاں ہوں تو انہیں

چھوڑ دیا جائے اور لڑکے ہوں تو انھیں قتل کر دیا جائے چنانچہ اس حکم نمرودی پر آج ہی سے ہزارہا نوزائیدہ لڑکے قتل ہونے شروع ہوگئے۔

نظم

قتل معصوموں کا جب ہونے لگا
ننھے ننھے جب ذبح ہونے لگے
جن کو دی تسکین مولا نے وہیں
اپنی حجت پوری کرلیں پہلے ہم
بھیجدیں پہلے خلیل اللہ کو
اب لیا اس کو عذاب نار میں

ساتھ ماؤں کے فلک رونے لگا
آسمانوں کے ملک رونے لگے
کڑھنے والو! دیکھو گھبراؤ نہیں
پھر دکھائیں گے اسے ملک عدم
عذر اس کو تا کہ محشر میں نہ ہو
اب کیا رسوا اسے دربار میں

بھول جائے گا یہ سب جور و جفا
جب کہ پکڑے گا اسے رب العلا

حمل کی خبر

نمرود جب کہ لاکھوں بے زبان معصوموں کے قتال میں مصروف ہے اور اپنی دانست میں وہ یہ سمجھ چکا ہے کہ میں اپنے ارادے میں کامیاب ہوگیا اور اب وہ بچہ ظہور میں آہی نہیں سکتا ہے جو میرا ملک تباہ کر سکے کہ اتنے میں بہت سے نجومی اور کاہن اس کے دربار میں آئے اور نہایت حواس باختہ

آزر کے پاس آئیں جنھیں دیکھ کر آزر نے کہا کہ ہیں! اس وقت تمہارا
یہاں کیا کام؟ جنھوں نے کہا کہ فلاں ضروری بات مجھے تم سے کرنی تھی چنانچہ
اُنھوں نے بات دریافت کی۔ آزر نے بتائی۔ مگر ساتھ ہی اس کے آزر نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ اس وقت میں ہوں یا میری بیوی کہ ہے اور نمرود ہے تو وہ
غافل پڑا سو رہا ہے آؤ جو مجھے نہ کرنا ہو وہ بھی کر لیں چنانچہ نمرود کے سر پر اللہ
تعالیٰ نے اپنا حکم قضا و قدر جاری کیا جیسے وہ فرماتا ہے۔
لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۝ (پ ۱۰ الانفال ع ۵ آیۃ)

نظم

دیکھ جو اللہ نے چاہا کیا	تو پڑا کمبخت سوتا ہی رہا
ترے سر پر بج گیا ڈنکا لعین	مطلقاً جس کی خبر تجھ کو نہیں
رحم مادر میں وہ نطفہ آ گیا	جو ہیں جدِّ الانبیاء وہ بنی
قدرتِ ربی ترے روکے رکی؟	مرضئ ربی تو بس ہو کر رہی

تجھ پہ قرباں اے خدائے ذوالمنن
کام کوئی بھی نہیں تجھ پر کٹھن

نجومیوں کا غل

اِدھر قدرتِ خداوندی نے اپنا کام کیا۔ اُدھر جنگلوں میں وہ نجومی جو

اپنی اپنی کمپا سیں لئے بیٹھے تھے۔ بڑے ملا ملا کر انھوں نے چیخنا چلانا شروع کیا کہ او نمرود! کیا خاک بہتر تو نے انتظام کیا اور رحم مادر میں آ سے اس نوری فرزند کو تو نے کیا روکا۔ دیکھ ابھی ابھی اسی آن اور اسی ساعت وہ بچہ اپنی ماں کے حمل میں آگیا اور افسوس تو کچھ نہ کر سکا۔

نمرود بے خبر پڑا سوتا تھا کہ یکایک ایک شور وغل کی آواز اس کے کانوں میں آئی جس سے گھبرا کر وہ بیٹھا ہو گیا۔ اور آذر سے پوچھا یہ کیا غل شور ہے جس کے جواب میں آذر نے کہا کہ سن میں بھی رہا ہوں۔ نہ معلوم جنگلوں میں کیا واردات پیش آئی۔ آخر نجومیوں کو طلب کیا گیا بس وہ نجومی زیر جھروکہ اپنے سروں میں خاک ڈالتے اور روتے پیٹتے آئے اور کہا۔

نظم

لٹ گیا افسوس تیرا قافلہ!	رحم مادر میں وہ بچہ آگیا
کچھ نہ تجھ سے ہو سکا اے بدنصیب	آ گئے تیرے برے دن اب قریب

تیرا بیڑا غرق ہو گا اے خبیث
اور بچہ اپنا آیا اے خبیث

یہ سنکر نمرود اپنا سر پیٹنے لگا۔ اور سخت جھنجھل میں آکر حکم دیا کہ آج سے بچوں کے قتل میں پوری کوشش کی جائے اور نام لینے کو کوئی لڑکا باقی نہ چھوڑا جائے۔ اس پر نجومیوں نے کہا کہ اے نمرود تو لاکھ کوشش کر وہ فرزند ضرور

پیدا ہو کر رہے گا۔ اور تیرا ملک غارت کر کے رہیگا۔ اس کا بول بالا ہوگا۔ اور تیرا منہ کالا ہوگا۔

نظم

پیچ کر آخر نجومی رہ گئے
اب اڑیں گی دھجیاں اسکی تمام
اسکا بیڑا غرق اب ہو جائے گا
اب کوئی اسکو بچا سکتا نہیں
جس کا گردش میں ستارا آگیا
ناؤ جس کی اک بھنور میں آگئی

اور سب نے کر لئے یہ فیصلے
اب ہنسیں گے اس پر سارے خاص عام
خود ستائی کا مزہ یہ پائے گا
ملک ہے گو اسکی ساری سرزمیں
اس کا حامی کون ہوگا بھلا
بچ نہیں سکتی ہے وہ ہرگز کبھی

حق ادا اپنا نجومی کر گئے
آگے وہ مجبور اور لاچار ہو گئے

پیدائش خلیل اللہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کو یہ مبارک حمل محسوس ہونے لگا تو انھوں نے اسے یہاں تک پوشیدہ رکھا کہ اپنے خاوند آزر تک سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور پوشیدہ پوشیدہ یہ مبارک ایام گزارنے لگیں یہاں تک کہ پورے نو ماہ کے قریب کا وقت آن پہنچا۔ تب آخر ایک روز والدہ

حضرت نے آزر سے کہا کہ اس اس طرح موقع درپیش ہے اگر لڑکا پیدا ہوا تو تم اسے فوراً بادشاہ کے پاس لے جانا۔ نیز مواہب لدنیا ودیگر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب ولادتِ ابراہیمؑ کا زمانہ قریب آیا تو آپ کی والدہ نے آزر سے کہا کہ صنم خانے میں جا کر چالیس روز کا چلّہ کھینچو اور دعا کرو۔ کہ میں اور میرا بچہ ایک سخت آفت یا قتل سے بچ سکیں چنانچہ آزر صنم خانہ میں جا کر چلّہ کش ہوئے۔ اور پھر والدہ محترمہ کو جب درد لاحق ہوئے تو وہ نہایت سراسیمہ ہوئیں اور آخر انہیں یہ تدبیر آئی کہ وہ اپنے مکان سے نکل کر سیدھی پہاڑوں میں پہنچیں اور وہاں ایک نہایت پوشیدہ غار تلاش کر کے اس میں داخل ہوگئیں۔ جہاں پہنچتے ہی آپ کے شکم سے ایک نور برآمد ہوا اور ساتھ ہی اس کے جناب جدّ الانبیاء حضرتِ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو گئے۔

نظم

آگئے دنیا میں وہ پیارے نبی　　جن کی ملت کبریا کو بھائے گی
جن میں توحید کی صفت ہوگی کمال　　جن کو چاہے گا خدائے ذوالجلال

آگ جن پہ ہو گی گلزارِ ارم
جو خلیل اللہ ہوں گے بس اتم

دوسری روایت میں اس طرح مرقوم ہے کہ آپ کی والدہ کو جب درد زہ

لاحق ہوئے تو آپ شہر سے باہر گئیں اور دو پہاڑوں کے درمیان ایک غار تھا وہاں پہونچیں جس کی تاریکی مانند شب دیجور کے تھی۔ لیکن آپ کے وہاں پہنچتے ہی وہ اندھیرا غار مانند روز روشن کے درخشاں ہو گیا۔ جہاں حضرتِ خلیل اللہ پیدا ہوئے جن کو والدہ شریف نے ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہاں لٹا دیا اور آپ مارے خوف کے وہاں سے چلیں اور غار کے منہ کو پتھروں سے بند کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس کے اپنے نورِ چشم کی مفارقت کی سل اپنی چھاتی پر رکھ کر گھر کو روانہ ہوئیں اور اپنے شوہر آذر سے آکر ذکر کیا کہ میں نے نمرود اور اس کی فوج و سپاہ کے ڈر سے ایسا ایسا کیا ہے۔ یعنی یہ کہ جنگل میں گئی اور وہاں میرے شکم سے ایک مرا ہوا لڑکا پیدا ہوا اور ہم بہت سے اُن کے مصائب سے بچ گئے۔ مگر آپ کی والدہ کو جب موقع ملتا فوراً اس غار پر پہنچتیں اور پتھروں کو غار کے منہ پر سے ہٹاتیں اور فرزندِ ارجمند کو وہاں ہنستا کھیلتا ہوا پاتیں جن کی پرورش کی منجانب اللہ یہ کیفیت تھی کہ ایک انگلی سے دودھ اور دوسری سے شہد خالص اور تیسری سے آبِ شیریں اور چوتھی سے خالص مکھن جاری تھا نیز حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگو! حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پرورش اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس طرح فرمائی

کہ ایک روز میں آپ ایک مہینہ کی برابر نشوونما پا رہے تھے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے پورے نو مہینہ تک بعض روایتوں میں اس سے کم و بیش غار ہی میں اُن کو مارے خوف کے رکھا جس میں ہفتہ بھر میں ایک مرتبہ والدہ شریفہ غار میں جاتیں اور اُن کو دیکھکر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر آتیں۔ پھر ایسا ہونے لگا کہ جب یہ غار سے نکلتیں تو خود بخود ایک بہت بڑا عالیشان پتھر ہوا میں اُڑ کر آتا اور غار کا منہ بند کر دیتا تھا۔ اور جب والدہ آتیں تو یہ پتھر اُن کی صورت دیکھ کر خود بخود وہاں سے سرک جاتا اور غار کا منہ کھول دیتا۔

نظم

مدتوں برسوں یونہی ہوتا رہا
اپنی خلقت کا محافظ خود ہوا
کام خود کرتا ہے مولائے کریم
نو مہینے میں وہ برسوں کے ہوئے
وہ اندھیرا غار کیا تھا لئے خدا
ہو رہی تھی پرورش اس ذات کی

پرورش کرتا رہا ربّ العلا
ماں برائے نام تھی بس لے فقط
کوئی ہو سکتا نہیں اُسکا سہیم
دیکھنے والا کہے نو سال کے
پرورش خانہ تھا اک معبود کا
جو کہ جدّ الانبیا ہوں گے نبی

آخرش وہ وقت اک دن آگیا
والدہ آئیں اور آزر سے کہا

آزر کو خبر

جب آپ کی والدہ نے دیکھا کہ اب فرزند خوب اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے تو آپ کے والد ماجد یعنی آزر سے کہا کہ آج میں تم سے ایک خاص راز کی بات کہتی ہوں، وہ یہ کہ میرے شکم سے زندہ سلامت ایک فرزند پیدا ہوا تھا۔ جس کو میں نے آج تک غار ہی میں پرورش کیا تم اُس کو دیکھو گے تو یہ کہو گے کہ یہ فرزند ہے یا چودھویں رات کا چاند ہے یہ سُن کر آزر کو اپنے نورِ عین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور اُسی وقت والدہ خلیل کو لے کر درِ غار پر پہنچا۔ جہاں سے اول تو وہ غار کے منہ کا سینکڑوں من کا بھاری پتھر خود بخود ہٹا ہوا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور جب آزر جاکر نورِ دیدہ کی زیارت کی تو مارے خوشی کے اُس کا عجیب عالم ہوا اور اسی جوش میں والدہ ابراہیم سے کہا کہ نمرود اس کا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ تم تو اِس نونہال فرزند کو ابھی اپنے گھر لے چلو! اور اب اسے ایک پل یہاں تنہا نہ چھوڑو! آہ ایسے حسن و جمال والے فرزند

کو تم نے یہاں اکیلا چھوڑ رکھا ہے؟ افسوس صد افسوس ہم پر
کہ ہم نے اس چودھویں رات کے چاند کو اس اندھیرے غار میں
یکہ و تنہا رکھ چھوڑا ہے اپنے گھر سے چلو اور ابھی لے چلو!۔

نظم

آہ اے آزر! یہ تو نے کیا کہا
ساتھ اس کے ہے خدائے دو جہاں
تو بھی اس پر غور کر اور پھر بتا
الغرض حیران ہے آزر تمام

یہ اکیلا ہو نہیں سکتا ذرا
پرورش کرتا ہے خود وہ بیگماں
نو مہینے کا ہے یا نو سال کا؟
وہ کیا ہے قدرتِ ربی نے کام

کام ایسا ہی کیا کرتا ہے وہ
ایک ہے اور دو جہاں بھرتا ہے وہ

دوسری روایت میں یوں مرقوم ہے کہ ایک روز آپ کی
والدہ نے شام کو غار سے باہر نکال کر ذرا باہر کی ہوا کھلانی چاہی
جہاں غار کے چاروں طرف اونٹ گائے بھیڑ بکریاں پھرتی ہوئی
آپ کو نظر آئیں۔ آپ نے تعجب کے ساتھ والدہ سے دریافت
کیا کہ یہ کون ہیں؟ والدہ نے بتایا کہ یہ فلاں فلاں جانور ہیں پھر
آپ نے دریافت کیا کہ اچھا ان کا پروردگار کون ہے؟

ماں نے جواب دیا کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا پیدا کرنیوالا نہ ہو اور کوئی مخلوق اپنے خالق سے خالی نہیں ہے اور نہ پیدا کرنے والا اُس کو پیدا کرتا ہے اور پھر اُس کی پرورش بھی کرتا ہے۔

یہ سُن کر پیارے خلیل اللہ دریافت کرتے ہیں کہ اچھا اے اماں! میرا پروردگار کون ہے؟ والدہ نے کہا تیری پروردگار میں ہوں۔ پھر فرمایا تمہارا پروردگار کون ہے؟ ماں نے کہا۔ آذر تیرا باپ میرا پروردگار ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آذر میرے باپ کا پروردگار کون ہے؟ کہا نمرود بادشاہ ہے! پھر آپ نے فرمایا نمرود بادشاہ کا پروردگار کون ہے؟ یہ سُن کر والدہ بہت خفا ہوئیں اور کہا کہ ایسی بات منہ سے نہیں نکالا کرتے اس میں جان جانے کا خطرہ ہے۔ غرضکہ ان چند سوال وجواب کے بعد والدۂ خلیل، پیارے خلیل کو غار میں چھوڑ کر گھر چلی گئیں اور گھر جا کر آذر سے کہا کہ وہ نجومیوں نے جو خبر دی تھی کہ ایک فرزند پیدا ہوگا اور وہ نمرود اور اُس کے ملک کو غارت کریگا۔ وہ فرزند میرے شکم سے پیدا ہوا ہے اور عجیب وغریب طور سے وہ غار میں پرورش پا کر بالکل تیار ہو گیا ہے اور وہ کچھ ایسی باتیں کرتا ہے کہ جس سے میرے

خیال ہیں وہی فرزند ہے جو نمرود اور اُس کے ملک کو غارت کرے گا۔ آزر یہ سُنکر غصے میں آگ بگولا ہوا اور اُسی وقت قتل کے ارادے سے کھڑا ہوگیا اور والدہ خلیل سے کہا چلو میں دیکھوں کہ وہ کیسا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اگر یہ بات ہے تو میں فوراً اسے قتل کردوں گا۔ چنانچہ آزر والدہ خلیل کو لیکر غار پر پہنچا اول پتھر خود بخود ہٹتا ہوا دیکھکر حیران ہوا۔ پھر آپ کی موہنی صورت نے بجائے قتل کے ہزار جان سے اپنا عاشق بنالیا اور اُسی عشق و محبت میں آزر کہتا ہے۔

نظم

طلبہ اس نورِ نظر کو سے چاند
موہنی صورت یہ اس قابل نہیں
اس کو جو دیکھے گا ہوگا شاد شاد
لذتِ دل لختِ جگر ہے نورِ عین

دیکھ لوں گا ہر طرح نمرود کو
کس کی قدرت بھی کر سکے اس سے کہیں
رفع ہوگا قلب کا سارا فساد
دل کی ٹھنڈک ہے بچے ذات حسین

سنے چلو اس کو ابھی ہم اپنے ساتھ
کوئی کر سکتا نہیں ہے اس سے بات

خلیلؑ کا غار سے نکلنا

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ والدۂ خلیل نمرود اور اس کی فوج و سپاہ کے خوف سے شام کے جھٹپٹے میں غار سے لیکر چلیں۔ زمین پر چونکہ اس وقت اندھیرا ہو چلا تھا۔ آسمان پر جناب خلیل کی نظر پڑی جس پر بکثرت تارے چمک رہے تھے جس میں ایک سب سے بڑا روشن ستارہ آپ نے دیکھا اور اس پر آپ کی نظر جمی کی جمی رہ گئی والدہ کی انگلی پکڑے ہوئے راستہ چل رہے تھے اور حیرت سے اس روشن ستارے کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ کیا یہ میرا پروردگار ہے؟ جس کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں نقل فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝
(پ۔ الانعام۔ ع۹۔ آیۃ ۷۶)

یعنی

دیکھا جب روشن ستارا آپ نے	دیکھتے ہی یوں پکارا آپ نے
کس قدر روشن ہے اور ہے باوقار	ہے یہی شاید مرا پروردگار
چھپ گیا جب وہ ستارا یوں کہا	چھپنے والا ہو نہیں سکتا خدا
... لوں کو نہ دوں گا دل کبھی	ہو نہیں سکتی ہے اُن سے دوستی

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ (آیۃ ۷)

جگمگاتا چاند جب اونچا اُٹھا	دیکھ کر خلقت نے پھر یوں یوں کہا
یہ درخشاں چیز اور یہ باوقار	ہے یہی شاید مرا پروردگار
چھپ گیا جب چاند تب کہنے لگے	چھپنے والے کہا نہیں سکتے مجھے

مٹنے والوں کو خدا کیوں کر کہوں

دل ہی دل میں بےبس ہوں اور حیران ہوں

فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ (آیۃ ۸)

یعنی

جب چڑھا سورج بلندی پر ذرا	پیارے ابراہیم نے پھر یہ کہا
جو نہ ہو یہ ہے میرا پروردگار	کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے باوقار
چھپ گیا جب آفتاب شمع زر	والد سے یہ کہا اے نیک تو
میں بری ہوں شرک سے بیزار ہوں	مشرکوں کو دل کبھی ہرگز نہ دوں
بلکہ میں جھکتا ہوں اس اللہ کو	جو دکھاتا ہے حقیقی راہ کو

میں نہیں زنہار سرے لے خدا

دین یکسوئی پہ قائم ہو گیا

اللہ اللہ نو مہینے کی جان اور توحید الٰہی کا یہ نورِ ایمان اسی دن توحید الٰہی کو وہ معبود ہیں مرحمت فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے۔ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ یعنے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اے ان کی اُمّت! دیکھو دین ابراہیمؑ تمہارا دین ہے اور تم میں مسلمان وہی ہے جو دین ابراہیمی پر پختہ ہے اور شرک سے بیزار ہے۔ غرضکہ نو مہینے کی جان حضرت خلیل علیہ السّلام والدہ کے ساتھ مکان پر جا رہے ہیں اور راستے میں وہ توحید الٰہی کے دریا بہا رہے ہیں کہ اللہ اللہ ماں حیران ہے اور جو کوئی آپ کی باتیں سنتا اور آپ کی پیاری صورت دیکھتا ہے وہی ششدر رہ جاتا ہے۔

غرضکہ گھر میں پہنچے آزر نے اپنی گود میں بٹھایا اور اس شمعِ توحید سے پیاری پیاری باتیں سننی شروع کیں۔ چنانچہ آپ نے ان سے بھی وہی خدا کی یکتائی کا اظہار شروع کر دیا اور گود میں بیٹھتے ہی پوچھتے ہیں یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا (پ۱۶۔ مریم ع۳ آیۃ ۲) یعنی اے والد بزرگوار کیا تم اللہ کو نہیں پوجتے۔ بلکہ ایسے گونگے بہروں کو پوجتے ہو جو ذرہ برابر تمہارے کام نہیں آ سکتے؟ گو یہ فرمانا آزر کو ناگوار گذرا۔ لیکن نو مہینے کی جان

اور حسن کی یہ شان۔ تعجب در تعجب اول اول ہو رہا ہے کہ یہ نونہال فرزند کس بلا کی باتیں کر رہا ہے چنانچہ اسی عجوبہ کیفیت میں محو و مستغرق ہو کر دربارِ نمرود میں اِس شئ عجیب کو محض عجوبہ شئے خیال کر کے لیکر چلا۔

نظم

ہوتے ہی پیدا پیمبر ہو گئے
اپنی خدمت کو ادا کرنے چلے

دیکھنا نمرود کا وہ کرّ و فر
دیکھنا مولا کا یہ پیغامبر

یہ اُسی کی ذات میں دیکھا کمال
جس سے چاہے کام لے وہ ذوالجلال

کچھ نہیں چھوٹے بڑے کا امتیاز
جس کو چاہے وہ کرے بس سرفراز

تو نہیں آزر اسے لے کر چلا
بلکہ یہ قاصد ہے اک اللہ کا

دربارِ نمرود کا رنگ

آزر ایک روز والدہ خلیل سے کہتا ہے۔ آج اس فرزند کو دربارِ نمرود میں لے جاتا ہے اور اِس شئ عجیب کو اپنے خدا یعنی نمرود کا جاہ و جلال دکھائیں گے اور اِس کی تعجب خیز باتیں

نمرود اور اس کے درباریوں کو سنوائیں گے وہ بھی سب کے سب تعجب کریں گے اور اس ضمن میں اپنا مقصود ایک یہ بھی حاصل ہوگا کہ نمرود بادشاہ اس فرزند کو کسی خدمت پر مامور فرمائے گا اور یہ بھی ملازمِ شاہی ہو جائے گا مگر آزر کو یہ خبر نہیں۔

نظم

ہے یہ خادم اور ملازم اور کا خدمتِ ربی پہ یہ مامور ہے	اس کو کیا نمرود سے ہے واسطہ کارِ نمرودی سے کوسوں دور ہے

شکمِ مادر میں پیمبر یہ ہوا
اس کو پھر کیا غیر سے ہے واسطہ

آزر والدہ خلیل سے کہتا ہے کہ اس فرزند کو نہلا دھلا کر عمدہ لباس پہناؤ تاکہ میں اسے دربار میں لیجا کر پیشِ خداوندی کروں چنانچہ والدہ نورِ عین کو نہلانے میں مشغول ہوئیں۔ نہاتے نہاتے نورِ عین اپنی والدہ سے پوچھتے ہیں۔ اے اماں! میرا منہ اچھا ہے یا تمہارا؟ ماں نے کہا اے نورِ عین تمہارا منہ چاند سا ہے۔ فرمایا کہ پھر یہ کیا بات ہے کہ میرا منہ چاند سا اور تمہارا منہ ماند سا؟ یہ تم کیسی پروردگار ہو کہ اپنا حسن تم نے اچھا نہ کیا اور میرا حسن

اچھا کر دیا! معلوم ہوا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ میرا اور تمہارا اور ہمارے جہاں کا پیدا کرنیوالا کوئی اور ہی خدائے وحدہٗ لا شریک ہے۔ ماں کو اُن کی ان باتوں سے صدمہ بھی ہوتا ہے اور پھر چاند سا مکھڑا دیکھ پیار بھی کر لیتی ہیں! غرضکہ جب یہ نہا دھو کر تیار ہو گئے تو حسب قاعدہ ماں باپ دونوں ملکر دربارِ نمرود میں لیکر چلے۔ دربار کی شان وہی شان ہے جو ایک روئے زمین کے بادشاہ کی ہونی چاہیئے۔ وہاں کی تیاری اور جوش و خروش اور وہاں کی زرق برق کیفیت، مورخین و مفسرین لکھتے ہیں کہ جب اللہ کے اس ایلچی کا قدم دربارِ نمرود میں پہنچا ہے تو سب سے پہلے ایک زلزلہ آیا جو اس بات کا پیش خیمہ تھا۔ کہ

نظم

غافلو! ہشیار ہو جاؤ ذرا	آگیا قاصد ہمارا آگیا
یہ ملا ڈالے گا کفرستان کو	اب بھی بچنا ہے تو مولا سے ڈرو

چھوڑ دو غیر اللہ کی پوجا کو تم
اب بھی یکتا جانو مولا کو تم

چونکہ زلزلے ہمیشہ آیا ہی کرتے ہیں اور یہ کون سمجھتا ہے

کہ کیوں آتے ہیں حالانکہ بدرحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک چیلنج ہوتا ہے کہ بندے ہم سے ڈریں اور ہمارے خوف کو اپنے دل میں جگہ دیں مگر کوئی نہیں سمجھتا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ ط

پھر جب دربار میں جنابِ خلیلؑ ایک ننھی سی جان پہنچے ہیں تو وہاں کے ساز و سامان اور وہاں کی تیاری دیکھ کر چاہیئے تھا کہ آپکے دِل پر اثر پڑتا بلکہ آپ چین بجبیں ہو کر اپنے والدین سے پوچھتے ہیں کہ یہ اونچے تخت پر سب سے اونچا کون بیٹھا ہے؟ والدین نے آہستہ سے کہا کہ یہ سب کا خدا ہے! پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خدا کے سامنے زرق برق کرسیوں پر نہایت حسین و خوبصورت مخلوق بیٹھی ہوئی ہے یہ کون ہیں؟ والدین نے جواب دیا کہ یہ سب خدائے نمرود کے بندے ہیں! والدین سے یہ سُن کر آپ بہت ہنسے اور ہنسکر فرمایا:۔

نظم

واہ کیا کہنا تمہاری عقل کا	اب تلک یہ بھی نہ تم پر کھل سکا
حسن بندوں کا خدا سے بڑھ گیا	اور خدا بندوں سے بدصورت بنا
یہ خدا ہوتا خدا ہوتا اگر	حسن میں مافوق ہوتا سر بسر

جس کی صورت دیکھ کر بچے ڈریں ۔ ڈلے ان پر جو خدا اس کو کہیں
یہ خدا ہے یا کہ بیجا ہے کوئی ۔ جس کی صورت سے مجھے نفرت ہوئی

الغرض نمرود کی گھات بنی
پڑ گئی دربار میں اک سنسنی

بتوں کی اشاعت

ادھر نمرود اور تمام دربارِ نمرود ایک سکتے کے عالم میں دم بخود اور ساکت ہے ادھر پیارے خلیل ؑ کے والدین جلدی سے انہیں لیکر دربار سے نکل گئے اور گھر لے کر پہنچے۔ اور پھر آزر نے اپنے نورِ عین سے کہا کہ اے فرزند! آج تم نے وہ کام کیا تھا جس سے ہم تینوں دم فورا قتل کر دیئے جاتے۔ مگر وہ تو یوں کہو کہ کچھ ہمارا لیا دیا آگے آگیا جو ہم وہاں سے بچ کر آ گئے اے فرزند! اب آئندہ ایسا کبھی نہ کرنا! ہزار وہ بدصورت ہو لیکن ہے وہ ہمارا خدا اسے کبھی نہ کہنا اب تم گھر میں رہو اور ہماری اس خدمت کو انجام دیا کرو۔

آزر بلحاظ دنیا نمرود کا وزیر ہے اور بلحاظ مذہب بت تراش ہے۔ یعنی یہ کہ اپنے مذہب کی اشاعت میں محنت وجفاکشی کرتا ہے۔ چنانچہ نمرود کی شکل کے جو بت بناتا ہے۔ اور انہیں خلوق

میں فروخت کرتا ہے تاکہ مذہب نمرودی کی اشاعت ہو۔ بخلاف اس کے ہم میں کوئی ذی منصب ہو جاتا ہے تو وہ یہ نہیں چاہتا کہ میں خدا پرستی کی اشاعت کروں۔ بلکہ وہ خود بھی خدا پرستی چھوڑ کر دنیا پرست اور خود پرست ہو جاتا ہے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؀

آزر اب اس بات سے خوش ہے کہ اب یہ میرا فرزند گلی گلی میری طرف سے بت فروخت کرتا پھرے گا۔ چنانچہ اس نے لکڑی کے کئی ایک بت بنا کر پیارے خلیل علیہ السلام کو دیئے اور کہا کہ یہ لیجاؤ اور انہیں فروخت کرو! نورِ عین ان بتوں کو لیکر چلے جن کے گلے میں انہوں نے رسیاں باندھیں اور انہیں کھینچتے ہوئے لیکر چلے۔ ایک گلی میں گھستے ہیں اور آواز لگاتے ہیں۔

نظم

ہے کوئی ایندھن جسے درکار ہو	روٹیاں اپنی پکاؤ دوستو!
اور مصالحہ پیسنے کیواسطے	اک بڑے آرام کی یہ چیز ہے
لو خریدو اور چلاؤ اپنا کام	کام آئیں گے تمہارے یہ تمام
عورتیں گھر سے نکل آئیں سبھی	جب سنی آواز سب نے مو بنی
آن کر دیکھا تو اس فرزند کو	چاند سورج جس پہ بس قربان ہو

پیاری صورت جسکی ہے پیاری ہوا	دل لئے لیتا ہے وہ ایک ایک کا
کچھ بلائیں لے رہی ہیں عورتیں	اور کچھ ششدر ہیں اور حیران ہیں

دیکھتی کیا ہو خلیل اللہؑ ہیں	کون ہیں جد رسول اللہﷺ ہیں
آئے ہیں توحید پھیلانے یہاں	ساتھ ہے ان کے خدا ئے دو جہاں
مصطفیٰ کا نور پیشانی میں ہے	خلق بابل ایک حیرانی میں ہے
شہر بابل آج ہو گلیساں تری	رحمت ربی برستی ہے پڑی

الغرض حیران ہیں چھوٹے بڑے سب
کوچے کوچے میں نرالی دھوم ہے

جب پیارے خلیل اللہ گلیوں میں سے نکلتے ہیں تو شہر کے باہر ایک تالاب پر اُن بتوں کو لیجاتے ہیں اور اُن کے منہ پانی میں ڈبو کر کہتے ہیں۔ تم پیاسے ہو گے پانی تو پی لو۔ پھر جب شام ہو جاتی تو مکان پر آتے ہیں اور اپنے والد سے کہتے ہیں کہ اے باپ! یہ تو نہ منہ سے بولیں نہ سر سے کھیلیں! یہ کیسی تیرے خدا کی تصویریں ہیں آیَا بَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ یعنی والد من! یہ آپ ایسے بہرے گونگے بتوں کو پوجتے ہیں جو نہ دیکھ سکیں اور نہ سن سکیں! افسوس ان کو کسی نے نہیں پوچھا۔ بلکہ ہر کوئی میرا اور

میری صدا کا عاشق زار ہوا۔ آزر یہ سن کر غصے میں بھرتا ہے اور پھر موہنی صورت دیکھکر پیار کرنا شروع کردیتا ہے اور یہی صورت تمام لوگوں کی ہے۔ کہ نمرود کے خلاف صدا سن کر غصے میں آتے ہیں اور نورِ نظر کی پیاری صورت دیکھکر دم بخود اور ساکت ہوجاتے ہیں۔ شدہ شدہ اس بات کی دھوم نمرود کے کانوں تک پہنچتی ہے اور وہ آپ سے اس امر کی گفتگو کرنے کے لئے دربار میں طلب کرتا ہے۔ جن سے آزر کہتے ہیں کہ چلو فرزند! دربار میں طلبی ہوگئی۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے اور نمرود دیکھئے کس طرح تم سے پیش آتا ہے آپ نے بے تکلف اور بے دھڑک فرمایا۔

نظم

چلئے بسم اللہ اے آزر ابھی
ہمیں ابھی خدمت کو آیا ہوں جناب
چلئے اور سنئے وہاں کی گفتگو

اور ذرا حاجت نہیں تاخیر کی
آپ دل میں کچھ نہ کھائیں پیچ و تاب
فضلِ ربی سے ملا ہوگا دوبدو

ہے اگر نمرود ثانی کوئی شے
سنا کہ میرے بھی مرا معبود ہے

دربار میں طلبی

معارج النبوت اور دیگر تفاسیر میں مرقوم ہے کہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ چنانچہ آپ دربار میں تشریف لائے اور حسب قاعدہ دربار جناب خلیل اللہ نے سجدہ نہیں کیا۔ بس اسی بات پر گفتگو شروع ہو گئی۔ نمرود نے سوال کیا کہ اے ابراہیم تو نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ اے نمرود! میں سوائے اس وحدہٗ لاشریک کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہوں جیسے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں نقل فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَاجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖۤ الخ یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! کیا تم نے نمرود کے حال پر غور نہیں کیا جو صرف اس بنا پر خدا سے اکڑ بیٹھا کہ خدا نے اسے جہان بھر کی سلطنت دی تھی۔ اور وہ پھر ہمارے بندے ابراہیم سے اس کے خدا کے بارے میں مناظرہ کرنے بیٹھا ہے جبکہ ہمارے بندے ابراہیم نے اس سے کہا کہ اے نمرود! میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اس پر نمرود کیا جواب دیتا ہے۔ اَنَا اُحْىٖ وَاُمِیْتُ ط میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت

دو قیدی طلب کئے۔ جن میں ایک چھٹنے والا تھا اور دوسرا پھانسی
پانے والا۔ پس پھانسی پانے والے کو چھوڑ دیا اور چھٹنے والے
کو پھانسی دیدی۔ اور کہا کہ دیکھو! میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں
واہ کیا خوب۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی بے عقلی
پر ہنسے اور ہنس کر فرمایا۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ یعنی او نا سمجھ! میرا معبود وہ قدرت والا
ہے کہ سورج کو مشرق یعنی پورب سے نکالتا ہے پس تجھ میں اگر
طاقت ہے تو سورج کو مغرب یعنی پچھم سے نکال کر دکھا۔ یہ سنتے
ہی نمرود کے طوطے اڑ گئے جیسے معبود فرماتا ہے فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ
یعنی نمرود بھونچکا ہو کر رہ گیا۔ اور بھرے دربار میں وہ ہمارے
ننھے سے بندے ابراہیمؑ پیارے سے کھلی مات کھا گیا۔

نظم

کیا بری حالت ہوئی نمرود کی	جب بھرے دربار میں عزت
ڈوب مرنے کی جگہ ہے اے لعین	ہے اسی پر مالک روئے زمیں
کیا ہوا دعوی خدائی کا ترا	مات اک فرزند سے تو کھا
تیرے قبضہ میں نہ تھا سورج اگر	پھر خدا کیوں بن کے بیٹھا ہے

رَبِّ مخلوقات جو معبود ہے
اُس کو بس کہتے ہیں رب العالمین
وہ تو ہر ہر کام کو موجود ہے
جو کسی پہلو کہیں عاجز نہیں

حکم سورج کو وہ کرتا ہے وہیں
جس کی ہے مخلوق ادنیٰ بالیقیں

سورج کا مغرب سے نکلنا

جب نمرود سورج کو مغرب کی طرف سے نکالنے میں عاجز ہوا تو اسی وقت اللہ رب العالمین نے جبریلؑ کو ندا فرمائی کہ اے جبریلؑ! نمرود عاجز ہوا اور وہ سورج کو مغرب کی طرف سے نہ نکال سکا۔ لیکن اے جبریلؑ! نَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ وَارْتِفَاعِ مَکَانِیْ :- یعنی

نظم

مجھکو اپنی ذاتِ عالی کی قسم
اور بس شانِ جلالی کی قسم
حکم دیتا ہوں میں سورج کو ابھی
کیونکہ ادنیٰ خلق ہے سورج میری
وہ تو کیا چودہ طبق اے جبرئیل
میری مٹھی میں ہیں سب قال ذوالجلال
جس سے بس نمرود عاجز ہو گیا
میں تو کر سکتا ہوں اس کو دو بلا

واحد القہار ہوں خلّاق ہوں مالک الکُل ہوں بے چون وچگوں	

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضور ملک العلام خدائے ذوالجلال والاکرام نے اُسی وقت سورج کو حکم دیا کہ اے سورج! زمین و آسمان کے فنا ہونے سے قبل تجھے ایک روز مغرب سے نکلنا ہوگا۔ چنانچہ قربِ قیامت کی پیشن گوئیوں میں آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد نزولِ مسیح علیہ السلام اور بعد زمانۂ امام مہدی جبکہ قیامت کی اور بہت سی علاماتِ کبریٰ ظاہر ہو رہی ہوں گی منجملہ اُن کے ایک روز یہ بھی ہوگا کہ شام کو سورج حسبِ سابق غروب ہوگا اور پھر بارہ برس تک نہیں نکلے گا یعنی پورے بارہ سال کی ایک رات ہوگی جس سے مخلوق سخت بےچین ہوگی اور پھر صبح صادق نمودار ہوگی تو مغرب سے نمودار ہوگی یعنی جدھر سورج چھپا تھا اُدھر ہی سے صبح کا اُجالا ہوگا اور تھوڑی دیر میں اُدھر ہی سے سورج نکلے گا۔ اس خرقِ عادت سے مخلوق اور بھی چلّا اٹھے گی۔ حتّٰی کہ سورج طلوع ہوتے ہوتے پورے نصف النہار یعنی بیچ آسمان پر آکر ٹھہر جائیگا۔ اب تو اور بھی زیادہ بے چینی بڑھ جائے گی پھر حکم خدا سے وہ سورج جدھر

سے نکلنا تھا ادھر ہی واپس ہو گا اور حسبِ عادت مغرب کی طرف غروب ہو جائے گا۔ پھر مطابق ایک شب کے غروب رہ کر حسبِ دستورِ سابق جیسے ہمیشہ نکلتا ہے مشرق سے نکلے گا۔ اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

نظم

لو خلیل اللہ! راضی ہو گئے ‏— آپ کے مولا نے کہنے کر دیئے
جس سے تھا نمرود عاجز اے خلیل — اس کو کر گذرا میرا رب جلیل
ہر دو عالم جس میں بس حیران ہیں — وہ میرے معبود کو آسان ہیں
کُن میں وہ پیدا کرے دونوں جہاں — کُن میں وہ سب کی اُڑا لے دھجیاں
گو یہاں بھولیں تجھے بندے تیرے — مرتے ہی سب دیکھ لینگے ذائقے
تجھکو جو بھولا وہ بیشک مر مِٹا — آگئی بس جیتے جی اُس کی قضا
آہ یہ دُنیا بھُلاتی ہے اُسے — جس پہ تیری لعنت پھٹکار ہے
تجھسے کیوں نمرود برگشتہ ہوا — اُس نے کیوں دعویٰ خدائی کا کیا
یہ ہی دُنیا اور یہی خانہ خراب — مِل گئی تھی اُس کو بیحد و حساب
اپنے جامہ سے ہوا باہر لعین — اپنی ہستی سے گزرا بالیقین
مالداری سے جسے غرّہ ہوا — بس وہی نمرود کا بھائی بنا

نازجو کوئی بھی دنیا پر کرے		صرف اک چھوٹے بڑے کا فرق ہے
	اے خدا اسحٰق کو اِس سے بچا ہاتھ پھیلا کردہ کرتا ہے دعا	

نمرود اور نمرود پرستی

جناب ابراہیم علیہ السلام مناظرے اور مباحثہ میں نمرود کو شکست فاش دے کر اپنے در دولت پر تشریف فرما ہوئے اور اسی توحیدی رنگ میں ایام مبارک گزارنے شروع کیے یعنی یہاں کھڑے نمرود پرستوں کو قائل کر رہے ہیں وہاں بیٹھے مشرکوں کو مات دے رہے ہیں۔ کہ اس دوران میں آپ کی عمر سات سال کی ہوگئی۔ ایک روز آپ نے اپنے والد آزر کو دیکھا کہ وہ اور ان کے ساتھ اور بہت سے نمرودی ایک بت خانہ میں نمرودی بتوں کے آگے نہایت ادب سے اپنی گردنیں جھکائے بیٹھے ہیں آپ کو موقع ملا اور وہیں کھڑے ہوکر للکارا جیسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام اقدس میں نقل فرماتا ہے۔ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ یعنی ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے

کہا کہ یہ نمرود کی مورتیں جن کی پوجا پاٹ کے لئے ان کے آگے تم
اپنی گردنیں جھکائے بیٹھے ہو۔ یہ کیا لغویت ہے؟ جس کے جواب
میں وہ کہتے ہیں قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ٥ یعنی اے ابراہیم
جس روش اور جس دین پر ہم جمے بیٹھے ہیں ہم نے اپنے بڑوں کو اسی
دین پر پایا اور انہیں کی پوجا پاٹ کرتے دیکھا ہے۔ ہمارے نبی کے
خلیل نے ان کو جواب دیا قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ٥ یعنی اگر تمہارے بڑے ایسا کرتے تھے تو بیشک تم
اور وہ کھلی گمراہی میں اب تک پڑے رہے اس پر وہ لوگ
قائل ہوتے ہوئے اور آپس میں محجوب ہوتے ہوئے کیا کہتے
ہیں قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ٥ یعنی اے ابراہیم
کیا تم ہمارے لئے یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا یوں ہی دل لگی
کرتے ہو؟ جس کا جواب ہمارے نبی ابراہیم نے دیا بَلْ
رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۔ یعنی توبہ
توبہ دل لگی کیسی بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ میرا اللہ تمہارا اور ان
بتوں کا اور ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں کا پیدا
کرنے والا ایک ہی خدا ہے وحدہٗ لا شریک ہے اور اسی کی گواہی
اور شہادت کیلئے اس نے مجھے بھیجا ہے کہ وہ ایک ہے

وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ سارے جہان کا خالق ہے۔ وہ سارے جہان کا مالک ہے وہ احد ہے وہ صمد ہے وہ بے مثل ہے۔

نظم

لم یلد ہے وہ ولم یولد ہے وہ
جس کی کن میں گنج روزی ہے نہاں

ایک ہی بس صاحب قدرت ہے وہ
جس کے قبضے میں ہیں بس دونوں جہاں

جس کی خوبی ہو نہیں سکتی بیاں
وہ کہاں اور بندہ عاجز کہاں

خلیل کی بت شکنی

نمرود اور اس کے زمانے میں ایک بڑے جوش مسرت کا دن ہوتا تھا جس کو وہ یوم عید کہا کرتے تھے اس روز نمرود اور اس کی تمام رعیت ایک ایسے جنگل میں جاتے تھے جہاں انتہائی آرائش و زیبائش باجے گاجے رنگ برنگ کے کھیل تماشے صد ہا قسم کے کھانے دانے۔ تمام طرح کے عیش و سرور و ہاں مہیا ہوتے تھے۔ اتفاق سے وہ دن

آگیا جس کے لئے نمرود نے آزر سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تمہارے فرزند ابراہیم کو وہاں لے چلیں اور اُس کو وہ کیفیات و لذات دکھائیں تو عجیب نہیں کہ وہ ہمارے راستے پر آجائے کہ اُس نے ایسی بہاریں کب دیکھی ہوں گی۔ جس کے جواب میں آزر نے کہا کہ ضرور ضرور لے چلیں گے۔ اور اُس کو ہم یوم عید کا دلکش منظر ضرور دکھائیں گے۔ چنانچہ یہ بات طے ہوگئی اور وہ عید کا دِن جب آیا تو شہر میں صبح ہی سے ایک دھوم ہے اور تمام چھوٹے بڑے اُس کے لئے بجلد تیاریوں میں مصروف ہیں کہ اتنے میں آزر اور چند مصاحب شاہی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس آئے اور پیامِ نمرودی سُنایا کہ چلو یوم عید کی سیر میں تمہارا بھی بلاوہ ہے! اور نمرود نے حکم دیا ہے کہ ابراہیم ہمارے ساتھ چلیں اور وہاں چلکر عجیب سیر تماشے دیکھیں۔ جن کا جواب جناب خلیل اللہ نے فوراً انہیں دیا جیسے معبود فرماتا ہے۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ٥ یعنی مولا فرماتا ہے کہ ابراہیم نے ستاروں کی طرف دیکھا اور پھر لوگوں سے کہا کہ میں بیمار ہوں فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ٥ یعنی ابراہیم سے یہ جواب سُن کر وہ لوگ اپنی

عید گاہ چلے گئے اور چلتے وقت نمرود کی شاہی بت خانے کی کنجیاں آزر اپنے فرزند ابراہیم کے سپرد کر گئے۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر بت خانے کا قفل کھولا اور اندر جا کر شاہی بت خانے کی سیر دیکھنی شروع کی چنانچہ صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں کہ اس بت خانے میں بہتر ۷۲ بت تھے سونے کے اور چاندی کے اور پیتل کے اور تانبے کے اور پتھر کے اور لکڑی کے اور بیچ میں اُن سب کے ایک بہت بڑا بُت تھا جو خالص سونے اور جواہرات کا بنا ہوا تھا۔ جو ایک بہت اونچے تخت پر بیٹھا ہوا تھا جس کی دو آنکھیں بڑے بڑے دو گوہر شاہوار کی بنی ہوئی تھیں جناب ابراہیم خلیل اللہ نے اُن سب کو بغور دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ وہی بُت ہیں جو میرے معبود کے علاوہ پوجے جاتے ہیں؟ یہی وہ مخلوق ہے جن سے خالق کا کام لیا جاتا ہے۔ یہی وہ گونگے اور بہرے ہیں جن کی پوجا سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ کے ہوتے ہوئے کی جاتی ہے؟ آہ یہ فرما رہے ہیں اور انتہائی غیظ و غضب میں بھرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہانتک کہ آپ جوش میں بھر گئے اور بڑا بھاری تیشہ اٹھا کر لائے اور ایک سرے سے اُن کا صفایا کرنا شروع

کیا جس کو اللہ پاک اپنے کلام میں فرماتا ہے فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا ۔ یعنی ابراہیم خلیل اللہ جب ہمارے جوش توحید میں از خود رفتہ ہو گئے تو انہوں نے تمام بتوں سے کہا کہ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ؏ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ؏ یعنی تمہارے سامنے یہ طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہیں تم انہیں کھاتے کیوں نہیں ؟ اور تم منہ سے کیوں نہیں بولتے ؟ پھر آپ نے ایک ہی بہ دو تمام بتوں کا چورا چورا کر دیا۔ اور سب سے بڑے بت کو اس غرض سے بنے دیا کہ لوگوں کا گمان اس کی طرف ہو۔ چنانچہ وہ تیشہ جس سے سب بتوں کا ستھراؤ کیا تھا وہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ کر اور بت خانے کا قفل لگا کر اپنے مکان پر تشریف فرما ہو گئے۔

نظم

جوش توحیدی نے سب کچھ کر دیا
قیمہ قیمہ ہو گئے سارے لاد
مٹ گئے تو پہ بج رہے تھے جو لبیں
اب ان کا عجز ظاہر ہو گیا

بت کدے کو ذکر ہو سے بھر دیا
ہو گیا ستھراؤ سب کا چار سو
آج ان کی آگئی شامت کہیں
ڈال کے سینے ان پر یہ کیسے کیسے خدا

اک بشر کے ہاتھ سے سب مر مٹے
ایک ان میں سے نہ اٹھا اے فتا
نیست اور نابود سارے ہو گئے
ہاتھ ابراہیم کا جو روکتا

کام ابراہیم خلت نے کیا
بول بالا کر دیا توحید کا

نمرود کا غیظ و غضب

جب شام ہوئی اور نمرود پرست اپنی عید گاہ سے واپس آئے تو دیکھا نمرودی بت خانہ ایک کمیلا بنا ہوا ہے جسے دیکھ کر سخت حیرت زدہ ہیں اور آپس میں کہتے ہیں مَنْ فَعَلَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَآ اِنَّہٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کس نے گستاخی کی؟ اور وہ کوئی بڑا ہی ظالم تھا جس نے ایسا کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان میں بعض بولے سَمِعْنَا فَتًی یَّذْکُرُھُمْ یُقَالُ لَہٗٓ اِبْرٰھِیْمُ ط یعنی وہ نوجوان لڑکا جس کو ابراہیم کہتے ہیں ہم نے اس کو ان بتوں کے خلاف تذکرہ کرتے سنا ہے۔ پھر معبود فرماتا ہے کہ وہ نمرودی لوگ بولے۔ قَالُوْا فَاْتُوْا بِہٖ عَلٰٓی اَعْیُنِ النَّاسِ یعنی ابراہیم کو یہاں سب لوگوں کے سامنے جلدی لے کر آؤ! تاکہ سب لوگ اس سے معلوم کریں اور اس کی گفتگو کے سب گواہ

رہیں۔ القصہ ابراہیم خلیل اللہ دربِ دولت سے بلائے گئے اور ان سے نمرودیوں نے دریافت کیا جسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰاِبْرَاھِیْمُ ؕ یعنی اے ابراہیم کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے؟ خلیل اللہ نے جواب دیا۔ قَالَ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ یعنی لوگو! مجھ سے نہیں۔ بلکہ اس سب سے بڑے بت سے دریافت کرو۔ شاید بڑے نے ایسا کیا ہو! اگر یہ ٹوٹے ہوئے بت بول سکتے ہوں تو ان سے دریافت کرو کہ تمہارے ساتھ کس نے ایسا کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا کہ لوگو! میرا خیال ہے کہ اس بڑے بت کو اس بات کا رشک آیا ہو گا کہ مجھ بڑے کے ہوتے یہ چھوٹے چھوٹے بت کیوں پوجے جاتے ہیں پس اس نے اس بڑے نے چھوٹوں کا صفایا کر دیا۔ تاکہ وہ اکیلا ہی پوجا جائے اور یہ امر واقعہ بھی ہے کہ سب سے بڑے کے ہوتے چھوٹے کیوں پوجے جائیں۔

نظم

جب کہیں موجود ہو سب سے بڑا	چھوٹے پوجے جائیں واں واحسرتا

پوچھنا چھوٹوں کا ہے پھر اک خطا		ایک جب سب سے بڑا مانا گیا
تب تو زیبا ہے ملا لیں دوسرے		ایک طاقت میں اگر کمزور ہے
پھر ملانا غیر کا ہے ظلم تر		وہ اگر حاوی ہو سارے کام پر

	اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہیں سب بڑے چھوٹے ہوں اک مسند نشیں	

یہ سن کر نمرودی بہت قائل ہوئے اور بہت اپنے دل میں نادم ہوئے جیسے معبود نقل فرماتا ہے فَرَجَعُوْا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ یعنی ابراہیمؑ کی اس تقریر پر لوگ اپنے دل میں بہت قائل ہوئے اور شرمندہ ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ فی الحقیقت ہم ہی لوگ ظلم کرتے ہیں کہ ایک خدائے برحق کے ہوتے ہوئے دوسروں کو شامل کرتے ہیں آگے معبود فرماتا ہے ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ج یعنی پھر وہ بدنصیب سر ملا ملا کر پلٹی کھا گئے اور ہمارے بندے خلیلؑ سے کہنے لگے اے ابراہیمؑ تمہیں معلوم ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے! حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ پھر تم ایسوں کو پوجتے کیوں ہو جو نہ منہ سے بولیں نہ سر سے کھیلیں اور نہ تمہیں کسی نوع کا نفع دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط یعنی

تف ہے تم پر اور اُن پر جن کو تم سوائے خدا کے پوجتے ہو!
یہ سنکر وہ بدنصیب آگ بگولا ہو گئے اور فوراً نمرود کو موقع پر بُلا لائے جس نے سب کیفیت سُن کر اور غیظ و غضب میں آکر حکم دیدیا۔ جس کو معبود نقل فرماتا ہے قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ یعنی نمرود اور اُس کے ساتھی جھلا اُٹھے کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے اور اِس کا بدلہ لینا ہے تو ابراہیمؑ کو آگ میں جلادو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو!

نظم

بھر گئے غصّے میں وہ ظالم سبھی
رحم گویا تھا نہیں اُن میں کبھی

ہر کوئی کہتا ہے ڈالو آگ میں
جتنے جلدی ہو۔ جلا دو آگ میں

الغرض اِک آگ کا تنوّر تھا
جس سے لپٹیں اُٹھ رہی تھیں بر ملا

ظالموں نے اُس میں دھکا دیدیا
کوئی اُن سے پوچھتا پھر کیا ہوا

آگ کس کی؟ کِس کا وہ تنوّر تھا؟
جاہلوں کو کیا خبر ہے اَے خدا

بال تک بیکانہ خلّت کا ہوا
آگ اُس کے سامنے ہے چیز کیا

ہنستے ہیں تنور میں پیارے خلیلؑ
جلوہ فرما ہے جہاں ربِّ جلیل

پ ۱۷ الجلیل وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ع ۱ - آیت ۴

میرے بندو! تم جہاں بھی ہو کہیں
میں تمہارے ساتھ ہوں واں بالیقیں

آتش نمرود یا دیدارِ معبود

اَوحیَ اللّٰہ تعالیٰ اِلیٰ نَبِیّہٖ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یا اِبْرَاھِیْمُ اِنَّکَ لِیْ خَلِیْلٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیمؑ! تم ہمارے خلیل ہو اور ہم تمہارے خلیل ہیں۔ مگر اے ابراہیمؑ اس بات کا خیال رہے کہ جب ہم تمہارے دِل کی طرف نظر ڈالیں تو وہاں کسی غیر کو نہ پائیں؟ اگر ایسا کروگے تو پھر ہماری تمہاری خُلّت یعنی دوستی ٹوٹ جائے گی اور تم ہماری نظر سے گر جاؤ گے! نیز میں ایسے بندے سے محبت کرتا ہوں کہ اگر آزمانے کے لیے اُسے آگ میں بھی جلا ڈالوں تب بھی وہ اُف نہ کرے اور سوائے میری محبت کے کسی دوسرے کی طرف خیال تک نہ لیجائے اور محض میری محبت کا دم بھرتا رہے۔ چنانچہ ابراہیم خلیل اللہؑ نے ایسا ہی کر دکھایا۔

لکھا ہے کہ جب آپ نے نمرود کے بتخانہ میں جا کر وہاں

کے بتوں کو توڑا ہے تو نمرود اور اُس کی قوم نے آپ کو گرفتار کر لیا اور یہ تجویز ہوئی کہ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ یعنی ابراہیم کو آگ میں جلا دو اور بتوں کی امداد کرو۔ چنانچہ نمرودی آتش خانہ خلیل اللہ کے لئے تیار ہوا۔ جس کی چار دیواری تین میل سے تین میل کی لمبی چوڑی اور بیس گز اونچی تھی جس میں لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں اور ہر شخص وہاں لکڑیاں پہونچانے اور جمع کرنے کو بڑا ثواب سمجھتا تھا۔ بیمار منت مانتا تھا کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو ابراہیم کے جلانے کے لئے احاطے میں اتنی لکڑیاں پہونچاؤں گا۔ عورتیں کہتی تھیں کہ ہمارے بچے اچھے ہو گئے تو ہم نارِ ابراہیم میں اس قدر لکڑیاں چڑھائیں گے۔ غرضکہ کچھ رعیت نے اس طرح اس آتش کدے کو امداد پہنچائی اور کچھ نمرود نے پورے ایک مہینے میں دے کرکے وہ احاطہ لکڑیوں سے لبریز کر دیا اور اوپر سے تیل ڈالکر اس میں آگ لگا دی۔ جس میں اس زور سے آگ بھڑکنی شروع ہوئی کہ اس کے شعلے کافی بلندی تک پہونچنے لگے۔ یہاں تک کہ جو پرند اس پر سے اڑتا ہوا جاتا تھا وہ اسی میں کباب ہو کر گر جاتا تھا پھر جب اس آگ کی تیزی اور شدت نہایت طلوع پر پہونچ

گئی تو اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید خانے سے باہر لائے تو اب نمرود اور نمرودی حیران ہیں کہ ان کو آگ میں کیونکر ڈالیں؟ جس کی لپٹیں میلوں تک کھڑے ہوئے والوں تک کے کباب کئے دے رہی ہیں کہ اتنے میں ابلیسِ لعین آپہونچا اور چونکہ یہ دوزخی لوگوں کے منجنیق کو دیکھے ہوئے تھا جس سے کہ دوزخی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ چنانچہ منجنیق کا نقشہ لعین نے نمرودیوں کے سامنے پیش کیا پس جب ایک ایسی منجنیق تیار ہوگئی تو اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھایا۔ اور چاہا کہ آگ میں ڈالیں کہ فَضَجَّتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَمَنْ فِیْھَا مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ الخ

نظم

چیخ اُٹھے سارے زمین و آسمان	ہل گئے دشت و جبل سب بے گماں
رو دیئے سارے ملائک اے فنا	اور کی فریاد اے ربّ العلا
اے خدائے دو جہاں ربّ جلیل	آگ میں گرتا ہے اب تیرا خلیل
آج آتش میں اگر یہ جل گیا	پوجنے والا ہے جو یکتا تیرا
آپ کا یہ نام لیوا ایک ہے	تیرے بندوں میں یہ بندہ ایک ہی

نارِ نمرودی میں یہ گر جل بجھا کون لے گا پھر وہاں نام آپ کا

کاش جلدی سے اجازت ہم کو ہو
تا بچالیں جل کے ابراہیم کو

رَبِّ کریم

(وَهُوَ خَلِیْلِی لَیْسَ لِی خَلِیْلٌ غَیْرُہٗ الخ)

نظم

میرا ابراہیم پیارا ہے مرا — ایک ہی وہ آج بندہ ہے مرا
اُس کا میں ہوں اور وہ میرا ہی بس — کافی و وافی اُسے مولا ہے بس
تم سے وہ امداد لے سکتا نہیں — جاؤ! جا کر دیکھ لو اُس کے دل حزیں
اے ملائک جاؤ! اور امداد دو — رُخ بھی کر جائے تو پھر مجھ سے کہو
چھوڑ دو بلکہ مجھے اور اُس کو تم — ہو نہیں سکتا ہے بندہ میرا گم
اے ملائک تم کو جلدی ہے اگر — جاؤ اُس کے پاس با [illegible]

اور مدد اُس کی کرو جو ہو سکے
تم بھی سب اپنے لگا لو حوصلے

چنانچہ پیارا رشادِ خداوندی ہوتے ہی فرشتوں کی ایک

زور آور جماعت فوراً روانہ ہوئی جن میں سب سے پہلے ہوا کا فرشتہ آپ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے خلیل اللہ آپ فرمائیں تو میں ہوا کو اشارہ کردوں کہ وہ اس آگ کے سارے انبار کو یہاں سے اڑا کر سمندر میں لیجائے۔ چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ نے اُس فرشتے کی طرف سے منہ پھیر کر فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا یعنے مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں۔ پھر مینہہ کا فرشتہ آیا اور اُس نے عرض کیا کہ اے خلیل اللہ آپ فرمائیں تو میں نہایت زور شور کا مینہ برسا کر اس آگ کو بالکل بجھا دوں؟ جناب نے اُس کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا اور فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا یعنی مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السّلام آئے اور کہا کہ اے خلیل اللہ میں حاضر ہوں۔ آپ فرمائیں تو میں ابھی ایک پَر کے اشارے سے اِسے نیست ونابود کردوں؟ آپ نے اُن کی طرف سے بھی منہ پھیر لیا اور فرمایا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا یعنی مجھے تمہاری اِمداد کی ضرورت نہیں۔ یہ سُن کر جبریل علیہ السّلام رو دیئے اور رو کر کہا کہ اگر جماعت ملائکہ سے اِمداد لینی نہیں پسند فرماتے تو اپنے مولا کی جناب میں عرض کیجئے کہ وہ آپ کی امداد فرمائے۔ کیونکہ آگ سے صرف ایک بالشت فاصلے

پر آپ رہ گئے ہیں۔

چنانچہ پیارے خلیلؑ حضرت جبریلؑ سے اپنے معبود کا پیارا نام سنتے ہی پکار اٹھے گویا عشق کے آبلے تھے کہ وہ پھوٹ گئے محبت کے ناسور تھے وہ تڑخ گئے فرمایا

نظم

دیکھتا ہے وہ مجھے ربِّ جلیل — کس لئے اور کیوں دعا مانگے خلیل
ہو رہا ہے عشق کا جب امتحاں — غیر سے کیوں کر چلے اپنی زباں
آگ میں دیدار کی جب شرط ہو — کیونکہ عاشق پھر نہ لے اس آگ کو
طالب و مطلوب ملتے ہوں جہاں — آگ کیسی وہ تو ہے باغِ جناں
امتحاں ہونے دے اے جبریلؑ تم — آگ میں گرتے دو میکائیلؑ تم
ہے کہاں خلّت کو فرقت کی سہار — آگ کو بس دیکھنا ہے گلعذار
طالب و مطلوب میں حائل نہ ہو — اے ملائک جاؤ اپنی راہ لو

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل! مَنْ حَکَمَ بِذَالِکَ یعنی یہ آگ کس نے جلائی ہے؟ جواب دیا نمرود نے۔ فرمایا نمرود کو کس [illegible] ا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ربِّ جلیل نے۔ آپ نے فرمایا۔

فَالْخَلِیْلُ رَاضٍ بِحُکْمِ الْجَلِیْلِ یعنی ؎

نظم

جلیل سے ہے خلیل راضی
نہ پوچھو تم میرے دل کی حالت
تمہارے نزدیک ہے یہ دوزخ
یہ آتشِ عشق وہ لگی ہے

خلیل سے ہے جلیل راضی
نہ پوچھو اس آگ کی حقیقت
ہمارے نزدیک ہے یہ جنت
کبھی بجھے گی نہ یہ بجھی ہے

یہ آگ وہ ہے کہ جس کے آگے
جحیم ساری بجھی پڑی ہے

صاحبِ انیس الجلیس لکھتے ہیں کہ جناب ابراہیم خلیل اللہ کے عشق و محبت کی یہ حالت دیکھ کر جبریل علیہ السلام نہایت متاثر ہوئے اور کہا کہ خلیل آج میں آپ کے عشق کی کیفیت لکھ دوں گا فرمایا کس چیز پر لکھو گے

نظم

جس جلیل پر تم لکھو گے آہ جل جائیگا وہ
داستانِ عشق کا لکھنا کوئی آساں نہیں

اور جیسے پر لکھو گے تو پگھل جائیگا وہ
آسمانوں پر جا ہو گے لکھنا تو جل جائیگا وہ

تختۂ ارضی پہ لکھکر دیکھ لو جبریلؑ تم
یہ بشر کے دِل کو بخشی ہے خدا نے برتری
آگ کھائیگی جلائیگی اگر انسان کو
لو بس اب جبریل ہٹ جاؤ ہمارے پاس سے
عرشِ اعلیٰ کہہ رہا ہے آج یہ کس کیلئے
آتشِ نمرود کیا گلزار ہوتی ہے ابھی

ٹکڑے ٹکڑے ہو کے ہاتھوں سے نکلی ایگا وہ
جھیل لیگا وہ اسے آسرے سے بہل جائیگا وہ
قلبِ عاشق ہو تو دوزخ کو نگل جائیگا وہ
وصل کا وقت آن پہنچا ہے نکل جائیگا وہ
اپنی رحمت لیکے پردے سے نکل جائیگا وہ
عشق میں پورا جو اترا ہے سنبھل جائیگا وہ

بندۂ اسحاق تیری عاشقانہ یہ غزل
اس کو جو عاشق سنے گا بس اچھل جائیگا وہ

القصہ ڈھیکلی یا منجنیق حضرتِ خلیل کو آگ کے وسط میں لیے بیچ میں ادھر لئے ہوئے معلق ہے اور آپ کو اس دہکتی ہوئی آگ میں پھینکا چاہتی ہے کہ اتنے میں نمرود نے غیظ میں آکر منجنیق پھیرانے والوں سے کہا کہ خلیل کو اس دہکتی ہوئی آگ میں پلٹ دو! چنانچہ پلٹ دیئے گئے۔ اللہ اللہ ادھر خلیل آگ میں گرنے پہلے ادھر آگ کے نام عرشِ معلّٰی سے حکم صادر ہوا کہ اے آگ! دیکھ میرا عاشق خلیل آرہا ہے اس کو جنت کے گلدستے بنکر اپنے ہاتھوں میں لے اور دیکھ اگر کوئی رونگٹا یا کوئی بال میرے خلیل کا جلا یا تو اسے آگ جہنم کے ساتوں طبقوں کا عذاب تجھ پر پلٹ دونگا

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۝

لکھا ہے کہ جب آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم ہوا ہے تو تین رات دِن تک روئے زمین کی آگ بالکل بجھ گئی اور خاص کردہ آگ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام ڈالے گئے تھے وہ صرف ٹھنڈی نہیں ہوئی بلکہ آپ کے لئے ایک گل و گلزار بن گئی ۔ اُس وقت اس مقام پر سوائے ابراہیم ؑ کے اور کوئی موجود نہیں ہے لکھوکھا فرشتے ہیں کہ وہ دور سے طالب و مطلوب کے عشق و محبت کا تماشہ دیکھ رہے ہیں اور کسی کی مجال نہیں جو قریب آسکے مگر معلوم نہیں سوائے ابراہیم ؑ کے دوسرا کون آگ میں آیا ہوا ہے جس کے اشاروں سے آگ کے بڑے بڑے سوختے خودبخود موتیا اور چنبیلی کے درخت بنتے چلے جار ہے ہیں ۔

نظم

آتشِ نمرود میں کیا آگیا مالی کوئی ہاں وہی آیا ہے جسکو اپنے پیارے کی لگی

کون آیا بہرِ استقبال طالب کے لئے کس نے واں مطلوب بنکر آگ میں درشن دیئے

اپنے پیارے اپنے عاشق کی انہیں ایسی لگی آگ میں خود آگئے یا تک تنہائی دوئی

کردیا آتشکدہ کیسا گل و گلزار آہ
ہو رہی ہے کیا کسی بندے پہ بس نظرِ کرم
بہہ رہی ہیں کس قدر رحمت کی نہریں جا بجا

بھر دیا اُس دشت کو اپنی تجلی سے اِلٰہ
بَن رہا ہے آج یہ آتشکدہ رشکِ ارم
آتشِ نمرود میں کیسا یہ گل لالہ کھلا

کر قبول اسحٰق کے آنسو الٰہی کر قبول
عشق کا کچھ ذائقہ بس ہو گیا اُس کو حصول

لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیلؑ پورے چالیس رات دن تک اُسی مقامِ قربِ رحمت میں محو و مستغرق رہے۔ بعد چالیس روز کے آپ باہر آئے۔ مگر آئے تو کیا آئے اُس دن سے دمِ واپسیں تک ہر روز آپ اُس آگ آپ اُس آگ کو یاد کرتے تھے۔ اور روتے تھے۔ اور اکثر آپ کی زبان پر یہ فقرے ہوتے تھے۔

آگ تھی کیسی وہ بس نمرود کی
تھی تجلی جس میں بس معبود کی

نمرود کی سیر

تفسیر معالم میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام آگ میں پہونچے ہیں تو آپ کے طوق و زنجیر اور نمرود کا کُرتہ جل کر گر گیا اور آپ کو ذرہ برابر تکلیف نہیں پہونچی۔ کُرتہ یہ

وہ کرتہ ہے کہ جو نمرود نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ
میں ڈالتے وقت محض اسی خیال سے پہنایا تھا کہ ابراہیم اگر آگ
میں نہ جلے جیسے کہ تنور میں نہ جلے تھے تو یہ میری ایک کرامت
مشہور ہوگی کہ نمرود کے کرتہ کا سبب تھا جس سے کہ ابراہیم
علیہ السلام آگ میں نہ جلے وہاں سب سے پہلے کرتہ ہی
جل کر کالی راکھ ہو گیا اور جناب خلیل تر و تازہ اور خنداں و
فرحاں آگ میں کود گئے اور آگ آپ کے لئے گل و گلزار
بن کر رہ گئی جہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے تخت بلوریں
اور حلہ ہائے بہشتی حاضر کئے جس پر آپ متمکن ہوئے اور
حضرت جبریل علیہ السلام نے جناب ابراہیم علیہ السلام
سے کہا کہ اے خلیل اللہ! مجھے قدرت خداوندی اور آگ کے
گلزار ہونے کا اتنا تعجب نہیں ہے جیسا کہ اس صبر و استقلال
پر مجھے تعجب آتا ہے جو کہ آپ نے اس وقت ظاہر کیا اور
اتنے سخت ترین موقع اور محل پر سوائے خدا کے کسی دوسرے
امداد طلب نہیں کی اللہ اللہ!

ادھر یہ ناز و نعم ہو رہے ہیں ادھر نمرود کی سنئے کہ جناب
خلیل اللہ کو آگ میں ڈال کر وہ ایک منارے پر جا چڑھا جو

اسی غرض سے اُس نے تعمیر کرایا تھا کہ نعوذ باللہ - ابراہیم علیہ السّلام کے جلنے کا اس مینارے پر سے تماشہ دیکھوں گا اور دیکھوں گا کیوں کر اس کا خدا اسے میری آگ سے بچاتا ہے؟

غرضکہ اُس بلند مینارے پر سے نمرود یہ تماشہ دیکھ رہا ہے کہ وہ تمام لکڑیاں جو بقعہ آتش بن رہی تھیں خود بخود موتیا اور چنبیلی کے درخت بنتی چلی جا رہی ہیں - ہر لپیٹ نورِ رحمت بن رہی ہے اور ہر چنگاری گلاب و گیندے کے پھول ، جب نمرود نے یہ حال دیکھا تو کفِ افسوس مل کر کہہ رہا ہے کہ میری محنت رائگاں ہوئی اور ابراہیمؑ اس شدید آگ میں بھی نہیں جلا فوراً حکم دیا کہ تمام مخلوق ہر چہار جانب سے اس پر پتھر برسائے۔

چنانچہ چاروں طرف سے پتھر پھینکے جانے شروع ہو گئے جو دشمنوں کے ہاتھوں سے چھٹ کر اور بالائے آتش پہنچ کر معلق استادہ ہوتے ہیں اور آناً فاناً میں ابرِ باراں ہو کر اس آگ پر جھما جھم برسنے لگتے ہیں۔

نظم

اللہ اللہ شانِ خلاقی تیری	سنگ باری ابرِ رحمت بن گئی

اللہ اللہ شانِ معبودی تیری	آگ بستاں بن رہی ہے اک پڑی
یہ کھلا گیندا، وہ گُل لالہ کھلا	یہ چنبیلی اور وہ اُبھری موتیا
وہ ہوئی نرگس وہ نکلی نسترن	خود بخود کیا سج رہا ہے اک چمن
ہے کوئی مالی نہ رکھوالا وہاں	بن رہی ہے آگ اک باغ جناں

چیخ اٹھا نمرود آخر اے فتا
ضبط اُس سے بھی نہ اِسکا ہو سکا

نمرود کی دختر

آخر نمرود پکارتا ہے اور وہیں کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ! تیرا خدا فی الحقیقت بڑی قدرت والا ہے اور وہی اس قابلیت اور شان کا ہے جس کی پرستش کی جائے اور بس اے ابراہیمؑ میں نے بچشم خود دیکھا کہ ہزارہا لکڑیاں جو بقعۂ آتش بن رہی تھیں گلاب اور موتیا کے درخت بن گئے اور ساری میری آگ کو تیرے خدا نے گُل و گلزار بنا دیا ۔ اے ابراہیم! میں تیرے خدا کے نام پر قربانی کروں گا ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی مسند اعزاز پر سے جواب دیا کہ اے نمرود جب تک تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ابراهيمُ خليلُ الله نہ کہے گا تو تیری قربانی میرے معبود

کی حضوری میں مقبول نہ ہوگی۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اُس دن نمرود نے پوری ایک ہزار گائیں خدا کے لیئے قربان کیں اور آئندہ حضرت ابراہیمؑ کو ایذا پہونچانے سے توبہ کی اور چاہا کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے مگر ساتھ ہی اُس کے یہ خیال دامنگیر ہوا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں گا تو میری بادشاہت کو نقصان پہونچیگا۔ اگرچہ اسلام کی وقعت اور عزت اُس کے دل میں بجید جاگزیں ہوئی مگر افسوس کہ اسلام اُس کی تقدیر میں نہ تھا مسلمان نہیں ہوا۔ لکھا ہے کہ وہیں اور اُسی منارے پر نمرود کی بیٹی رعضہ خاتون بھی گلزارِ ابراہیم کا تماشہ دیکھ رہی تھی وہ اپنے باپ سے کہتی ہے کہ مجھے اجازت ہو کہ میں اس قدرتی گل و گلزار میں جاکر سیر دیکھوں؟ جس کو بخوشی نمرود نے اجازت دی۔ پس رعضہ خاتون نمرود سے اجازت پاتے ہی اُس منارے پر سے آواز دیتی ہے کہ اے ابراہیم خلیل اللہ

نظم

(دختر نمرود)

آتش نمرود اتنے زور کی	جس کی لپٹیں آسمان تک تھیں پڑی

ہو رہی تھی جس سے اک دنیا کباب	تپ رہے تھے جس سے سارے شیخ و شاب
بال تک بیکا نہ خُلت کا ہوا	اور گل و گلزار اُس کا بن گیا

(ابراہیم خلیل اللہ)

(مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ لَہٗ یُحْرِقُہُ النَّارُ) حدیث

معرفت جس دل میں ہو اللہ کی	اور ہو پہچان اُس ذی جاہ کی
آگ اُس کو بس جلا سکتی نہیں	ہے محافظ اُس کا ربّ العالمیں
آگیا جس دل میں بس نورِ خدا	آگ اُس کے سامنے ہے کیا بلا

رعضہ خاتون نے کہا کہ اے خلیل اللہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس گل و گلزار کی سیر وہاں آکر دیکھوں جو آپ کے معبود نے آتشِ نمرود کو باغِ جناں بنا دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بسم اللہ آؤ! اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ کہہ کر ظاہری آگ میں بے خوف و خطر کود جاؤ۔ چنانچہ رعضہ خاتون منارۂ نمرود سے اُتری اور کلمہ توحید پڑھ کر آتشِ ظاہری میں کود گئی جن کے قدموں کے نیچے ہر انگارہ برف کے مانند یا مخملی فرش بن رہا تھا جو چلتے چلتے خاص اُس گل و گلزار میں پہنچ گئی۔ جہاں کی کیفیات و لذات کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہاں پہنچکر اُس نے اپنا ایمان تازہ

کیا اور آپ کے سامنے کلمۂ توحید سے مالا مال ہوئی۔ اور پھر وہاں کی خاص لذاتِ وحدت کو اپنے باپ اور دیگر لوگوں سے کہنے لگے اُسی طرح اور اُنہی قدموں آتش سے باہر آئی اور نمرود سے تمام کیفیت بیان کی۔ نمرود پہلے ہی حضرت ابراہیمؑ کے سلامت و کرامت رہنے پر حیرت میں تھا اب اپنی دختر کے صحیح سالم واپس آنے پر اور بھی زیادہ دریائے تعجب میں غوطہ زن ہوا۔ اُس وقت بہ منزل قلب یہ چاہتا ہے کہ میں مشرف باسلام ہو جاؤں! اور میں بھی کلمہ پڑھ کر ملّتِ ابراہیمی میں داخل ہو سکوں۔ مگر صرف اپنے ملکی نقصان کے سبب کلمۂ توحید اُس نے زبان سے نہ نکالا اور مسلمان نہ ہوا۔ بلکہ دیگر شیاطین کے کہنے سے اپنی دختر کو بُرا بھلا کہنے لگا۔ اور سخت ناراضگی و غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کیا تو اپنے باپ کے دین سے پھر جائیگی؟ رعصہ خاتون نے کہا بیشک جس پر نمرود نے اُس پر ظلم و تعدی شروع کی یہاں تک کہ چاروں دست و پا میں اُس کے لوہے کی میخیں ٹھونک دیں اور اُسے دھوپ میں ڈال دیا۔ آہ جب اُس اللہ والی کو یہ تکلیف دینی شروع کی تو حضرتِ ربّ العزت جبریلؑ کو حکم فرماتے ہیں۔

نظم

لے خبر جلدی پہنچ اے جبریل!	کردیا نمرود نے اس کو ذلیل
میری بندی اور میری پیاری ہے وہ	میں ہوں اسکا اور بس میری ہے وہ
میری لونڈی کی خبر جلدی سے لے!	پاس ابراہیمؑ کے پہونچا اسے

آکے بس جبرئیل نے ایسا کیا
پاس ابراہیمؑ کے پہونچا دیا

شہرِ بابل سے ہجرت

کتبِ تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آتشِ نمرود میں پورے چالیس روز رہے جو ظاہر میں آگ تھی اور باطن میں باغِ جناں۔ چالیس روز کے بعد جب آپ آتشِ نمرود سے صحیح و سالم باہر آئے تو لوگ جوق جوق آپ کے پاس آئے اور کلمۂ توحید سے مالا مال ہونے شروع ہوئے اور اس زبردست معجزے کا غل ایک عالم میں مشہور ہوا کہ آتشِ نمرود خلیل اللہ پر گل و گلزار ہو گئی۔ پھر جب نمرود کو یہ معلوم ہوا کہ ایک مخلوقِ عظیم نے دینِ اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ اور

ہزارہا آدمی مسلمان ہونے شروع ہو گئے تو گھبرا گیا اور فوراً
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے پاس خلوت و تنہائی میں
طلب کیا۔ جب آپ تنہائی میں نمرود کے پاس پہونچے تو دست
بستہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے ابراہیم! میرا
ملک تباہ ہو جائے گا۔ اور ساری میری حکومت تاراج ہو جائے گی
اگر آپ مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے۔ اور وہ یہ کہ آپ اپنے رفیقوں اور
دوستوں کو لیکر یہاں سے ہجرت کر جائیں اور کہیں کو تشریف
لیجائیں تو بہتر ہے۔ اور میں آپ سے حکماً نہیں بلکہ عاجزی سے
کہتا ہوں کہ اے خلیل اللہ! آپ کا خدا ہر جگہ اور ہر کہیں آپ کا
محافظ اور مددگار ہوگا۔ اور کہیں آپ کو تکلیف نہیں پہونچے گی۔

غرضکہ جب بہت عاجزی و انکساری سے نمرود نے جناب
خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تو آپ نے اُسے قبول
اور منظور کیا اور شہر بابل سے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ پھر جب
عازم ہجرت ہوئے تو آپ کے ہمراہ حضرت لوطؑ آپ کے چچازاد
بھائی جو شرف آپ پر اسلام لائے تھے بلکہ ایک زمانہ میں حضرت
لوطؑ بڑے اولوالعزم پیغمبر ہوئے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن
مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَلُوطًا آتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا [illegible]

پیغمبر کو ہم نے حکمت اور علم کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ چنانچہ اُسی ہجرت میں حضرت لوطؑ اور رعصنہ خاتون دختر نمرود آپ کے ہمراہ چلنے کے لئے تیار ہوئے۔ نیز اور بہت سے لوگ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے ساتھ ہجرت کے لئے کمربستہ ہوئے۔ مگر آں جناب نے بغرض توسیع و اشاعتِ اسلام سب کو شہر بابل میں چھوڑا مگر حضرت لوط اور رعصنہ خاتون باصرار آپ کے ہمراہ ہوئے۔

نظم

اَب وطن سے ہوتے ہیں رخصت خلیل	ہوگیا نمرود جب بیحد ذلیل
کام جب توحید کا یاں کر چکے	اور جا توحید پھیلانے چلے
کام جو پیغمبروں کا ہے۔ کیا	شہر کثرت سے مسلماں ہوگیا

جلوس سارا خاتون

القصّہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مع دو نفوسِ قدسیہ حضرت لوطؑ اور حضرت رعصنہ کو لیکر ملکِ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر ٹھیرے اور جناب لوط علیہ السلام سے حضرت رعصنہ خاتون کا نکاح کردیا۔ جن کی نسبت مفسرین لکھتے

لکھتے ہیں کہ بیس پیغمبر اُن دونوں مُبارک نفوس سے پیدا ہوئے۔
واللہ اعلم بالصواب۔

پھر جناب خلیل اللہ نے لوط علیہ السّلام اور حضرت ساره کو دعوت و اشاعتِ توحید کے لئے ایک مقام پر چھوڑ دیا اور خود بہ نفسِ نفیس بجانب ملکِ شام روانہ ہوئے۔ چنانچہ آپ پا پیادہ ایک جنگل سے گزرتے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ یکایک سامنے سے ایک شہرپناہ نظر آئی۔ جس کے باہر کا میدان نہایت نوجوان و حسین مردوں سے لبریز ہے اور وہ سب کے سب نہایت فاخرہ لباس پہنے ہوئے ہیں۔ جناب خلیل اللہ نے اُن نوجوانوں سے دریافت کیا! لوگو! کیا یہاں کوئی یوم عید ہے۔ جو ہر شخص لباسِ فاخرہ پہنے ہوئے ہے؟ وہاں کے لوگوں نے کہا کہ اے مسافر! یوم عید نہیں ہے بلکہ ہمارے بادشاہ کی ایک اکلوتی بیٹی ہے جس کا حُسن و جمال آج سب سے بڑھا ہوا ہے۔ جس نے اپنے باپ سے اجازت حاصل کی ہے کہ میں اپنی آنکھوں دیکھ کر جسے پسند کروں اس سے میرا نکاح ہو۔ پس وہ شہزادی منہ پر نقاب ڈالے ہوئے دیکھو وہ زریں عماری میں رونق افروز ہے اور آج پورے سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی شخص اس شہزادی سارا خاتون کی نظر

میں نہیں آیا ہے دُور دُور سے شہزادے اور نوجوانِ عالم جوق جوق چلے آرہے ہیں۔ اور نقاب پوش شہزادی عماری نشیں جواہرات کا ایک ہار اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے جسے منظور کرے گی اس کے گلے میں وہ ہار ڈال دے گی۔ مگر اب تک کوئی اس کی سمجھ میں نہیں آیا اور آج سات روز سے وہ بیش قیمت ہار شہزادی کے ہاتھ میں ہے غرضیکہ وہ نوجوانان ایک مسافر نوجوان سے سارا خاتون کا احوال بیان کر رہے تھے کہ یکایک وہ فیل پیکر متحرک ہوتا ہے اور خراماں خراماں ہزارہا نوجوانوں میں سے نکلتا ہوا چلا آتا ہے۔

نظم

یہ کہاں جاتا ہے عماری نشیں
دِل کھینچا سارا کا یہ کس کی طرف
گرد آلودہ مسافر اِک حسیں
کون ہے آخر یہ مردِ اجنبی
بے تحاشا آرہی ہے اے فتا
کیا نظر آیا تمہیں سارا اِدھر
اِک مسافر گرد آلودہ لباس

کون ایسا آگیا سب سے حسین
کس کی جانب آرہی ہو صف بصف
جس نے ہاتھی کی طنابیں کھینچ لیں
ٹکٹکی سارا کی جس پر بندھ گئی
حسنِ ابراہیمؑ جس کو کہا گیا
کیوں چلی آتی ہو خلقت چیر کر
کیا نظر آئی خدائی اُس کے پاس

کیا تجلی تھی وہاں اُس ذات کی | دِل کی کُنجی جس نے تیری پھیر دی

ڈال دے اِن کے گلے میں ہار تو
راہِ مولا میں ہو بس تیار تو

عقدِ خلیلُ اللہ

شہزادی سارا خاتون نے وہ موتیوں کا ہار خلیل اللہ کے گلے میں ڈال دیا اور اپنے ہاتھی کو موڑ کر شاہی محل سرا میں چلی گئی۔ جس پر ہر چہار طرف سے مبارکی و سلامتی کا غل ہوا۔ اور بادشاہ کے کانوں تک یہ صدا پہونچی کہ شہزادی سارا خاتون نے ایک مسافر نوجوان و حسین کے گلے میں ہار ڈالا ہے۔ جو واقعی حسن ظاہری و حسنِ باطنی میں سب سے اکیلا نظر آتا ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اسی وقت جناب خلیل اللہ محلِ شاہی میں طلب کئے گئے۔ جہاں آپ کو غسل کرایا گیا اور شاہانہ پوشاک پہنائی گئی اور پھر جدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دولھا بنایا گیا۔

نظم

کیوں نہ ایں دولھا یہ ہو خلقت نثار | جس کو خود کرتا ہے وہ معبودِ پیار

جدِّ امجد ہیں یہ اُس ذی جاہ کے یعنی دادا ہیں رسول اللہؐ کے
جس قدر بھی اُن پہ دُنیا ہو نثار ایک ہیں یہ دو جہاں کے ہونہار

آج دولہا بن رہے ہیں بس خلیل
شہر میں بس ہو رہی ہے قال و قیل

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو دولہا بنا چکے تو بادشاہ نے مجلس نکاح منعقد کی۔ تمام دربار آراستہ ہوا اور شہری بڑے بوڑھے سب کے سب آکر جمع ہوئے اور سارا خاتون کا جناب ابراہیم علیہ السلام سے نکاح ہوگیا اور آپ نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ یہاں رہنے سہنے لگے۔ کیونکہ آپ نبی ہیں اور نبی بھی جد الانبیاء علیہم السلام جن کا فرض توحید کی اشاعت ہے۔ اور بس اور اسی خدمت کے لئے انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اور اسی پر اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ یعنی عالم لوگ نبیوں کے وارث کہلائے جا سکتے ہیں کہ اُن کا کام بھی محض توحید کی اشاعت ہوتا ہے۔ اور بس

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا کام شروع کیا کیوں کہ اس ملک میں کثرت سے غیر اللہ پرستی اور بتوں کی پوجا ہوتی تھی جہاں آپ نے توحید کی صدا شروع کی۔ سب سے پہلے

حضرت سارا کو کلمۂ توحید سے مالا مال کیا اور پھر تمام محلات کی کنیزیں رفتہ رفتہ مسلمان ہوئیں، نیز جناب خلیل اللہ نے اسلام کی کیفیتیں اور بہاریں دکھا کر بہت سے لوگوں کو مسلمان کر لیا جب یہ نئی بات بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ آپ کے داماد نے ایک نئے دین کی اشاعت شروع کر رکھی ہے اور بہت سے لوگ اس دین کے پیرو ہو گئے ہیں۔ سخت غصے میں بھرا اور جملہ تکلفات اور ساز و سامان آپ سے چھین لئے اور بیٹی داماد کو اپنے سامنے بلا کر کہا کہ دیکھو اگر تم اپنے اس دین پر قائم رہے تو میں تم کو اپنے ملک سے نکال دوں گا جن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صاف جواب دیدیا۔

نظم

بت پرستی کو نہیں آئے ہیں ہم		اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا ستم
چھوڑ کر خالق کو پوجو غیر کو		حیف ایسی عقل پر اے دوستو

کس کی پوجا کے لیے بیٹھے ہیں
وائے تم پر پوجنے کس کو لگے

سفر کی دوسری منزل

جب حضرت خلیل اللہ ع نے بادشاہ یعنی اپنے خسر سے اس طرح ہمکلامی کی تو وہ غصہ میں بھرا اور اسی وقت اپنی دختر حضرت سارا کو طلب کیا اور کہا کہ تو میرا اور میرے دین کا ساتھ دے گی یا ابراہیم اور ابراہیم کے دین کا ساتھ دے گی؟ سارا خاتون بیساختہ فرماتی ہیں کہ مجھے دینِ ابراہیم سے محبت ہے اور تیرے دین سے سخت نفرت ہے اس پر بادشاہ نے جناب خلیل اللہ اور حضرت سارا دونوں کو نکال دیا اور اب دونوں مبارک نفوس مصر کی جانب عازم ہوتے ہیں اور چلتے ہوئے حضرت سارا جناب ابراہیم علیہ السّلام سے ایک عہد لیتی ہیں وہ یہ کہ اے خلیل میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں اس شرط پر کہ تم مجھ سے بے وفائی نہ کروگے اور ہمیشہ میرا کہا مانتے رہوگے! چنانچہ آپ نے عہد کیا اور ہر دو نفوسِ مطہرہ وہاں سے روانہ ہوگئے جب وہاں سے دُور دراز نکل گئے تو ایک ایسی حدود میں پہنچے جہاں کا بادشاہ نہایت ظالم اور جابر اور ہر دم آزارِ خلق اللہ کو بہت ستانے والا تھا۔ اور خاص کر ایذا دہی اس کی یہ تھی

کہ جہاں کہیں بھی وہ کسی خوبصورت عورت کو سنتا تھا فوراً اُسے جبراً چھین لیتا تھا اور اُس کے خاوند کو قتل کرتا تھا اور بھائی یا دوسرے رشتہ داروں کو پکڑ کر قید کر دیتا تھا۔

پس جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ بے خبری میں وہاں پہنچے اور انہوں نے وہاں کے ظالم بادشاہ کی یہ حقیقت سُنی تو آپ کو سخت اضطراب پیدا ہوا۔ کیونکہ حضرت سارا کا حُسن بے مثال تھا جس کی نسبت احادیث میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو پیدا کیا تو حضرت آدم علیہ السّلام کو سب سے زیادہ حسین بنایا اور پھر جب حضرت یوسف علیہ السّلام کو پیدا کیا تو حضرت آدم علیہ السّلام سے آدھا حُسن حضرت یوسف علیہ السّلام کو دیا۔ اور پھر حضرت سارا کو پیدا کیا تو حضرت یوسف علیہ السّلام سے آدھا حُسن حضرت سارا کو عطا فرمایا۔

پس اس دلیل سے حضرت سارا نہایت حسین تھیں۔ جس لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام اُن کی طرف سے بے حد متفکر ہوئے اور بیوی سارا سے فرمایا کہ یہاں کا بادشاہ ایسا ایسا سننے میں آتا ہے اگر اُس کے سپاہی تمہارے لیجانے کے

لے آئیں تو تم یہ ظاہر نہ کرنا کہ میرے ساتھ میرا شوہر ہے۔ بلکہ یوں کہنا کہ میرا بھائی ہے۔ کیونکہ میں دینِ اسلام کے لحاظ سے بھائی بھی ہو سکتا ہوں۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اور مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے محفوظ رکھے گا۔ اور میری عزت کا محافظ ہو گا یہ آپ سارا خاتون کو سمجھا رہے تھے کہ اتنے میں ظالم بادشاہ کے سپاہی آموجود ہوئے اور کسی طرح حضرت سارا خاتون کو دیکھکر اپنے بادشاہ سے جاکر کہا کہ عورتیں تو آپ نے بہت سی دیکھی ہونگی لیکن آج ایک ایسی عورت آئی ہے جس کے حسن کا چمکار امیدانوں میں پڑتا ہے اور روشن ستارے کی مانند اُس کی شعائیں پڑتی ہیں۔ بادشاہ نے جب سُنا کہ ایسی عورت میرے شہر میں آئی ہے فوراً حکم دیتا ہے کہ جلدی اس کے شوہر کو قتل کر کے اس عورت کو ہمارے سامنے پیش کرو! پس اس کا یہ حکم سنتے ہی اس کے سپاہی حضرت ابراہیم کے پاس آئے آپ نے اس دوران میں ایک صندوق فراہم کر کے حضرت سارا کو اس میں بند کر دیا اور سپاہیوں سے کہا کہ زیادہ سے زیادہ جس محصولی مال کا تمہارے ملک میں محصول لیا جاتا ہو وہ لے لو اور اس صندوق کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ مگر وہ کب ایسا کر سکتے تھے

سپاہیوں نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے ہم ضرور حکمِ شاہی کی تعمیل کر کے رہیں گے۔ اور ذرا ہم اس عورت سے معلوم کر لیں کہ تم اس کے خاوند ہو یا کوئی رشتہ دار اگر خاوند ہو تو قتل کیے جاؤ گے اور اگر کوئی دیگر رشتہ ہو تو چھوڑ دیے جاؤ گے! آخر کار صندوق جبریہ کھولا گیا اور ایک نقاب پوش حسین عورت سے دریافت کیا گیا کہ یہ مرد تیرا کون ہے؟ جنہوں نے آہستہ سے کہا کہ میرے بھائی بھی ہوتے ہیں۔ یہ سُن کر سپاہیوں نے حضرت ابراہیمؑ کو تو چھوڑ دیا اور جناب سارا کو زبردستی لے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً نماز میں مشغول ہو کر قاضی الحاجات کی حضوری میں دست بدعا ہوئے جو سب کی سُنتا ہے اور سب کی مشکلیں آسان فرماتا ہے،

نظم

فی الحقیقت ایک ہے وہ کردگار	ایک ہے وہ ایک ہے آمرزگار
ایک ہے وہ ذاتِ ربّ العالمین	امتحاں لیتا ہے سب کا بالیقین
امتحاں سارا کا لینا ہے اُسے	آپ پہلے آزمائے جا چکے
اے خلیل اللہ گھبراؤ نہیں	ساتھ ہے اس کے وہ بالیقین

اب کوئی دم میں ہوئے مسرور تم اب کوئی دم میں سبھی پردے ہٹے		پاس ہو مولا کے گو ہو دُور تم دیکھ لو سارا کو خود جاتے ہوئے
	قدرتِ حق کا تماشہ دیکھ لو دیکھ لو سارا کا جانا دیکھ لو	

معجزۂ خلیل اللہ

القصّہ حضرت خلیل اللہ بحضوری قاضی الحاجات گریہ و زاری میں اِدھر مصروف ہوئے اُدھر مولائے ربّ السمٰوات کا حکم عرش معلّیٰ سے نافذ ہوا کس کے نام پر؟ درختوں کے نام اور اونچے ٹیلوں کے نام۔ اور وہ یہ کہ میرے بندے ابراہیم اور میری بندی سارا کے درمیان سے ہٹ جاؤ! چنانچہ یہ حکمِ ربّی پہنچتے ہی تمام آڑ کرنے والی چیزیں دونوں مبارک بندوں کے سامنے سے ہٹ گئیں اور اب یہاں سے وہاں تک ہر دو میاں بیوی کے درمیان چاروں حدوں میں کوئی شئے حائل نہیں رہی جناب سارا علیہا السّلام جہاں جہاں پہنچ رہی ہیں۔ حضرت خلیل اللہ کو صاف نظر آ رہی ہیں اور آپ اطمینان سے نماز میں مصروف ہیں۔

پھر جب حضرت سارا اُس ظالم کے دربار میں لائی گئیں اور

بادشاہ نے اُن کو دیکھا اور دیکھتے ہی ارادہ دست درازی کا
کیا۔ جناب سارا علیہا السّلام نے فرمایا کہ مجھے اتنی مہلت دیجائے
کہ میں راستہ کا غبار دُور کر لوں اور ذرا ہاتھ پاؤں دھو لوں
یعنی وضو کر لوں۔ اور کچھ تھوڑی سی اپنی رسم عبادت سے فارغ
ہو لوں! ظالم نے اجازت دی۔ چُنانچہ اُسی وقت چند کنیزیں
آفتابہ اور طشت لے کر آئیں۔ حضرت سارا نے نہایت اطمینان
کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر نماز کی نیت باندھ لی۔ اور پھر آپ نے
نماز کو طول دیا یعنی ٹھیرا ٹھیرا کر دیر تک نماز پڑھنی شروع کی پھر
جب بہت دیر میں نماز سے فارغ ہوئیں تو ربّ العزت کی جناب
میں دُعائے مناجات شروع کی۔ یہاں سارا دُعا کے لئے ہاتھ
اُٹھائے ہوئے ہیں۔ وہاں خلیل اللہ دُعا کے ہاتھ اُٹھائے ہوئے
ہیں۔ اور جس مولا سے یہ دونوں دُعا کر رہے ہیں وہ دونوں
کے بیچ میں تمام آڑیں اور پردے ہٹائے ہوئے خود موجود ہے۔
خلیل اللہ کو سارا صاف نظر آ رہی ہیں اور سارا کو خلیل صاف
دکھائی دے رہے ہیں۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ یہ عورت
تو کسی طرح اپنی عبادت سے فارغ ہی نہیں ہوتی اُسی حالت میں
بے ادبی کرنی چاہی بس ظالم نے یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ معاً چاروں

ہاتھ پاؤں خشک ہو گئے اور اوپر سے مرگی نے آن دبوچا جس سے اُس کا سانس بند ہوا۔ اور مُنہ سے کف جاری ہو گئے اور اُس ظالم و جابر پر نزع کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔

اللہ اللہ جب حضرت سارا نے ظالم کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو خوف معلوم ہوا کہ اس ظالم کے دوسرے لوگ مجھے مار ڈالیں گے کہ یہ تو نے ہمارے بادشاہ کو مار ڈالا کہا الہ العالمین! اس ظالم کو نجات دے۔ چنانچہ آپ کا دُعاء کرنا تھا کہ ظالم بادشاہ بالکل تندرست ہو گیا اور پھر اُس نے وہی بد ارادہ کیا۔ چنانچہ ارادہ فاسد کرتے ہی پھر اس کی وہی حالت ہو گئی۔ جیسے کسی مرنے والے کا گھونگرہ بولنے لگتا ہے اور ساتھ ہی اُس کے یہ بُری بُری طرح ڈکراتا ہے۔ جنابِ سارا نے پھر صحت کی دُعاء کی۔ جس سے وہ ظالم پھر اچھا ہو گیا۔ غرضکہ تین مرتبہ اُس نے ایسا فاسد ارادہ کیا۔ تینوں مرتبہ لقمۂ اجل بن بن گیا۔ پھر جب تیسری مرتبہ یہ ظالم تندرست ہوا تو اُس نے اپنی کنیزوں اور غلاموں سے کہا کہ اس عورت کو یہاں سے لیجاؤ! کہ یہ عورت انسان کی قسم سے نہیں۔ بلکہ یہ یقینی جنات کی قسم میں سے ہے کہ جب میں کسی طرح کا ارادہ کرتا ہوں تو مرنے سے بدتر ہو جاتا ہوں اور جب

میں ارادے سے باز آتا ہوں تو فوراً اچھا ہو جاتا ہوں لہذا بہت جلدی اسے یہاں سے رخصت کرو! اور اسی قسم کی عورت ایک اور بھی میری محل سرا میں ہے جس کا نام ہاجرہ ہے اور وہ بھی اسی طرح از قسم جنات ہے یا ساحرہ ہے۔ کہ اُس کے ارادے سے بھی میرا یہی حال ہو جاتا ہے اُسے بھی اس کے حوالے کر دو! اور بہت جلدی ان دونوں کو یہاں سے رخصت کرو!

غرضکہ سارا خاتون ہاجرہ کو لے کر اُس ظالم بادشاہ کی محلسرائے سے باعصمت و باعفت جناب خلیل اللہ کے پاس پہنچیں۔ آپ اُس وقت نماز میں مصروف تھے۔ جب سارا کو دیکھا تو سلام پھیر کر پوچھا۔ کیا حال ہے؟ حضرت سارا نے کہا الحمد للہ بڑی تعریف کے قابل وہ ذات ہے جس نے انبیاء کی عفت کو محفوظ و مامون رکھا اور اپنے فضل سے ایک کنیز صالح عطا فرمائی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے شکرِ الٰہی ادا کیا۔ اس کے بعد سارا خاتون نے ظالم بادشاہ کے بیمار ہونے کا حال مفصل بیان کرنا چاہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

نظم

بس بس اے سارا نہ اندیشہ کرو	بلکہ شکرِ خالق و مولا کرو

جس نے سب پردے ہٹائے بیچ کے		جس نے سب حالت دکھادی بس مجھے
سو کھے اُس کے دستِ پا سر تا بپا		ہر دفعہ بس اس کو مرگی نے لیا
نزع طاری ہر گھڑی اُس پر ہوئی		دیکھتا تھا میں کہ تو ڈر ڈر گئی

آج سب تعریف ہے اللہ کی	
جس نے رکھی عصمتِ پیغمبری	

انعام رب العزت

جب یہ انعام رب العزت ہوا۔ تو اب یہ تینوں نفوس وہاں سے بجانبِ بیت المقدس روانہ ہوئے اور سرزمینِ فلسطین میں کہ جو جنوب شام میں واقع ہے وہاں پہنچکر اقامت فرمائی۔

نیز کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ وہ مقام جہاں جناب خلیل اللہ نے اپنا وطن بنایا بیت المقدس سے تیرہ میل فاصلہ پر تھا اور وہ گاؤں تھا جو آپ کی سکونت کے سبب سے مقام خلیل اللہ کے نام سے مشہور ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور آپ کے ساتھ بے حد مدارات سے پیش آئے جیسا کہ مدینہ طیبہ کے لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آئے تھے۔

نیز مقام خلیل اللہ کے لوگوں نے بہت سی زمین آپ کو دی۔
اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب خلیل اللہ کی خدمت
میں آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد
فرماتا ہے کہ اے ہمارے خلیل! تم ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر ہماری
زمین پر چاروں طرف نظر ڈالو! جہاں جہاں تک تمہاری نظر
پہنچے گی وہاں وہاں تک کی زمین ہم تمہاری ملک کر دیں گے۔ اور
یہ زمین خالی خولی تمہیں نہیں دیں گے بلکہ اس زمین کا چپہ چپہ میوے
دار درختوں اور باغوں اور کھیتوں سے لبریز ہوگا اور ہر جگہ اس میں
نہریں پڑی بہتی ہوں گی۔ چنانچہ یہ انعام ربّ العزت کی خبر سن کر
حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بڑے ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور
چاروں طرف نظریں دوڑائیں۔ جہاں جہاں آپ کی نظر پہنچی تھی
سرسبز باغات اور لہلہاتی کھیتیاں نظر آتی تھیں۔ اور اس میں
جگہ جگہ نہریں بہہ رہی تھیں۔ لکھا ہے کہ اس زمین کی پیداوار اس
قدر ہوئی کہ چند روز میں آپ کے پاس ہزارہا مویشی اور سینکڑوں
لونڈی غلام ہو گئے۔ اور آپ نے بہت سے لنگر خانے جاری
کر دیئے اور بے انتہا خلق اللہ کی پرورش شروع ہو گئی۔

نظم

اللہ اللہ قدرتِ پروردگار
آپ کا دریائے نعمت ہے رواں
پل رہے ہیں سینکڑوں مسکیں غریب
ہے یہی انعام ربی کا مزا
ظلم ہے گن گن کے رکھنا سینت کر
لے نہ خیر ذرے ذرے کی دُعا

آپ ہی ہے مِلکِ خلعت میں بہار
اسکا اک دریائے نعمت ہو رواں
ہو رہی ہیں نعمتیں ان کو نصیب
فیض پائے جس سے بس خلقِ خدا
بد دعا کرتے ہیں سب دیوار و در
اور بن محبوب تو اللہ کا

دیکھ تو پیارے خلیل اللہ کو
اے غنی تو مان لے اللہ کو

خدا رزاق ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ املاک خدا ہی سے لے کر اس کے بندوں کی خدمات میں مصروف ہوئے اور سب سے پہلے ان کو احکامِ شریعت بتائے اور سکھلائے اور اللہ کی عبادت پر انہیں لگایا اور ان باتوں سے انہیں جنت کا راستہ بتایا اور اس کی نافرمانیوں پر دوزخ کے عذاب سے ڈرایا یہ خدمات اپنے

لازم کرتے ہوئے ایک یہ خدمت بھی اپنے ذمہ لی کہ روزانہ
مویشیوں کا دودھ اور گھی نکلواتے اور میدہ اس سے گندھوا
نہایت نفیس باقرخانیاں پکواتے اور شام کو سرِراہ جا بیٹھتے
جتنے مسافر صادر و وارد ہوتے اُن سب کو لیکر مکان پر
اور نہایت مدارات سے اُنہیں کھلاتے پلاتے۔

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ شام کے وقت جنگل
سرِراہ بیٹھے ہیں۔ مگر کوئی مسافر نہیں آیا۔ جن کی راہ دیکھتے دیکھتے
کو رات زیادہ آگئی۔ آپ نے دُعا کی کہ خدا وندا بھیج کسی
بندے کو! آپ نے یہ دُعا کی تھی کہ ایک بوڑھا ضعیف لکڑی
ہوا آہستہ آہستہ چل کر آیا اور بس پھر اور کوئی نہیں

جناب خلیل اللہ علیہ السّلام اُسی بوڑھے کو غنیمت سمجھ
کان پر لائے اور الٰہی نعمتیں اُس کے سامنے رکھیں۔ جب اس
نے کھانا شروع کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السّلام
اُس سے دریافت کیا۔ مَنْ تَعْبُدُ یعنی کس کی عبادت
تے ہیں؟ اتنا سُنتے ہی اُس بوڑھے مسافر نے دسترخوان
اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ بُرا مان کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے

دِل میں کہا کہ یہ کھلا کر ذات پوچھتے ہیں؟ اور پھر وہ سیدھا نکلا ہوا چلا گیا۔ اِدھر وہ بوڑھا مکان سے نکل کر گیا اُدھر جبرئیل علیہ السّلام سدرۃ المنتہیٰ سے آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ سے دریافت فرماتا ہے کہ اپنے بندے کے روزی رساں ہم ہیں یا تم ہو؟ فَبِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَکَرَمِیْ۔ یعنی میری عزت کی

نظم

مجھکو اپنی شانِ عالی کی قسم
اور مجھے شانِ جلالی کی قسم

دو جہاں کی پرورش کرتا ہوں میں
اور سب کو نعمتیں دیتا ہوں میں

ایک سے بھی یہ نہیں کرتا سوال
تیرا مذہب کیا ہے اور کیا تیرا حال

کام دینے سے ہمیشہ ہے مجھے
مذہب و ملت وہ بس کچھ بھی رکھے

ہم نے اُس بوڑھے کو پالا آجتک
اور دین اس کا نہ پوچھا آجتک

پوچھ کر ہم رزق دیتے اے خلیل
میرے بندے اس سے ہو جاتے ذلیل

تم نے کھانے پر کیا کیوں یہ سوال
میرے بندے کو سوا اس سے ملال

لاؤ بس اس کو منا کر زود تر
اور معافی مانگو اُس سے دوڑ کر

ورنہ میں تم سے خفا ہو جاؤں گا
میرا بندہ گر رہا تم سے خفا

الغرض اللہ کا یہ حکم عتاب آمیز سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام
پڑے ہوئے اس ضعیف کو منانے گئے جو دور نکل چکا تھا۔ اُس
جا کر تمام قصہ حضور رب العزت کے ناراض ہونے کا بیان
یا تے ہوئے کہا کہ اے ضعیف! اللہ کے لئے مجھے معافی دے
میں نے ایسے وقت تجھ سے سوال کیوں کیا جب کہ تو رزق
داوندی سے ممتاز ہو رہا تھا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ
حدہٗ لاشریک نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے اس بوڑھے
ونے سے آج تک بھی اس کا مذہب نہیں دریافت کیا اور
سی طرح اپنی ہمہ نعمتیں اُسے دیتا رہا بوڑھا یہ باتیں سن کر زار
زار رونے لگا۔

نظم

اس قدر وہ مہرباں بندوں پہ ہے	جیسا تم پرجو کہ بندہ ہوں میں اُس کا
میں ہوا قربان اُس کے نام پر	جس کو میرا درد ہے اس اس قدر
ہو ہوا میرے لئے تم پر خفا	کیوں نہ میں قربان ہوں اُس پہ بھلا
کیوں نہ اس کا دین کروں اختیار	جب کہ وہ کرتا ہے مجھ کو اتنا پیار
کلمہ پڑھ کر وہ مسلماں ہو گیا	بت پرستی میں جو تھا اب تک پڑا

خلیلؑ اور عشق الٰہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل
اور اتنا کچھ دیا جس کی انتہا نہ تھی گاؤں اور گراؤں اور بازار
اور لونڈی غلام اور مویشی۔ چنانچہ ایک روز آپ میدان میں کھ
ہو کر اپنے مویشیوں کی پڑتال کر رہے تھے اور وہ اتنے تھے کہ
تک نگاہ جاتی تھی مویشی ہی مویشی نظر آتے تھے۔ جن میں ایک
بکریوں پر علاوہ انسان کے ایک بھیڑیا بھی بطور رکھوالی کے مق
تھا۔ اور بھیڑیئے کے گلے میں آپ نے جواہرات کے کنٹھے ڈا
رکھے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اے خلیل اللہ! پاک
بکریوں کے گلے خالی اور ناپاک بھیڑیوں کے گلے میں جواہرات
کے کنٹھے؟ یہ کیا بات ہے! آپ نے فرمایا کہ دنیا ایک ناپاک
شے ہے جو ناپاکوں ہی کے گلے میں ٹھیک معلوم ہوتی ہے پاک
بکریوں کو اس سے کیا واسطہ۔

القصہ آپ مویشیوں کی پڑتال میں اس وقت مصروف
تھے آسمانوں کے فرشتے آپ کی یہ مصروفیت دیکھ کر حضور رب
العزت میں بطور اعتراض کے عرض رساں ہوئے کہ خداوندا

یہی آپ کے خلیل ہیں؟ اور انہی کو حضور نے خلیل فرمایا ہے؟ اِن کی اس وقت
کی مصروفیت تو ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے مویشیوں میں کِس درجہ
منہمک ہیں وہاں سے جواب ملا کہ اے فرشتو! بیشک یہ میرا خلیل
ہے اس کی آنکھیں اور اِس کے ہاتھ مویشیوں میں مصروف ہیں
مگر اِس کا دل ہر وقت میری یادگاری میں لگا ہوا ہے جاؤ! اور اِس
کے دل کی حالت آزماؤ! یہ حکم عالی سنتے ہی ستر ہزار فرشتے خلت
کی آزمائش کے لئے اِس میدان میں پہنچے۔ جن میں ایک فرشتہ انسان
کی شکل بن کر آپ کی پشت کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اور آہستہ
آواز سے اُس نے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہا۔

نظم

سب کہاں تھے حضرتِ خلت نبی — روتے روتے جن کی ہچکی بندھ گئی
اسم مولیٰ سنتے ہی بے قال و قیل — ہو گئے بیہوش مولا کے خلیل
عشق اتنا ہے خدائے پاک سے — نام کے سنتے ہی غش میں آ گئے
اے خلیل اللہ یہ عشقِ خدا — ہیچ جس کے نام پر سب کچھ کیا
اسم سے جس کے یہ نوبت ہو گئی — ذات سے ہو گی تو کیا کچھ لو لگی
ہوش جب آیا تو یہ کہنے اُٹھے — اِک دفعہ وہ ہی سنا دے پھر مجھے

نام محبوبی ذرا پھر میں سنوں
پھر ذرا لذّات میں حاصل کروں

فرشتہ

یوں نہیں تم کو سناؤں گا وہ نام
مفت میں تم کو سنا سکتا نہیں

بلکہ کچھ دیجئے تو اب ہوتا ہے کام
اب تو قیمت لوں گا تم سے بالیقیں

اس سے الفت ہے تو کچھ دیجے مجھے
آپ کیسے دوست ہیں اللہ کے

خلیل اللہ

سن کے یہ بولے خلیل اللہ کے
یہ مویشی سب کے سب تجھ کو دیئے
کس قدر لذّت بھری تھی وہ صدا

نام محبوبی سنا دے پھر مجھے
اے فتا! ایک بار پھر وہ نام سے
حالِ ابراہیمؑ کیسا کچھ ہو

دیدیئے جنگل بھرے سب جانور
اس قدر قربان ہیں اللہ پر

فرشتے نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے تمام مویشی اپنی ملکیت کر لینے کے بعد پھر ایک مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرُ کی پیاری آواز لگا

جسے سن کر جناب خلیل اللہ پھر از خود رفتہ ہو گئے۔ کیوں کہ دل
محبوب کے نام پر جان و مال سب قربان ہے چنانچہ نام حبیب
دوبارہ سن کر آتش عشق اور زیادہ بھڑک اٹھی اور اس شخص
سے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے محبوب کا نام پھر سنادے۔ جس
نے جواب میں کہا کہ میں مفت نہیں سناتا ہوں کچھ اور دیجیے!
اس کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

نظم

اے فنا کرلے مجھے اپنا غلام
اور سنادے پھر مجھے پیارے کا نام

پھر سنایا اس نے وہ نام حبیب
قلب خلت کو ہوئی راحت نصیب

پھر فرشتے نے کہا یہ آپ سے
ہم فرشتے امتحاں کو آئے تھے

آزمائش آپ کی تھی اے جناب
امتحاں تھا صرف اے خلت مآب

جس میں پورے آپ اترے اے خلیل
ہو رہی تھی آسماں پر قال و قیل

ہو مبارک آپ کو بالک سب
ہو مبارک اور دونا فضل رب

منارۂ نمرود

تفسیر معالم التنزیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نمرود کے بارے میں وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ (یعنی نمرودی اپنی چالیں چلتے رہے اور اُن کی سب چالیں اللہ پاک کی نظروں میں تھیں۔ اگرچہ ان کی چالیں ایسی بلا کی تھیں کہ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ٹال دیں۔ مگر خدا کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ کر سکے۔ لکھا ہے کہ نمرود کو اسی روز سے سخت حیرت تھی کہ ابراہیم کو آگ نے کیوں نہیں جلایا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس کا آسمانی خدا بڑا زبردست ہے جسے وہاں پہنچکر دیکھنا چاہیئے۔ جس نے آتش نمرود گلزار بنادی اور ابراہیم کو آنچ تک نہ آنے دی۔ چنانچہ اس اشتیاقِ جاہلانہ نے اُسے مجبور کیا اور فوراً اُس نے اپنے اعیانِ مملکت سے کہا کہ میں ابراہیم کے خدا کو دیکھنا چاہتا ہوں جس کے لئے ایک نہایت بلند و بالا مینار تیار کرادوں گا اور آسمان پر جاکر اُسے دیکھوں گا! جس پر لوگوں نے اس ناسمجھ نمرود کو جواب دیا کہ آسمان بہت بلند ہے اور بہت دور ہے! اے نمرود!

تو وہاں تک کسی طرح نہیں پہنچ سکے گا۔ جس نے اُن کہنا نہ مانا اور ایک بہت اونچا منارہ تعمیر کرنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ لکھوکھا آدمی اس کام پر لگا کر تین سال کے عرصہ میں وہ منارہ تیار کرایا۔ جب وہ ایک غایت درجہ کا بلند و بالا منارہ تیار ہو گیا تو نمرود ایک وزیر کو اپنے ہمراہ لیکر اس منارہ پر چڑھا اور اُس کی چوٹی پر پہونچکر آسمان کو اپنا ہاتھ بڑھا کر ٹٹولتا ہے کہ دیکھوں آسمان کو ہاتھ لگتا ہے یا نہیں۔ وہاں کیسا آسمان۔ اور پھر اس کے ساتھی وزیر نے کہا کہ ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھ! اب جو نمرود آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے تو آسمان جیسا زمین سے بلند نظر آتا تھا ویسا ہی یہاں سے اونچا نظر آتا ہے سخت برہم ہوا اور دو تین تیر آسمان کی طرف چلائے اور جل کر نیچے اتر گیا۔ اُس کا نیچے اترنا تھا کہ ایک شدت کی ہوا چلی۔ جس سے وہ اس قدر زیادہ اونچا منارہ اسطرح گرا کہ الامان والحفیظ! جیسے معبود اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس عمارت کی جڑ پیڑ سے خبر لی اور وہ بڑی طرح سے ان کے سروں پر گری اور ان کو عذاب نے اس طرح آن لیا کہ ان کو

جس کا گمان بھی نہ تھا۔ تفسیرِ معالم و ثعلبی میں اس آیت کی تفسیر اِس طرح مرقوم ہے کہ اس منارہ کا بالائی حصّہ دریا میں گرا اور باقی نمرودیوں کے گھروں پر آیا اور ایک ایسی مہیب آواز اس کے گرنے میں پیدا ہوئی کہ تمام نمرودیوں کے حواس باختہ اور اُن کی زبان مقفل ہو گئی جس کو علامہ محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ نمرود کے زمانے میں تمام لوگوں کی زبان سُریانی تھی۔ لیکن بصورتِ عذابِ الٰہی وہ منارہ گرا ہے تو اُن کی زُبانیں مختلف ہو گئیں اور ہر قوم ایک زبان خاص کے ساتھ کلام کرنے لگی یہاں تک کہ ایک کی زبان دوسرا نہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر بے انتہا مخلوق ہلاک ہو گئی مگر نمرود کی سرکشی اس سے اور بھی افزوں ہو گئی۔

نظم

چاہیئے عبرت تجھے ہوتی لعیں
کون کہتا ہے کہ تو نمرود ہے
دیکھیئے لکھا تِرا ہوتا ہے کیا
کیوں قضا آئی ہے تیری اے لعیں

اور بھی تو ہو گیا چیں بر جبیں
بلکہ سچ یہ ہے کہ تو مردود ہے
سرکشی تیری بڑھی حد سے سِوا
حکم ربی ہے یہ ہے تو چیں بر جبیں

کس نے ڈھایا ہے یہ مینار اتیرا
ہو رہا ہے کس پہ تو اتنا خفا

آسمان کی پرواز

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب قہر الٰہی سے وہ منارہ گرا ہے تو نمرود کے غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی اور یہاں تک اس نے بنکارنا شروع کیا کہ اب ضرور آسمان پر جاؤں گا اور ابراہیمؑ کے خدا سے مقابلہ کروں گا کہ اس نے اپنے ابراہیمؑ کو تو آگ سے بچایا اور میرے منارہ کو گرا کر پاش پاش کر دیا۔ لہٰذا آسمان پر جا کر ضرور اس سے جنگ کروں گا اور ضرور اس پر فتح حاصل کروں گا۔ چنانچہ چار کرگس پرواز کے لئے اس نے طلب کئے اور ان کو بے حد مقویات کھلانے شروع کئے۔ جب وہ چاروں کرگس کمال قوی اور طاقتور ہو گئے (کرگس بموجب روایت حیات الحیوان کے ایک اڑنے والا جانور ہے جو تمام جانوروں سے بڑا اور انتہائی پرواز کرنے والا ہے)

بعض کہتے ہیں کہ کبھی کبھی رات کے وقت ایک تیز پرواز جانور کے پروں کی آواز کان میں آتی ہے اور فی الحقیقت وہ تیز

جانور اتنے زور سے اُڑتا ہے کہ صرف دو تین پروں کی آواز میں ہمارے سروں کا سارا فاصلہ طے کرجاتا ہے۔ یہی وہ جانور ہے جس پر نمرود نے آسمان پر جانے کی اپنی طبیعت میں ٹھانی اور ایک نہیں چار کرگسوں کو کھلا پلا کر تیار کر لیا۔ تو بموجب مشورہ ابلیس لعین ایک صندوق بنوایا۔ جس میں دو آدمی آرام سے بیٹھ سکیں اور اُس صندوق میں دو کھڑکیاں رکھیں۔ ایک اوپر کی جانب اور دوسری نیچے کی جانب نیز اس صندوق کے چاروں کونوں پر چار نیزے لگائے اور گوشت کے بچے اُن چاروں نیزوں میں لٹکائے اور پھر تین دن کرگسوں کو بھوکا رکھ کر وہ صندوق اُن کرگسوں کی کمر پر باندھ کر کس دیا اور سمجھدار وزیر کو اپنے ساتھ لیکر اور تیر کمان اپنے ہاتھ میں لے کر اس صندوق کے اندر بیٹھ گیا اب جو کرگسوں نے اپنی کمر کے اوپر گوشت کے بچے دیکھے جن کو کھانے کے لئے اوپر کو قصد کیا تو اُن کی سیدھی آسمان کی طرف پرواز شروع ہوئی اور پھر تین رات دن کی پرواز کے بعد نمرود نے نیچے کی کھڑکی کھول کر زمین کی طرف دیکھا تو سوائے پانی پانی کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ پھر اوپر کی کھڑکی کھولی تو سوائے اندھیرے کے کچھ نہیں دکھائی دیا۔ جلدی سے تیر کمان سنبھالا اور تیر کو کمان

میں جوڑا۔ وزیر سمجھدار نے کہا کہ خیر ہے۔ یہ تیر کس پر چلایا جائے گا؟ نمرود مردود کہتا ہے کہ ابراہیمؑ کے خدا کو ماروں گا اس نے میرا منارہ کیوں گرایا۔ پس میں اپنے منارہ کا اس سے بدلہ لوں گا۔ سمجھدار وزیر نے کہا کہ وہ خدا ایسا زبردست ہے کہ سب کو جِلاتا اور مارتا ہے مگر اسے کوئی نہیں مار سکتا۔ پس وزیر کا یہ کہنا تھا کہ نمرود نے غصے میں آکر نیچے والی کھڑکی کھول کر وزیر کو دھکا دیا۔

نظم

شانِ ربی دیکھئے اے مومنیں — حکم فرماتا ہے ربّ العالمیں
کس کو؟ جبرئیل امیں کو اے فتا — زود تر جبرئیل جا اس کو بچا
دوست کو دشمن نے پھینکا ہے جہاں — لے پروں پر اس کو جا کر بے گماں
بلکہ اس کو خلد میں لے آ یہیں — اب کرے گا جا کے کیا وہ بر زمیں
میرا پیارا پاس ہی میرے رہے — دشمنوں میں کیوں رہے اور کیوں گرے
یہ وزیر اس کا نہیں ہے اب لعیں — قدرداں بندے کا اک مولا ہے بس

مل گئی جنت اسے ہاں اے فتا
قدر تیری ربّی کا جو قائل ہوا

القصہ نمرود مردود نے اپنے وزیر کو نیچے دھکا دے کر

ایک تیر جوڑا اور آسمان کی طرف چلا۔ اللہ تعالیٰ نے کرۂ آبی کی مچھلیوں میں سے ایک مچھلی کو حکم دیا کہ اے مچھلی! ہمارے نام پر قربان ہو! اور دشمن کی تیر کی زد میں آ! اور اس کے تیر کو اپنے خون میں رنگ دے! چنانچہ وہ خوش نصیب مچھلی اپنے مولا پر قربان ہوئی اور اس نے نمرود کے تیر کو اپنے خون سے رنگ دیا اور وہ تیر خدائے قادر قیوم نے نمرود مردود کے صندوق میں بامراد واپس کیا۔

نظم

پوری کرتا ہے مرادیں سب کی وہ
اور سنتا ہے دعائیں سب کی وہ

دوست دشمن ہو کوئی ہوائے خدا
تو تو برلاتا ہے سب کا مدعا

اس نے یوں نمرود کو خوش کر دیا
اس تمنا سے بھی دامن بھر دیا

جب وہ خون آلود تیر نمرود کے صندوق میں آکر گرا تو اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ اب زمین پر چلوں اور چلکر ابراہیم اور اس کے تابعداروں کو دکھاؤں کہ لو! جس آسمانی خدا کو تم پوجا کرتے تھے اس کو میں شہید کر آیا چنانچہ اسی

وقت وہ گوشت کے ٹکڑے جو صندوق کے اوپر لٹکے ہوئے تھے
نہیں نیچے کی طرف لٹکایا کر گسوں نے بجائے اوپر کے نیچے کی
طرف پرواز شروع کی اور پھر تین رات دن میں نیچے آتر آئے۔

نظم

آج ہے نمرود کو اتنی خوشی
ہے خوشی اس بات کی اے دوستو!
جیسا دیوانے ترا ہے کیا خیال
ایک مچھلی جس پہ صدقہ ہو گئی

خواب میں بھی جو کبھی دیکھی نہ تھا
دیکھ آیا ہے شکست اللہ کو
تو کہاں احمق! کہاں وہ ذوالجلال
تو نے سمجھا تیر میری ہو گئی

یہ فقط تیری تمنا اس نے دی
دینے والا ہے وہ بس مجید سخی

نمرود کو آخری پیغام

حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام سے ایک مرتبہ
پھر شہر بابل کی طرف عازم ہوتے ہیں جن کو جبرئیل علیہ السلام
نے آکر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد
فرماتا ہے کہ نمرود کی سرکشی اب حد کو پہنچ گئی ہے۔ تم جاؤ! اور

ایک مرتبہ پھر سمجھاؤ! چنانچہ جناب خلیل اللہ شہر بابل پہنچے یہاں آکر دیکھا کہ واقعی نمرود کا دماغ بالکل ہی خراب ہوچکا ہے اور وہ اپنے خیال میں آسمانی خدا کو شکست دیئے ہوئے خوشی کی بغلیں بجا رہا ہے اور لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ میں نے ابراہیمؑ کے خدا پر فتح حاصل کی اور نعوذ باللہ میں اس کو قتل کر آیا۔ چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ اس کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اے نمرود! خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لا اور اس کی عبادت کر! یہ سن کر وہ ہنسا اور ہنس کر کہا کہ اے ابراہیمؑ میں نے تیرے خدا کو قتل بھی کر ڈالا اور پھر دیکھ یہ تیر خون آلود موجود ہے اور تیرے خدا کا خون ہے یہ لعین کے جواب میں جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ توبہ توبہ مارنا تو درکنار لاتدرکہ الابصار اس کے حکم کو کوئی نہیں پھیر سکتا اس پر نمرود کہتا ہے کہ اچھا ابراہیمؑ یہ تو بتاؤ کہ تمہارے خدا کے پاس کچھ فوج و سپاہ اور غنیم سے لڑنے کے لئے کچھ لشکر بھی ہے؟ یہ سن کر آپ ہنسے اور ہنسکر فرمایا۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ط یعنی اس کی فوج و سپاہ اور اس کی مخلوق کے لشکروں کی تعداد کوئی نہیں بتا سکتا اور کوئی نہیں جان سکتا کہ اس کے پاس کس قدر لاتعداد لشکر ہیں یہ سنکر نمرود نے ازراہ تمسخر کہا اے ابراہیمؑ! تیرے خدا کے

پاس لشکر اور فوج وسپاہ کے نام میرے خیال میں ایک مچھر بھی نہیں ہے۔ یہ سب تیرے خیال خام اور ڈھکوسلے بازی کی باتیں ہیں اگر اس کے لشکر ہوتا تو کہیں چھا دنیاں اور اُسکی فوجیں نظر آتیں خلاصہ یہ ہے کہ تیرے خدا کے پاس فوج وسپاہ کے نام ایک مچھر بھی نہیں ہے۔

نظم

سُن کے یہ خلّت نبی گھبرا اُٹھے	اور وہیں مولا کے سجدے میں جھکے
اور رہے پھر دیر تک گریہ کُناں	دیر تک کرتے رہے آہ و فغاں
تھرتھرا نے کانپنے یہ عرض کی	بے خبر گستاخ کی اپنے ابھی
بھیج دے بس غیب سے لشکر کوئی	ٹھیک کر دے اُسکی ساری سرکشی

اے میرے معبود اے ربّ کریم
بھیج دے اس کے لئے کوئی غنیم

مچھروں کی فوج

نمرود مردود بے حد طعنے دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ اے ابراہیم میں اپنی تمام فوج وسپاہ میدان میں لاتا ہوں اور سب

آگاہ کرتا ہوں کہ تو اپنے خدا سے کہہ اگر اُس کے پاس کوئی قوت ہے تو اُسے میرے مقابلہ میں بھیجے! پھر میں دیکھوں کہ کسے فتح ہوتی ہے اور کون میدانِ مقابلہ سے بھاگتا ہے۔ چنانچہ نمرود نے اپنی جتنی فوج و سپاہ تھی سب میدان میں لاکر جمع کر دی۔ اتنی اور اس قدر کہ سینکڑوں میل کے میدان دَل بادَل افواج سے لبریز ہو گئے اور پھر حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے اس میدان میں بلوایا اور کہا کہ اے ابراہیم! دیکھو میری قوت اور عظیم الشان طاقت کو اب بھی مان لو! اور میری خدائی کے اب بھی قائل ہو جاؤ اور اگر تم کچھ بھی سچائی رکھتے ہو تو اپنے خدا سے کہو کہ وہ میرے مقابلہ کے لئے اپنی فوجیں روانہ کرے! آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ ؎

اے مرے معبود اے ربِ کریم
بھیج دے اس کے لئے کوئی غنیم

چنانچہ اُسی وقت آپ کی دعا درِ اجابت کو پہنچی اور قبول ہوئی اور اُسی وقت ملائکہ کے نام اُس خدائے مُلک العلا کا حکم صادر ہوا کہ اے ملائکہ پردۂ قاف کی فلاں وادی میں سے ایک ہمین سوراخ سرزمین بابل کی طرف کھول دو! اور وہاں سے اتنی

مقدار میں مچھروں کو نکال دو! اور ان سے کہدو کہ آج تمہارا رزق معبود کے دستر خوان پر نہیں ہے بلکہ نمرود کے میدان میں اس نے تمہارا رزق اتارا ہے۔ اللہ اللہ اب جو مچھر اس سوراخ سے نکلے ہیں ایک آناً فاناً میں نمرود کے تمام لشکروں پر مچھروں کے وہ دَل بادَل آکر چھا گئے ہیں کہ الاماں والحفیظ۔ دن کی کالی رات ہو گئی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ نمرود! ہوشیار ہو جا! کہ میرے معبود کا لشکر آگیا اور بہت تو کہا کرتا تھا کہ تیرے خدا کے پاس فوج و سپاہ کے نام ایک مچھر بھی نہیں ہے لے اب تو اپنی فوج و سپاہ اور اپنے لشکروں کو میرے معبود کی ایک ادنیٰ فوج سے بچا! نمرود یہ حالت دیکھکر چراغ پا ہو گیا اور بجائے ایمان لانے کے کہتا کیا ہے کہ ان مچھروں کا اڑا دینا بھی کوئی بڑی بات ہے۔ چنانچہ اپنی فوج کو حکم دیتا ہے کہ پھریرے اڑاؤ اور نقارے بجاؤ! اور غل مچاؤ! ابھی یہ مچھر بھاگ جائیں گے۔ چنانچہ لا انتہا پھریرے اڑائے گئے۔ نقارے بجائے گئے اور بے حد شور و غل کیا گیا۔ مگر بجائے بھاگنے کے مچھر سروں کے قریب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر بموجب حکم الٰہی مچھر تمام دَل بادل افواج پر آن گرے اور ایک آنا فانا میں جملہ لشکروں اور

تمام نمرودی فوجوں کو چاٹ گئے اور کسی کا نام و نشان تک صفحۂ ہستی پر باقی نہ رہا۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ یعنی (پ ۳۰ ع ۱۰ - آیۃ ۱۲)

اے خدا تیری پکڑ سے الاماں
تیرے غصہ سے لرزتے ہیں سبھی
کانپتی ہے تجھ سے اک دنیائے دوں
تیری رحمت کی نہیں ہے انتہا
کچھ سے پھر کر آہ کیا لے گا کوئی

کپکپاتے ہیں پڑے دونوں جہاں
کیا زمین و آسماں اور کیا کوئی
اے خدا اے ذات بیچون و چگوں
تیرے غصے کی نہیں ہے کوئی تھا
موت بس اُس کے لئے وہ دوزخی

آرہا تھا جب کہ لشکر پر عذاب
چین سے بیٹھے ہیں بس خلت مآب

نمرود کی ہلاکت

چونکہ ابھی نمرود کو جیتی زندگی میں گوناگوں سزائیں دینی تھیں اس لئے اُسے باقی رکھا اور یہ عذاب خداوندی دیکھ کر بیتاں بیتاں گھر کی طرف بھاگا۔ ادھر یہ بھاگا اُدھر مچھروں کے لشکر کا ایک سردار جس کی ایک ٹانگ اور ایک آنکھ تھی اس کے پیچھے بھاگا جس نے اپنے پروردگار کی جناب میں دعا کی تھی کہ ربّ العالمین

میری غذا نمرود کے دماغ کا بھیجا مقرر کیا جائے۔ چنانچہ اس لنگڑے مچھر کی دعا قبول ہو چکی تھی اس لئے وہ نمرود کے تعاقب میں اس کے ساتھ چلا۔ چنانچہ سرکش خبیث اپنی جورو سے کہتا ہے کہ دیکھ! یہ مچھر جو میرے اوپر اڑا چلا آتا ہے۔ ایسے مچھر اس قدر آئے کہ میرے تمام لشکروں کو آن کی آن میں چاٹ گئے۔ اب دیکھئے یہ مچھر میرے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ چنانچہ نمرود اپنی جورو سے یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ وہ مچھر نمرود کی ناک میں گھس گیا اور فوراً دماغ میں پہنچ کر اس کا بھیجا چاٹنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے نمرود کی بری حالت ہوئی۔ کبھی کھڑا ہوتا ہے، کبھی بیٹھتا ہے کبھی لیٹتا ہے کبھی کروٹیں لیتا ہے مگر کسی پہلو اسے چین نہیں آتا سخت بے چین ہے آخر بھیجے کی تکلیف سے تنگ آ کر اس نے ایک گھونسا اپنے سر پر مارا جس سے فی الجملہ اُسے راحت سی معلوم ہوئی۔ اب تو اس نے چند آدمی اس خدمت پر مقرر کئے جو ہر آن اس کے سر پر گھونسے اور کوسے مارتے ہیں جب سر پر چوٹ پڑتی ہے آرام رہتا ہے اور جہاں ان کا ہاتھ رکا وہیں نمرود مچھلی کی طرح تڑپنے لگا جب کئی روز اس دشمنِ خداوند کو اس حالت میں گذر گئے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حضور رب العزت

کی جانب سے حکم آیا کہ اے خلیل! ہماری طرف سے آخری اتمام حجت کے لئے ایک مرتبہ نمرود کے پاس پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ اب بھی اللہ پر ایمان لے آ! چنانچہ حضرت خلیل اللہ پھر اس کے پاس تشریف لے گئے اور کہا اے نمرود اب بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ کہہ لے تاکہ تیری تکلیف کو وہ معبود دور فرمائے جس کے جواب میں نمرود کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ! سوائے تیرے کوئی اور بھی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا خلیل ہے آپ نے نمرود کی محلسرائے کے تمام ساز و سامان کی طرف اشارا کیا برتنے میں سے آواز آنی شروع ہوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ یہ واقعہ دیکھ کر نمرود غصے میں بھرا اور اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ جملہ ساز و سامان میں آگ دکھا دو! اور سب کو جلا دو! چنانچہ لعین نے اپنا تمام سامان جلوا دیا کہ اے ابراہیمؑ اب بتا کہ تیرے خدائے واحد کی کون گواہی دے گا! آپ نے در و دیوار اور چھت کی طرف اشارہ کیا جن میں سے صاف آواز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرَاھِیْمُ خَلِیْلُ اللّٰہِ کی آنی شروع ہوئی نمرود نے غیظ میں آ کر در و دیوار بھی توڑ ڈالے تو اب اس کے جسم کے کپڑوں میں سے آواز آنے لگی۔ چنانچہ نمرود نے اپنے جسم کے کپڑے جلا دیئے

اور کہا اب بتا کون تیرے معبود کے یکتا ہونے کی گواہی دیگا۔
آپ نے اُس کے سر کی طرف اشارہ کیا چنانچہ نمرود کے سر
میں سے آواز آئی کہ اللہ ایک ہے اور ابراہیم اُس کے رسول
ہیں جب نمرود کی سرکشی کی یہاں حد ہو گئی تو اُسی وقت جبرئیلؑ
علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے
فرمایا کہ بڑے بڑے کافر بھی موت کے وقت اللہ سے ڈرتے
اور ایمان لے آتے ہیں مگر یہ شقی ازلی اس وقت بھی نہ ڈرا اور
ایمان نہ لایا اے ابراہیمؑ اب تم اس کے پاس سے ہٹ جاؤ
کہ عنقریب اس پر اللہ کا عذاب نازل ہونیوالا ہے اور اس
کے ہلاک ہونے میں اب کچھ دیر نہیں ہے۔ چنانچہ ایک غلام
جو نمرود کے سر پر موگریاں مار رہا تھا اُس نے ایک موگری اس
زور سے نمرود کے سر پر ماری کہ لعین کا بھیجا نکل پڑا اور وہ مچھر
جو مچھر کی برابر نمرود کی ناک میں سے داخل ہوا تھا چڑیا کی برابر
ہو کر دماغِ نمرود سے نکل کر اڑا اور یہ کیتا ہو گیا۔

نظم

اے لعین فی النار ہو تو اے لعیں	مرکہیں مردود مردک مرکہیں

تجھ کو وہ ذلت کی موت آئی لعیں
تیرا بھیجا جس قدر تھا کھا گیا
اور کر دعویٰ خدائی کا ذرا

ایک مچھر کی بھی ہستی کچھ نہیں
مل گیا تجھ کو خدائی ذائقہ
سرکشی کا ہے یہی آخر مزا

لعنت و پھٹکار برساتا ہوا!
آہ وہ مچھر وہاں سے بس اڑا

ولادت اسمٰعیل

جب نمرود دشمن خداوندی فی النار والسقر ہوا اور اس کا تمام کارخانہ کفر درہم برہم ہو گیا اور توحید الٰہی کی فتح ہو گئی اور حضرت ابراہیم پھر ملک شام کی طرف بہت سے مسلمانوں کو لے کر روانہ ہو گئے یہ وہ مسلمان تھے جو کچھ منارے کے گرنے پر مسلمان ہوئے تھے اور کچھ مچھروں کا عذاب آنے پر ایمان لائے تھے اور لنگڑے مچھر کے اڑتے وقت عبرتناک فقرے سن کر مسلمان ہوئے تھے۔ غرضکہ بہت سی مخلوق کلمۂ خلت پڑھتی ہوئی حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئی جب آپ ملک شام بیت المقدس اپنے وطن جدید میں پہنچے تو اب من جانب اللہ آپ کی عزت اور آپکا وقار شاہانہ عالم پر آشکارا اور ہویدا

ہوا۔ اور عام دُنیوی جاہ و حشم کا ایک طوطی بولنے لگا۔ مگر اولاد کی طرف سے آپ اور خاص کر بیوی سارا نہایت غمگین رہا کرتی تھیں۔ کیونکہ اب تک آپ کے ہاں کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی تھی ایک روز حضرت سارا نے آپ سے کہا کہ میں اللہ کے بھروسے اور اُس کے توکل پر ہاجرہ کا آپ سے نکاح کرتی ہوں۔ شاید اللہ پاک اُس سے کوئی فرزند عطا فرمائے۔ آپ نے منظور فرمایا اور حضرت ابراہیمؑ کا ہاجرہ سے عقدِ نکاح ہو گیا اور پھر پورے نو مہینہ میں ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے جن کی خوبصورتی اور جن کا حُسن و جمال سبحان اللہ و بحمدہ ایک تو ضعیفی میں فرزند کا ہونا اور پھر انتہائی حُسن و جمال اور پھر پیغمبر خدا فرزندی۔

نظم

دینے والا ہے وہ ایسا ہی کریم　　کون ہے اُس کا شریک اُسکا سہیم
اُس کی وہ جود و سخا اُس کی عطا　　واقعی جس کی نہیں ہے انتہا
ہم سے ابراہیمؑ کیوں مایوس ہو　　لو یہ اسمٰعیل پیارا ہم سے لو
اپنی آنکھیں اپنا دل ٹھنڈا کرو　　میری بس حمد و ثنا کرتے رہو

عہدِ سارا کا مگر رکھنا خیال
جس پہ ثابت رہتے ہیں اہلِ کمال

عہدِ سارا

اب جبکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے تو ملکِ شام میں ایک دھوم ہو گئی اور انتہائی مسرت و شادمانی کا غلغلہ ہوا جس پر حضرت سارا بہت جزبزِ ہوئیں اور اِن کا یہ جزبزِ ہونا منجانب اللہ تھا ۔ کیونکہ وہ معبود سوائے اپنے دوسرے کی محبت کو نا پسند کرتا ہے ۔ غرضکہ حضرت سارا اِس مسرّت و شادمانی کی رُکاوٹ کی باعث ہوتی ہیں اور غیظ میں آکر حضرت ابراہیمؑ سے کہتی ہیں کہ اے ابراہیمؑ دیکھو اِس فرزند کو پیار کرتے ہوئے تمہیں نہ دیکھوں اگر ایسا ہوا اور میں نے فرزند کو پیار کرتے ہوئے تمہیں دیکھا تو قسم ہے مجھے اپنے اللہ کی ہاجرہ کے تین عضو کاٹ دونگی اور جہاں سے میرا دل چاہیگا وہاں سے کاٹوں گی حضرت ابراہیمؑ نے اقرار کیا کہ اب فرزند کو پیار نہ کروں گا ۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ایسا موقع ہوا کہ حضرت سارا موجود نہ تھیں ابراہیم علیہ السّلام نورِ عین جانِ سے اسمٰعیل کو پیار کرنے لگے کہ اتنے میں حضرت سارا

آ گئیں اور یہ دیکھتے ہی کہ خلیل اللہ اپنے فرزند کو پیار کر رہے ہیں
غصے میں سرخ ہو گئیں اور کہا کہ اب میں اپنی شرط پر ہاجرہ کے
تین عضو کاٹتی ہوں - یہ سن کر حضرت ہاجرہ کہیں پوشیدہ ہو گئیں
اور جناب خلیلؑ نے ہاجرہ پر رحم دلانے کی بابت کچھ سفارش
کی - اس پر حضرت سارا اور ابراہیمؑ کا یہ مشورہ قرار پایا کہ یہ
قسم اور یہ قول و قرار یوں پورا کیا جائے کہ ہاجرہ کے کان اور ناک
چھیدی جائے اور اسمٰعیل کی ختنہ کی جائے - چنانچہ ناک کان چھیدنے
کا اُس دن سے رواج قرار پایا اس سے پہلے کسی عورت کے ناک
کان نہیں چھیدے جاتے تھے - پس حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت ہاجرہ کو لائے اور ہر سہ امور انجام دیئے گئے اور آپس میں
صفائی ہو گئی - مگر اس باہمی صفائی کے وقت پھر یہ معاہدہ قرار پایا
یعنی حضرت ابراہیمؑ سے حضرت سارا نے کہا کہ اب اگر تم نے اس
فرزند کو پیار کیا تو میں ہرگز رحم نہ کروں گی اور فرزند کو معہ اس
کی ماں کے ایک ایسے جنگل میں ڈلوا دوں گی جہاں پانی اور دانے
کا نام و نشان تک نہ ہو گا - چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اقرار کر لیا
اور با آرام رہنے سہنے لگے - چند مہینے تک آپ اس عہد پر قائم رہے
اور باوجود جوشِ پدری کے پیار نہ کیا - آخر پھر ایک دن ایسا

موقع ہوا کہ حضرت سارا مکان میں نہ تھیں اور پیارے اسمٰعیل کی موہنی صورت دیکھ کر آپ نے انہیں گود میں اٹھا لیا اور پیار کرنا شروع کیا کہ یکایک۔

نظم

آن پہنچیں حضرت سارا وہیں
بھیجنے والا تھا ربّ العالمیں

کیونکہ کب اس کو یہ ہو سکتی سہار
خُلّت اور فرزند کا ہو دل سے پیار

آگئیں القصّہ سارا آگئیں
غیظ و غصّے میں وہیں بھرا گئیں

اور کہا لو اے خلیل اللہ کے
ہاتھ دھو ڈالو بس اب فرزند سے

چھوڑ آؤ اس کو اب جنگل میں تم
ہاجرہ کو بھی وہیں کر آؤ گم

لق و دق میدان ہو ایسا وہاں
آب و دانے کا نہ ہو نام و نشاں

اور شجر ہو واں نہ ہو کوئی کنواں
اور اک سنسان جنگل ہو جہاں

ہو کے حیراں بولے یہ حضرت خلیل
اے خدا! اے ارحم و ربِّ جلیل

کیا یہ سارا کہہ رہی ہے اے کریم!
کیا کروں میں اے مرے ربِّ رحیم

آسماں سے بس وہیں آئی ندا
یوں ہوا خلّت کو ارشاد خدا

کہہ رہی ہے تم سے یہ سارا نہیں
کہہ رہا ہے بلکہ ربّ العالمیں

جس طرح کہتی ہے یہ وہ ہی کرو　　چھوڑ دو جنگل میں ان کو چھوڑ دو

مرضیِ مولا یہی ہے اے خلیلؑ
ساتھ ہے سارا کے وہ ربِ جلیل

جنگل کی روانگی

جب جنابِ ابراہیم خلیل اللہ کو یہ معلوم ہوا کہ سارا کی مرضی عین خدا تعالیٰ کی مرضی ہے تو اسی وقت سفر کی تیاری شروع کی اور کچھ تھوڑا سا کھانا دانہ ساتھ لیا اور ایک مشک پانی کی بھری اور پھر ایک تیز رَو اونٹنی پر سب سامان رکھا اور گود میں نورِ عین ننھے سے اسمٰعیل کو بٹھایا اور اپنے پیچھے حضرت ہاجرہ کو بٹھا کر روانہ ہو گئے۔ جب شہر بیت المقدس سے باہر نکلے تو کہتے ہیں کہ خداوندا کہاں اور کس طرف لے جاؤں؟ حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ! اونٹنی کی مہار چھوڑ دو! جہاں کے لئے ہماری مرضی ہو گی وہیں یہ اونٹنی تمہیں لیجائے گی آپ نے اونٹنی کی مہار اللہ کا نام لے کر چھوڑ دی اور اب وہ ملکِ شام سے سیدھی مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوتی ہے جہاں نہ کوئی عمارت ہے نہ مکان ہے بلکہ محض ایک سنسان یاہو کا میدان ہے۔ غرضکہ وہ اونٹنی تینوں مبارک

نقوش کو لئے ہوئے مکّۂ معظمہ کے جنگل میں پہنچی اور جہاں آج چاہِ زمزم ہے وہاں آکر بیٹھ گئی اور یہ وہ جگہ ہے جہاں بارہ اور بارہ چوبیس کوس پانی یا آدمی کا نام ونشان نہیں۔ ہر چہار طرف خشک پہاڑوں کا سلسلہ ہے جن میں نہ کہیں آبشار ہے نہ تالاب نہ کنواں۔ بلکہ وہ غیر آباد جگہ ہے جس کے چاروں طرف بیسیوں کوس کسی بستی یا کسی آبادی کا نشان تک نہیں۔

نظم

آدمی ہے واں نہ آدم زاد ہے	کیا بیاباں پُرخطر ہے بات ہے
کس جگہ چھوڑیں گے یہ اہل وعیال	اس قدر طاعتِ ربِ ذوالجلال
اور آگے شانِ مولا دیکھئے	دیکھئے ہوتا ہے کیا کیا دیکھئے

پس جب وہ اونٹنی کعبۂ اطہر کے سنسان جنگل میں آکر بیٹھ گئی تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السّلام آئے اور فرمایا کہ اے خلیل اللہ! حکم الٰہی یہ ہے کہ آپ اپنے اہل وعیال کو یہیں اور اسی سنسان جنگل میں ہمارے توکل پر چھوڑ کر ملک شام کو واپس تشریف لے جائیں! چنانچہ ابراہیم علیہ السّلام نے بموجب حکمِ سبحانی حضرت ہاجرہؑ اور ننھے سے اسمٰعیل کو اونٹنی پر سے اُتارا۔ اور

اس ہو کے میدان میں انہیں تنہا چھوڑ کر چلے۔ جب حضرتِ خلیلؑ نے ننھے سے فرزند اور ہاجرہ کو اس کوہستان جنگل میں تنہا چھوڑ کر چلے تو حضرت ہاجرہ نے آپ کا پلہ پکڑا اور زار و قطار روتے روتے کہا۔

نظم

اے خلیل اللہ یہ کیا راز ہے
کوئی بھی اپنا نہ یاں دمساز ہے

ناتواں ہیں اور یہ ننھی سی جان
اور یہ کہسار؟ یہ ہو کا مکاں

ہاجرہ کو چھوڑتے ہو کس پہ تم
دودھ پیتے کو یہ کیوں کرتے ہو گم

کس کو سونپا اپنا پیارا شیر خوار
کس پہ چھوڑا ہاجرہ کو بے قرار

آپ یہ کیا کر رہے ہیں اے جناب
یا نبی اللہ! کچھ دیجے جواب

خلیل اللہ

آنکھ سے آنسو رواں ہیں آپ کے
اور بس خاموش جاتے ہیں چلے

کچھ نہیں فرماتے ہیں منہ سے جناب
ہے اگرچہ حد سے بڑھ کر اضطراب

حب بہت روئیں نحیفہ ہاجرہ		تب یہ رو کر آپ سے انسے کہا
	ہاں یونہی حکم خدا ہے اے کنیز جس پہ بندہ چھوڑتا ہے اے کنیز	

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا دامن پکڑے ہوئے جب ہاجرہ روتی ہوئی چل رہی تھیں اور آپ کو روکنا چاہ رہی تھیں تو جناب خلیل اللہ نہ تو آپ کے روکے رکتے تھے اور نہ کچھ جواب دیتے۔ بلکہ نہایت صبر و خاموشی کے ساتھ یہ حکم الٰہی بجالا رہے تھے اس وقت بی بی ہاجرہ نے اخیر کے درجے یہ کہا کہ اَللّٰہُ اَمَرَکَ بِھٰذَا؟ یعنی کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم کیا ہے کہ آپ ہمیں اس جنگل میں چھوڑ جائیں؟

جن کے جواب میں آپ نے فرمایا نَعَمْ ہاں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم دونوں کو اس جنگل میں چھوڑ جاؤں بس اتنا سنتے ہی حضرت ہاجرہ نے آپ کا دامن چھوڑ دیا اور حکم الٰہی پر نہایت فراخدلی اور خندہ پیشانی سے فرمایا۔ لَنْ یُّضَیِّعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی اے خلیل اللہ! بسم اللہ جائیے! اب ہمیں ہمارا پروردگار ہرگز ضائع نہ کرے گا اور وہ آپ سے بہتر ہمارا محافظ ہوگا۔

نظم

واہ کیا کہنا ہے حضرت ہاجرہ
دامنِ خلت کو چھوڑا ہاتھ سے

حکم مولیٰ سنتے ہی بس یہ کہا
اور صدقے ہو گئیں اللہ کے

چاہیئے ہر مرد و زن کو چاہیئے
حکم مولیٰ پر یونہی قانع رہے

ہاجرہ کی تنہائی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ محض حکمِ الٰہی بجا لاتے ہوئے ہاجرہ سے اپنا دامن چھڑا کر ملکِ شام کی طرف روانہ ہو گئے مگر دل کی حالت یہ ہے کہ بار بار نورِ عین اسمٰعیل اور بی بی ہاجرہ کو دیکھتے جاتے ہیں جوں جوں دور ہوتے جاتے ہیں قلبِ مبارک بے چین ہوا چلا جاتا ہے۔ جب چلتے چلتے آپ وہاں پہنچ کہ جہاں سے ننھی سی جان اسمٰعیل اور ہاجرہ دونوں نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں، وہ ایک پہاڑی ہے جس پر کھڑے ہو کر آپ آخری نظریں ان پر ڈالتے ہیں تو ایک سنسان وادی میں اپنے بے کس اہل و عیال کو دیکھ کر زار و قطار رونے لگتے ہیں

اور آسمان کی طرف منہ کرکے کہتے ہیں۔ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ ۔ یعنی

نظم

اے مرے معبود ربِ ذوالجلال
چھوڑتا ہوں اسجگہ اہل و عیال

ہے جہاں کھیتی نہ آبادی کہیں
ہے ترے گھر کی وہ اک چٹیل زمیں

اے مرے معبودِ خلاقِ جہاں
تو ہی ہے اک دستگیرِ بے کساں

اُن کا تو حافظ محافظ ہو کریم
اور نمازوں پر رہیں یہ مستقیم

تجھ کو یہ بھولیں نہ اس سنسان میں
اور رہیں تنہا نہ اس میدان میں

پھیر دیوں کے دلوں کو اسطرف
آئیں وہ بسنے یہاں پر صف بصف

غیب سے روزی ہو بس ان کو عطا
باغ میووں کے یہاں جلدی لگا

تاکہ شکر یہ ترا کرتے رہیں
تیرا کلمہ یہ سدا بھرتے رہیں

القصہ حضرت ابراہیم خلیل اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہاتے ہوئے اس مفارقت کی پہاڑی سے اتر کر ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہاں جناب ہاجرہ علیہا السلام اپنے

نورِعین اسمٰعیل کو گود میں لئے ہوئے ایک خوفناک وادی میں تنِ تنہا بیٹھی ہیں جن کو صرف اس اکیلی ذات کا بھروسہ اور تکیہ ہے جس سے نہ کوئی مکان خالی ہے اور نہ سنسان اور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی وہ چودہ طبق کا نور چودہ طبق میں موجود ہے اور حاضر و ناظر ہے۔ وہ چار روز میں وہ مشکیزہ پانی کا اور وہ کھجوریں وغیرہ ختم ہو گئیں۔ جو کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اُن کے پاس چھوڑ گئے تھے۔

اب حضرت ہاجرہ بھوک پیاس کی تکلیف میں پریشان ہوئیں۔ جس کی وجہ سے آپ کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ اور اب ننھے سے اسمٰعیل نے بھوک کی تاب نہ لا کر رونا شروع کیا۔ آہ جن کے رونے سے ہاجرہ کا کلیجہ منہ کو آنے لگا اور دودھ پیتے فرزند کی ننھی سی زبان بھوک پیاس کے سبب باہر نکلی ہوئی دیکھی اور پھر اس کا رونا۔ اللہ اکبر آپ اپنی بھوک پیاس کو بھول گئیں اور دل پھڑپھڑانے لگا۔ چنانچہ اس اضطراب و بے چینی میں حضرت ہاجرہ نے اپنے نورِعین کو وہیں لٹایا اور خود دیوانہ وار از خود رفتہ ہو کر کوہِ صفا پر چڑھ گئیں اور اس پر چڑھ کر چاروں طرف نظریں دوڑائیں کہ کہیں کوئی پانی کی علامت۔ کوئی چشمہ کوئی

تالاب کوئی کنواں نظر آئے مگر وہاں سینکڑوں میل پانی کا نام و نشان نہیں۔ نظر آئے تو کہاں سے اور کیوں کر نظر آئے؟ جب کوہِ صفا پر پانی کا نشان کہیں نہ پایا تو اپنا لباس یعنی کپڑے سمیٹ کر جلدی جلدی وہاں سے اتریں اور روتے ہوئے نورِ عین کو آ کر دیکھا اور مضطربانہ کوہِ مروہ پر چڑھ گئیں اور وہاں ہو بجلد چاروں طرف پانی ہی کی علامتیں دیکھیں۔ مگر پانی کی علامت کہیں نہ دکھائی دی۔ پھر اپنے کپڑے سمیٹتی ہوئی کوہ مروہ سے بہت تیز قدموں اتریں اور روتے ہوئے بچے کو دیکھ کر پھر بیتابانہ کوہ صفا پر چڑھ گئیں اور نہایت سراسیمہ ہو کر پانی تلاش کیا اور پھر اپنے کپڑے سمیٹ کر نیچے اتریں۔

نظم

آہ روتے ہیں زمین و آسماں
تم نہیں مضطر سبھی مضطر ہیں آہ

ہاجرہؓ! تم پر ہیں سب نوحہ کناں
دیکھتا ہے تم کو وہ بارِ الٰہ

ہاجرہ ہو بے قراری آپ کی
خالقِ ربّ السما کو بھا گئی

چاہِ زمزم کا نکلنا

حضرت ہاجرہ کا یہ اضطرابی حالت میں دوڑنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ حاجیوں پر قیامت تک کے لیے لازم کر دیا کہ جس طرح میری بندی ہاجرہ کوہِ صفا اور کوہِ مروہ پر بیتابانہ سات مرتبہ دوڑی ہے اسی طرح تم بھی بوقتِ ادائیگی حجِ بیت اللہ سات مرتبہ کوہِ صفا مروہ پر دوڑو! اور ہاجرہ کی طرح تم بھی اپنی بیتابانہ صورت ہمیں دکھاؤ جس کے صلے میں ہاجرہ کو ہم نے چاہِ زمزم عطا فرمایا۔ تمہیں اس کے صلے میں حوضِ کوثر عطا فرمائیں گے۔ القصہ حضرت ہاجرہ کبھی کوہِ صفا پر چڑھ جاتی ہیں اور کبھی کوہِ مروہ پر اور پانی کی تلاش میں سخت ہراساں ہیں اور فرطِ غم کے رونے سے اپنی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ دل پھڑ پھڑا رہا ہے اور تلاشِ آب میں ایک بے حواسی کا عالم ہے جن کو آسمان کے ملائک دیکھ رہے ہیں اور خود حضور ربّ العزت اپنی بندی کی اس بے قراری کو ملاحظہ فرما رہا ہے۔ آخر جب ساتویں مرتبہ حضرت ہاجرہ کوہِ صفا پر پہونچی ہوئی دیوانہ وار پانی کی جانب چاروں طرف دیکھ رہی ہیں تو اب مولائے کریم نے فضل فرمایا اور فوراً جبرائیل

کے نام حکم صادر ہوا جبرئیل علیہ السلام اسی وقت ایک باز کی
صورت میں ننھے سے اسمٰعیل کے پاس آتے ہیں جن کے پروں کی
آواز حضرت ہاجرہ کو آندھی کی آواز معلوم ہوئی کوہِ صفا پر سے
مڑ کر اپنے فرزند کی طرف دیکھتی ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
عظیم الشان پرندہ ننھے سے اسمٰعیل پر چھایا ہوا ہے۔ سخت بے
حواسی کے عالم میں وہاں سے فرزند کی طرف دوڑتی ہیں اور وہاں
اُکر کیا دیکھتی ہیں کہ ننھے سے فرزند کی ایڑیوں کے پاس سے زمزم
کا چشمہ اُبل رہا ہے۔ جلدی سے تین چلّو نورِ عین کو پلائے اور
پھر خود سیر ہو کر وہ ٹھنڈا اور شیریں پانی پیا جس سے بھوک اور پیاس
سب جاتی رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آبِ زمزم میں یہ خاص اثر
رکھا ہے کہ اس کے پینے سے انسان کی بھوک اور پیاس رفع ہو
جاتی ہے پس حضرت ہاجرہ مع اپنے فرزند کے بھوک پیاس سے سیر ہو گئیں
تو اب جلدی جلدی اس اُبلتے ہوئے پانی کے اردگرد مٹی سمیٹ
سمیٹ کر تھا فولا بنانا شروع کیا۔ چنانچہ جلدی جلدی تھافولا
بناتی جاتی ہیں اور یہ کہتی جاتی ہیں زمٌ یا مُبارکٌ زمٌ یا مُبارکٌ
یعنی ٹھیر اے پانی۔ تھم اے پانی یہاں جناب رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں یرحم اللّٰہ تعالیٰ اُمّ اسمٰعیلَ اللہ اسمٰعیل کی والدہ

پر رحم فرمائے کہ چشمۂ زم زم کو زمْ زمْ کہہ کر روک دیا۔ ورنہ یہ سارے جہاں میں ایک دریائے رواں بنکر جاری ہوتا۔

غرضکہ حضرت ہاجرہ کوشش کررہی ہیں، اور سنگریزے اور مٹی خوب سمیٹ سمیٹ کر اس کا گھیرا یا باڑ بنا رہی ہیں کہ یکایک آسمان کی طرف سے ایک آواز ان کے کانوں میں آتی ہے۔

نظم

چشمۂ رحمت ہے یہ اے ہاجرہؓ!
اب قیامت تک یہ بس جاری رہا

ہم نے یہ بخشا تجھے اے صابرہ
حق نے بخشا ہے یہ چشمہ فیض کا

یہ ترے فرزند کی املاک ہے
یہ ہی ہوگا ہمارا اے کنیز

جس سے بس راضی خدائے پاک ہے
سرزمیں کا ہوگا یہ تارا اے کنیز

اور کرینگے یہ زمیں آباد ہم
ہم نے سن لی تھی خلیل اللہ کی

تم کو اور اسکو کریں گے شاد ہم
لو کیئے دیتے ہیں ہم پوری سبھی

ہر طرف سے آئے اب بہتا ہے
آئے بس اب قافلوں پر قافلے

مکے کی آبادی

حضرت ہاجرہ اس ندائے غیبی سے نہایت شاد ہوکر اور مطمئن ہوکر بیٹھی تھیں کہ چند آدمی دور کھڑے ہوئے پانی کے قریب آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یمن میں قبیلہ جرہم کے لوگ بڑے بڑے تاجر اور مالدار تھے جن کے قافلے اکثر اسی سرزمین مکہ سے ہوتے ہوئے ملک شام کو جایا کرتے تھے۔ اور یہ منزلیں اُن کو نہایت کٹھن اور دشوار ہوتی تھیں کیونکہ یہاں سینکڑوں کوس کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ آج خلاف عادت اس سرزمین میں اُنہوں نے پانی کے آثار دیکھے اور یہ دیکھا کہ کوہ صفا مروہ کے درمیان جانوران خوش الحان کے جھگھٹے ہیں اور بے انتہا پرندے اُڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھکر سالار قافلہ نے چند آدمی کوہ صفا کی طرف روانہ کیے کہ جاؤ! اور معلوم کرو کہ آج یہاں کونسا غیبی چشمہ نمودار ہوا ہے۔ جس سے ان پرندوں میں خوش الحانی کے ترانے ہو رہے ہیں اور ان بے زبانوں میں ایک عید ہو رہی ہے پس جلدی جاؤ اور پتہ لگاؤ کہ یہ کیا واقعہ ہے

چنانچہ وہ قافلے کے چند آدمی دور سے کھڑے ہوئے دیکھتے ہیں کہ
ایک حیادار بی بی ننھے سے بچے کو گود میں لئے بیٹھی ہے اور بچے کے
قدموں کے پاس پانی کا چشمہ جاری ہے اس پر جانوروں کے جھنڈ
کے جھنڈ سایہ کئے ہوئے ہیں۔ غرضکہ چند آدمی دور سے کھڑے ہوئے
حضرت ہاجرہ سے دریافت کرتے ہیں کہ اے صاحب پردہ! اور
اے صاحب حیا! تم انسان ہو یا جنّات؟ حضرتِ ہاجرہ نے
فرمایا کہ میں انسان ہوں اور میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بیوی
ہوں۔ اور یہ میری گود میں میرے نور عین ننھے سے اسمٰعیل ہیں جن
کے پیاسے رہنے کی نہ مجھے تو بلکہ اللہ تعالیٰ تک کو سہار نہ ہوئی
اور اس نے اپنے فضل سے مجھے یہ چشمہ عنایت فرمایا جس کے
پینے سے انسان کی بھوک پیاس سب رفع ہو جاتی ہے پھر ان
چند آدمیوں نے اس چشمہ سے پانی پینے کی اجازت مانگی آپ نے
انہیں اجازت دی اور الگ کو ہٹ گئیں۔ چنانچہ وہ لوگ
آئے اور انہوں نے چاہِ زمزم میں سے پانی پیا۔ واقعی اُن کی
بھوک پیاس دونوں رفع ہو گئیں۔ اُسی وقت وہ چند نفوس
دوڑتے ہوئے سالار قافلہ کے پاس گئے اور اس چشمہ فیضی کا
تمام حال بیان کیا۔ سالارِ قافلہ آیا اور اُس نے جناب ہاجرہ

سے عرض کیا کہ اے مالکہ! اس چشمۂ آب حیات کی آپ ہی مالک ہیں یا اور بھی کوئی حقدار ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ چشمۂ حیات اللہ نے صرف مجھے اور میرے بچے اسمٰعیل کو ہی عطا فرمایا ہے۔ دوسرا کوئی بشر اس کا مالک نہیں ہے! پھر اس سالار قافلہ نے تمام وادی کی طرف پھر چلکر دیکھا اور کہا کہ مویشیوں کی چراگاہ بکثرت ہے اور اب چشمۂ آب حیات یعنی زمزم کا کنواں بھی عجیب سیراب کنواں ہے لہذا یہاں ضرور کوئی نفیس شہر بسانا چاہیئے۔ پھر اس سالار قافلہ نے آپ سے اجازت مانگی کہ آپ اجازت دیں تو ہم یہاں مکانات و عمارات بنالیں؟ آپ نے اسے اجازت دی اور وہ اجازت لے کر اور اپنے قافلے کے چند مرد و عورت کو یہاں آپ کی خدمت کے لئے چھوڑ کر یمن پہونچا اور قبیلۂ اعمام کے بڑے بڑے سرداروں کو اور بڑے بڑے معماروں کو ساتھ لیکر مکۂ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور آتے ہی حضرت ہاجرہ سے پھر اجازت حاصل کی اور تعمیرات شروع کردیں۔ چند روز میں اللہ تعالیٰ نے اس سنسان میدان کو ایک گنجان شہر بنادیا جس سے نہ صرف حضرت ہاجرہؑ کی وحشت و تنہائی رفع ہوئی بلکہ ایک بہت بڑی آبادی یا شہر کی آپ رئیسہ

یا مالک ہو گئیں۔ اور تمام لوگ یہاں بطور رعیت کے آباد ہونے
شروع ہو گئے اور بے انتہا کھجوروں اور میووں کے باغ
لگ گئے جب یہاں کی حالت بالکل ہی بدل گئی اور ایک
شہر مکمل کی صورت میں ہو گئی تو حکم الٰہی ہوا کہ اے جبرئیل جاؤ
اور ہمارے خلیل کو جا کر خوشخبری سنادو! چنانچہ جبرئیل علیہ السلام
آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد
کرتا ہے کہ وہ دعا جو آپ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر اپنے اہل و
عیال کو دے کر آئے تھے وہ آپ کی دعا ہم نے بجنسہٖ قبول کی اور
فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ۔ یعنی تم نے اس دعا
میں یہ کہا تھا ؎

نظم

پھیر بندوں کے دلوں کو اس طرف	آئیں وہ بسنے یہاں پر صف بصف
غیب سے روزی بس ان کو کر عطا	باغ میووں کے یہاں جلدی لگا

ہم سے جو تم نے کہا وہی کیا
شہر ایک آباد کر کے دے دیا

مکے کا عزم

جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جبرئیل علیہ السلام سے یہ بشارت و خوشخبری سنی تو بحد مسرور ہوئے اور بے انتہا شکرِ الہٰی بجا لائے! اور حضرت سارا سے مکّے کی آبادی اور وہاں کی تمام پُر فضا کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ انہیں جا کر دیکھوں اس پر حضرت سارا نے بخوشی آپ کو اجازت دی مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہا کہ قیام وہاں صرف ایک لحظہ کی لحظہ ہو زیادہ نہ ہو! آپ نے منظور فرمایا اور اب عزم مکّہ معظمہ کر کے آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور بیت المقدس سے مکہ کی سمت روانہ ہو گئے جو تقریباً ایک ہزار میل سے زیادہ ہے۔ چنانچہ جس اونٹنی پر آپ سوار ہوتے تھے وہ مہینوں کا راستہ دنوں میں طے کرتی تھی اور دنوں کا راستہ گھنٹوں میں۔ القصّہ جناب خلیل اللہ مکہ معظمہ پہنچے تو فی الحقیقت جیسا جبرئیل علیہ السّلام نے کہا تھا ویسا ہی مکہ معظمہ کو پایا۔ آپ جس جنگل بن میں اہل و عیال کو چھوڑ گئے تھے وہاں مسلسل آبادی نظر آتی ہے اور وہاں کے جنگل کھجوروں اور انگوروں کے باغ اور کھیت

کیا ہرے بھرے سرسبز و شاداب ہو رہے ہیں یہ عجیب و غریب حالت دیکھکر آپ نے حضورِ خداوندی سجدہ ادا کیا اور بہت شکرِ الٰہی بجا لائے اور پھر اہل و عیال کے مکان کی طرف چلے لوگوں نے آپ کو پتہ بتایا کہ مالکِ شہر کا مکان یہ ہے! آپ حیران ہیں کہ اللہ العالمین کس سنسان جنگل میں ان کو چھوڑ کر گیا تھا آج تیرے فضل و کرم سے یہ کیفیت ہے کہ مجھ کو میرے نورِ عین کا مکان بتاتے لوگ میرے ساتھ چل رہے ہیں۔

نظم

اللہ اللہ قدرتِ پروردگار　　دم کے دم میں کر دیا کیا گلعذار

کل جو اک سنسان تھا ہُو کا مکاں　　آج طوطی بولتا ہے اک وہاں

کل جہاں پانی کا اک قطرہ نہ تھا　　آج واں زمزم کا چشمہ ہے بھرا

نام آدم کا جہاں کل تک نہ تھا　　آج ہے بازار سے بازار تجمل رہا

کل جہاں چٹیل زمیں تھی سربسر　　باغ انگوروں کے ہیں یاں

شکر ہے تیرا الٰہ العالمیں
تو نے بس آباد کر دی یہ زمیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر محلِ اسمٰعیل پر پہنچے

اور آواز دی حضرت ہاجرہ آپ کی آواز پہچان گئیں اور ڈیڑھ برس کی جان حضرت اسمٰعیل کو گود میں لے کر دروازہ پر آگئیں تو دیکھا کہ جنابِ خلیل اللہ ایک ناقے پر سوار ہیں جن کی زیارت کرکے بہت خوش ہوئیں اور عرض کیا کہ ناقے سے اُتریئے! اور مکان میں تشریف لایئے! آپ نے فرمایا کہ ناقے سے اُترنے کا حکم نہیں ہے۔ پھر آپ نے نورِ عین اسمٰعیل کو اٹھا ناقہ پر اپنی گود میں لیا۔ اور بہت پیار کیا اور فرمایا کہ اے بچے! اللہ نے تجھ کو اپنے کعبۂ اطہر کا مالک بنایا اور عنقریب وہ تجھے نبوت کی دولت سے بھی مالا مال کرنے والا ہے۔ چنانچہ فرزند کو بہت پیار کیا اور بیوی ہاجرہ کو دے دیا اور خود اپنی واپسی کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہ سن کر ہاجرہ رونے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ حکم الٰہی یونہی ہے ہاجرہ خاموش ہوگئیں اور عرض کیا کہ اچھا اتنی تو مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کا سر دھلا سکوں! آپ نے اجازت دی! ہاجرہ اسی وقت ایک بڑا پتھر لاکر آپ نے اونٹنی کو بٹھایا اور ایک پاؤں اس پتھر پر رکھ اور اس جانب کو جھک گئے ہاجرہ نے اس طرف سے

سر دھلایا پھر دوسری جانب پتھر لے جا کر رکھا اُس پر پاؤں رکھ کر آپ اُس طرف جُھک گئے تو ہاجرہ نے اس طرف سے آپ کا سر دھلایا۔ اور یہ وہ پتھر ہے جس کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے جس پر آپ کے قدموں کے نشان ہیں۔ اور اب تک وہ پتھر مکہ معظمہ میں موجود ہے۔ حاجی لوگ جس کی زیارت کرتے ہیں اور اس پر دو نفل نماز ادا کرتے ہیں اور اس کا نام مقام ابراہیم ہے اسی کو وہ اپنے کلام میں فرماتا ہے فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ پھر جب ہاجرہ آپ کا سر دھلا چکیں تو آپ بیوی (ہاجرہ اور نور عین اسمٰعیل) کو اللہ کے سپرد کر کے ملک شام کی طرف رخصت ہو گئے اور وہاں پہنچ کر حسب دستور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

کتب تفاسیر میں لکھا ہے کہ آپ جب اپنی محراب عبادت میں ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی کرتے تھے تو آپ کی آواز ایک میل کے فاصلے تک جاتی تھی اور اُس کے اثر سے اُڑتے ہوئے پرندے تک پتھر کے مانند ہو جاتے تھے اور ہر شے پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا نیز کتب تفاسیر میں یہ بھی مرقوم ہے کہ جب پورا ایک سال گزر جاتا تھا تب آپ حضرت سارا سے اجازت لے کر مکہ معظمہ تشریف لایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جناب خلیل اللہ جس سواری پہ سوار ہو کر ملک شام سے مکہ معظمہ جاتے اور آتے تھے وہ بجائے اس کے کہ مہینوں میں یہ راستہ طے کرے ایک "آناً فاناً" میں منزل مقصود پر پہنچ جاتی۔ اور آپ پہ تکلیف سفر اللہ تعالیٰ نے بالکل آسان کردی تھی

نظم

نظر پڑتی تھی حضرت کی جہاں پر	سواری کا قدم پڑتا تھا واں پر
خلیل اللہ کا تھا پاس اتنا	سفر ان کے لئے طے کردیا تھا

ابھی چھوڑا ہے ملک شام اپنا
ابھی آیا نظر ہیں ان کو کعبہ

خواب عجیب

حضرت ابراہیم علیہ السلام باجازت حضرت سارا شروع مہینہ ذی الحجہ سے مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں۔ ساتویں شب کو آپ نے خواب میں دیکھا، کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے ابراہیم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اٹھ! اور اپنے فرزند کو ہماری راہ میں قربان

کرے

صبح کو آپ نے بہت کچھ اس بارے میں غور کیا اور فکر مند ہوئے کہ یہ کیا خواب نظر آیا۔ نیز اپنے دل میں یہ کہتے ہیں کہ آیا خواب من جانب اللہ ہے یا وسوسہ شیطانی ہے۔ تاہم آپ نے اسی روز راہ خدا میں باختلاف روایت بیس۲۰ اونٹ قربان کئے۔ آٹھویں شب کو پھر خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ! اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر! آپ اسی وقت اٹھ بیٹھے اور صبح کو راہ خدا میں چالیس اونٹ قربان کئے۔ نویں شب کو پھر خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ! اٹھ اور اپنے فرزند کو راہِ خدا میں قربان کر۔ آپ اٹھ بیٹھے اور صبح کو راہِ خدا میں دو سو اونٹ قربان کئے۔ دسویں شب کو پھر خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کو راہِ خدا میں قربان کر۔

نکتہ

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ یعنی اللہ علیم و حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہ خواب دکھانے میں مولا کی یہ حکمت ہے کہ اپنے خلیل کا مرتبہ انتہائی حد تکمیل کو

پہونچائے فرشتوں نے کہیں یہ اعتراض کردیا تھا کہ یہ آپ کے خلیل ہیں کیسے کہ اپنے فرزند اسمٰعیل سے بے حد محبت کرتے ہیں اور ہر سال بڑی مسافت طے کرکے آتے ہیں اور انہیں پیار کرتے ہیں، جنکو مولائے کریم اپنے خلیل سے یہ عملی جواب دلوانا چاہتا ہے کہ اے ابراہیمؑ! اپنے اسمٰعیل کو ذبح کردو! تاکہ ان فرشتوں کو ہم جواب شافی دے سکیں۔ اس لئے بار بار حکم ہوتا ہے کہ اے خلیل! اپنے فرزند اسمٰعیل کو ہماری راہ میں قربان کر!

چنانچہ آج دسویں ذی الحجہ کی شب کو جب واضح طور پر کہا گیا کہ اے ابراہیم! اپنے فرزند اسمٰعیل کو ہماری راہ میں قربان کر! نیز آج کے خواب میں یہ بھی کہا گیا کہ اے ابراہیم پیغمبروں کا خواب بمنزلہ وحی کے واجب التعمیل ہوتا ہے لہٰذا اپنے فرزند اسمٰعیل کو خدا کی راہ میں قربان کر۔

نظم

ہو کے بس تیار اٹھ بیٹھے خلیل	اب رہی دل میں نہ کچھ بھی قال و قیل
ہو گئے یکسو خیالاتِ خلیل	یہ کہ بے لاریب یہ حکمِ جلیل

عزم قربانی کا دل میں کر لیا	تب سے فرزند اسمٰعیل کا
عمر تھی اُس وقت جنکی سات سال	اور نجابت بھی تھی اُنکی لبس کمال
اب کیا قربان اُن کو اب یا	اب ثبوت دیں ذاتِ خلّت کا دیا
اب چلے کر یہ قربان گاہ میں	اب یہ پورے اترے اُسکی راہ میں

اے خلیل اللہ اے عالی خیال
اس قدر طاعت ربِ ذوالجلال

ذبح کی تیاری

دسویں ذی الحجہ کی صبح کو عبادت الٰہی سے فارغ ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بیوی ہاجرہ سے فرمایا کہ آج مجھے تمہارے اسمٰعیل کو ایک بڑی جگہ مہمان لے جانا ہے اُس کو بنا سنوار کر تیار کر دو۔ بیوی ہاجرہ نے آپ کے حکم کی تعمیل میں اُسی وقت اپنے نورِ عین اسمٰعیل کو بنانا سنوارنا شروع کیا۔ پہلے خوب مل مل کر نہلایا اور پھر اسے اچھے کپڑے پہنائے اور سر میں تیل ڈالا اور کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا اور پھر اپنے نورِ عین کے کپڑوں میں مشک و عنبر کی خوشبو لگائی اور پھر اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر اللہ کے سپرد کیا اور جناب خلیل اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔

ادھر ابراہیم خلیل اللہ نے ایک چھری اور ایک رسّی پہلے ہی سے اپنی بغل میں چھپا کر رکھی تھی جنہوں نے اپنے نورِ عین کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر چلے۔ ادھر یہ چلے ادھر آسمانوں کے فرشتے اس امتحان عظیم کی سیر دیکھنے کے لئے چلے اور ادھر شیطان لعین اپنی جگہ سے اُٹھا کہ ہائیں! ابراہیمؑ طاعتِ مولا میں یہاں تک بڑھ گیا کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کرنے چلا! نہیں نہیں، میں اُنہیں ہرگز یہ فعل نہ کرنے دوں گا چنانچہ سب سے پہلے ابلیس لعین ایک ضعیف عورت بن کر حضرت ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا اے والیٔ مکہ! تمہیں میں قربان! آج تم نے اپنے نورِ نظر کو بنا سنوار کر کہاں بھیجا ہے؟ حضرت ہاجرہ نے جواب دیا کہ آج اُس کے والد ماجد کسی بڑی جگہ مہمان لے گئے ہیں۔ لعین نے کہا کہ نہیں نہیں وہ بڑی جگہ مہمان نہیں لے گئے بلکہ تمہارے نورِ نظر کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔

حضرت ہاجرہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ عورت! تو کوئی دیوانی ہوئی ہے۔ باپ کہیں اپنے بیٹے کو ذبح کیا کرتے ہیں بھلا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے اکلوتے فرزند اسمٰعیل کو ذبح کریں گے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب حضرت ہاجرہ کو اس لعین کے کہنے کا یقین نہ ہوا تو اس کو اصل راز کھولنا پڑا۔ اور کہا کہ دیکھو وہ یقینی اپنے نورِ عین

کو ذبح کرنے گئے ہیں اس لئے کہ انہیں حکم الٰہی ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو بطور راہ میں قربان کرا لہٰذا وہ اسمٰعیل کو ذبح کرنے لے گئے ہیں یہ سُنکر حضرت ہاجرہ نے فرمایا۔ کہ اے ضعیفہ تیری اتنی عمر ہوئی اور اب تک تو مولا کے حکم کی تابع نہ ہوئی۔

نظم

حکم مولا ہے اگر اس کام کا	ہاجرہ کو اس میں پھر کیا عذر تھا
میرا اسمٰعیل اور بچہ مرا	راہِ مولا میں اگر کام آ گیا
یہ کہاں قسمت مرا ایسے نصیب	ہو مرا فرزند مولا کا حبیب
ایک اسمٰعیل کیا قربان سب	مِل گیا خدمت کو جب یہ حکم رب

ہاجرہ کی جان تک قربان ہے
اے لعین شاد کہ تو شیطان ہے

الغرض ہاجرہ کی اس رضائے مولا پر ابلیس نا امید ہو کر وہاں سے بھاگا اور سات برس کے بچے کی صورت بنا کر حضرت اسمٰعیل کے پاس پہنچا اور بچے سے دریافت کیا کہ اے دوست کہاں جا رہے ہو؟

حضرت اسمٰعیل نے فرمایا کہ ہمارے والد بزرگوار ایک بڑی جگہ

مہمان لئے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر ابلیس ہنسا اور ہنس کر کہا کہ نہیں نہیں
مہمان نہیں لے جا رہے۔ بلکہ اے دوست یہ تمہیں ذبح کرنے کے لئے
لئے جاتے ہیں۔ اس پر جناب اسمٰعیل نے فرمایا۔ کہیں باپ اپنے بیٹے
کو ذبح کرتے ہیں؟ اور جس میں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے
رحم دل اور با خدا پیغمبر! نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جب ننھے اسمٰعیل کو اس لڑکے (یعنی ابلیس) کا یقین نہ آیا
تو مجبوراً ابلیس کو ان سے بھی اصلی راز صرف یقین دلانے کی غرض
سے کہنا پڑا۔ یعنی کہتا ہے کہ اے دوست! تمہارے باپ کو حکم خدا
وندی ہوا ہے کہ اپنے اسمٰعیل کو میری راہ میں قربان کر۔ لہذا یہ اس
حکم کی تعمیل میں تمہیں ذبح کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر پیارے
اسمٰعیل فرماتے ہیں۔

نظم

حکمِ مولا ہے تو پھر کیا عذر ہے
اس پر بس قربان ہے ہر ایک شئے

ہے یہ اسمٰعیل کی خوش قسمتی
جس سے حاصل ہو رضائے ایزدی

مرضیٔ مولا میں جو کام آ گیا
ہو گیا بس اسکو پھر سب کچھ عطا

جبکہ یہاں حکم الٰہی ہو گیا
ہم کو کیا اس میں تامل اے فتا

جانِ اسمٰعیل ہے اس پر نثار
تو لعین شاد ہے شیطاں نابکار

اس سانحہ سے اسمٰعیل کی یہ اطاعتِ ربی معلوم کر کے شیطان ناامید ہو کر وہاں سے بھی بھاگا۔ اور ایک بڑے بھاری پیر مرد کی صورت بنکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا اور ان سے کہا کہ اے خلیل اللہ کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مہم درپیش ہے جس کی تعمیل کے لئے جا رہا ہوں۔ جن کے جواب میں لعین کہتا ہے کہ افسوس اے خلیل تم جیسا عقلمند اور اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ یعنی محض شیطانی خواب پر اتنی بڑی جرأت کا ارادہ کر لیا کہ فرزند کو ذبح کرنے چلے؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا یہ محض شیطانی وسوسہ ہے جس پر تم اپنے نورِ عین کو قتل کرنے کے لیے چلے! جناب خلیل اللہ نے اس پیر مرد کی طرف دیکھا اور نورِ باطنی سے صاف پہچان گئے کہ یہ وہی لعین ہے جس نے آدم سے نافرمانی کرائی اور گیہوں کا دانہ کھلوا کر انہیں جنت سے نکلوایا۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ o

یعنی

نظم

دُور ہو اے دشمنِ پروردگار	دُور ہو تو اے لعینِ نابکار
حکمِ ربّی مجھکو کرنے دے ادا	ہو چکا ہے مجھکو فرمانِ خدا

تیرے کہنے میں نہ آؤں گا کبھی
جا کہیں چل دُور ہو اے دوزخی

شیطان کی دھین دھوکڑی

حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے کورا جواب سُن کر لعین بھاگا نہیں بلکہ وہاں کا دہیں جا رہا۔ اور کہا کہ اچھا اب آگے بڑھو میں بھی دیکھوں کہ کس طرح آگے بڑھتے ہو؟ یہ کہہ کر لعین ایک بڑا زبردست بھینسا بن کر اُس پہاڑی کے درے میں پھنس کر بیٹھ گیا جہاں سے آگے کو راستہ جاتا تھا۔ اب تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بجناب ربّ العزّت دُعا کی کہ خداوندا اِس لعین نے میرا راستہ روک لیا ہے تو ہی اپنے کام میں میری مدد فرمائے گا اور مجھے راستہ دیگا وہاں سے بحکمِ الٰہی جبرئیل علیہ السّلام آئے اور سات کنکریاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو وہیں سے اٹھا کر دیں۔ اور کہا

کہ اللہ اکبر کہہ کر یہ ساتوں کنکریاں اس لعین بھینسے کے مارو۔ آپ نے
وہ کنکریاں اللہ اکبر کہہ کر اس کے ماریں۔ چنانچہ پہلی کنکری جب اللہ
اکبر کہہ کر ماری تو وہ لعین کچھ گھل گیا مگر وہاں سے ہٹا نہیں۔ دوسری
کنکری جب اللہ اکبر کہہ کر ماری تو وہ بیل کی برابر ہو کر رہ گیا۔ لیکن
پھر وہیں اڑا ہوا۔ غرض کہ پھر جب اللہ اکبر کہہ کر ساتویں کنکری آپ
نے اس کے ماری تو اب وہ چڑیا بن کر اس جمرۂ اولیٰ سے اُڑا اور
جمرۂ وسطیٰ یعنی بیچ کے درے میں بھینسا بن کر جا اترا۔ جہاں حضرت
خلیل اللہ پہنچے۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور پھر اسی طرح
سات کنکریاں آپ کو دیں اور کہا کہ اسی طرح یہاں بھی یہ کنکریاں
اس کے مارو! چنانچہ آپ نے یہاں بھی اللہ اکبر کہہ کر کنکریاں اس پر ماریں
چنانچہ وہ کنکریاں کھا کر اور چڑیا بن کر یہاں سے بھی اُڑا۔ اور اب
تیسرے جمرے یعنی تیسرے درے میں بھینسا بن کر جا اترا۔ یہاں بھی
بموجب حکم الٰہی سات کنکریاں آپ نے پھر اس کے ماریں اب
یہ لعین ناامید ہو کر وہاں سے ہٹا اور کہتا ہے اے ابراہیم تم نے
میرا کہنا تو مانا نہیں ہے۔ اچھا اب میں دیکھوں گا تم کیونکر اپنے
بیٹے اسمٰعیل کو ذبح کرتے ہو؟ دیکھنا تمہارا ہاتھ ہی نہیں چل سکے گا
کیونکہ تم نہایت رحم دل خلیق اور مہمان نواز ہو! بھلا کیسے ہو سکتا

ہے کہ تم اپنے بچے کے ذبح کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ ضرور تمہارا ہاتھ رُکے گا اور ضرور تم ناکام رہو گے یہ کہہ کر ایک ٹیلے پر بسیرا کر کے بیٹھ گیا۔ جناب خلیل اللہ نے اس لعین کی شمہ برابر پرواہ نہ کی اور مقام مِنا میں پہنچ کر رہے جن کو شیطان نے بہکانے میں اپنی ایڑی چوٹی تک کا زور لگایا اور پھر وہ ناکام رہا۔

نظم

فتح خُلّت کو یہاں بھی ہو گئی
ہو گئی شیطان کی بس کرکری

کنکری تھی ایسی بھینسے کا علاج
ٹھیک جس سے ہو گیا اُسکا مزاج

حاجیو! تم بھی سنبھالو کنکری
اور اس بھینسے کو کر دو مُرزنی

کہہ کے بس اللہ اکبر پھینک دو
اور خُلّت کی طرح آگے بڑھو

ترکۂ خُلّت ملا ہے تمکو یہ
حکم مولا نے دیا ہے تم کو یہ

کامیابی ہے تو اُسکے نام میں
فتحیابی ہے تو اُسکے کام میں

ذبح کا منظر

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ

لیے تو منا میں کھڑے ہو کر اپنے لختِ جگر سے اسمٰعیل سے فرماتے ہیں
یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی یعنی

لختِ دل اے میرے ننھے سے پسر
خواب میں مجھکو یہ آیا ہے نظر
ذبح کرتا ہوں میں اک ننھی سی جان
نام اسمٰعیل ہے دنبے گماں

اب بتا تو سوچ کر جلدی مجھے
تیرا دل کیا رائے دیتا ہے تجھے

جس کے جواب میں بیساختہ سات برس کی جان پیارے اسمٰعیل
فرماتے ہیں۔ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۝
فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰٓاِبْرٰهِیْمُ۝ یعنی اے بابا کیجیے جو آپکو حکم دیا گیا
مجھکو پائیگا انشاءاللہ صبر کرنیوالوں میں سے پائینگے۔ جب وہ دونوں اگر پڑے اور (آیۃ ۲۸-۲۹-۳۰)
اسنے اپنا پیشانی پیش کی اور ہم نے پکارا اسکو اے ابراہیم۔

ترجمہ

اے خلیل اللہ اے میرے پدر
حکمِ ربی کر گذریئے جلد تر
خواب جو دیکھا ہے سچا کیجئے
داد حکمِ ایزدی کی دیجئے

راہِ مولا میں لٹائیں گے مجھے
صابروں میں آپ پائیں گے مجھے

لیکن اے والدِ بزرگوار! اس وقت آپ کی خدمت میں چند

وصیتیں کرتا ہوں انہیں ضرور قبول فرمایا جائے اور وہ وصیتیں یہ ہیں جو میں خدمت جناب والا میں پیش کرتا ہوں۔

پہلی وصیت

ہو وصیت میری پوری اے ابی — سختی سے فرزند کی کیجئے خوشی
قبلۂ حاجات جب قرباں کریں — ہاتھ پاؤں میرے کس کر باندھ دیں
اس طرح بندھ جائے پھر یہ کمتریں — تاکہ یہ پھڑکے نہیں تڑپے نہیں

خون کی چھینٹیں اڑیں ایسا نہ ہو
آپ کے دامن میں اک دھبہ نہ ہو

دوسری وصیت

آپ جب دیکھیں مری ننھی سی لاش — صبر کا پردہ نہیں کیجے گا فاش
آزمائش میں رہیں ثابت قدم — ہو نہ اسمٰعیل کی فرقت کا غم

طاعتِ ربی میں قرباں کیجئے
مامتا سب دل سے بس دھو دیجئے

تیسری وصیت

ہ کر ڈالیں مجھے جس وقت آپ
پھر بھلا دیں دل سے بس یکلخت آپ
ہ کرتا میرا لے جائیں حضور
میری ماں کو جا کے یہ دیدیں ضرور

یہ نشانی ہو گی ! اسمٰعیل کی
والدہ کا جس سے کچھ بہلیگا جی

چوتھی وصیّت

ن سے کہیے گا مرا جا کر سلام
اُن کے اسمٰعیل کا آخر پیام
ہر جو پوچھیں اور کچھ وہ میرا حال
اُن سے کہدینا تمہارا نونہال

تم سے بھی اچھی جگہ پہنچا دیا
بندے کو اللہ سے ملوا دیا

اللہ اللہ پیارے اسمٰعیل اپنے والد بزرگوار کو یہ وصیتیں کر چکے
ر اب حضرتِ خلیل اللہ نے رسّی سے اپنے نورِ عین کے ہاتھ پاؤں باندھے
ور زمین پر لٹا کر چھری اُن کے نتھے سے گلے پر رکھدی اور بسم اللہ
للہ اکبر کہکر زور سے پھیرنی شروع کردی۔ ہر چند چھری پھیرتے ہیں
لمر پیارے فرزند کے گلے کا ایک رونگٹا تک نہیں کٹتا۔ پھر الگ ہٹ
ر ایک پتھر پر دوبارہ چھری تیز کر کے فرزند کو ذبح کرتے ہیں پھر بھی وہ
چھری کام نہیں کرتی۔ آخر مجبور ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ چھری

کی نوک پیارے فرزند کے گلے پر رکھ کر اپنے سارے جسم کا زور دیتے ہیں لیکن بےکار رونگٹا تک نہیں کٹتا۔

یہ حالت دیکھکر آسمانوں کے فرشتے چلا اُٹھتے ہیں اور رحمت الٰہی کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں۔ اُدھر رحمتِ خداوندی کا ایک دربار ہو رہا ہے۔ اِدھر حضرت خلیل اللہ علیہ السّلام چھری تیز کرکے اپنے اکلوتے فرزند کا گلا بزورِ طاقت کاٹنا چاہتے ہیں۔

نظم

لڑکے کے شہ رگ پر چھری اے اتقیا
مرضیٔ مولا میں بے چون و چرا
دست و کہنی سے دیا سینے کا زور
آہ ابراہیم کیا کرتا ہے تو
کس پہ یہ زور آزمائی اے خلیل
حکمِ ربّی میں ہے تو ثابت قدم
مڑ گئی جب زور پاکر وہ چھری
ہاتھ سے پھینکی خلیل اللہ نے
وہ چھری بولی کہ اے پیارے خلیل

زور سارے جسم کا بس دے دیا
کس طرح پورا کیا حکمِ خدا
چیخ اُٹھے دشتِ جبیل کے مار و مور
ہو رہی ہے کا ہے کی یہ جستجو
دے رہے ہیں سب دُہائی اے خلیل
لختِ دل کا کچھ نہیں تجھ کو اَلم
کام ذرہ بھر نہ اپنا کر سکی
تب زبان دیدی اُسے اللہ نے
کس لئے کرتے ہو تم مجھکو ذلیل

تیز خنجر وہ کیوں کٹتی نہیں	کیوں نہ مجبور وہ اپنا کچھ کر سکی؟
جب سے حضرت حکم ربی اسکو ہوا	اے چھری بابا نے کردی بڑھ کے کاٹ
آپ نے پوچھا اس چھری سے یہ کہا	حکم آیا یہ ایک بار اس کو ہوا
ستر بار یہ مجھکو ہوئی	اے چھری لا تقطعی لا تقطعی

آپ کا کہنا کروں میں اے خلیل
یا کروں میں طاعت رب جلیل

وقت قبولیت

تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کے حلقوم اور تمام گلے اور گردن پر تانبے کے تار پیدا کر دیئے پھر اس نو بار رب نے فرمائی لا تقطعی لا تقطعی اب فرمایئے کہ چھری کس طرح حضرت اسمٰعیلؑ کا گلا کاٹ سکتی تھی۔ جب کہ بار بار اسے حکم ایزدی ہو رہا ہے کہ خبردار اے چھری جو اسمٰعیل کا ایک رونگٹا بھی کاٹا! غرضکہ جب وہ چھری حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصے میں آکر پھینکی ہے اور وہ چھری یہ کہتی ہوئی آپ کے پاؤں پڑتی ہے کہ اے خلیل اللہ علیہ السلام تم کہتے ہو کاٹ! اور رب جلیل فرماتا ہے لا تقطعی نہ کاٹ! تم ایک مرتبہ کہتے ہو کاٹ! رب معبود ستر مرتبہ فرماتا ہے نہ کاٹ! پھر آپ ہی فرمائیں کہ میں آپ کا کہنا

مانوں یا خالقِ چودہ طبق کا کہنا مانوں! جنابِ خلیل اللہ اس چہرہ کو بنظرِ غیظ و غضب دیکھ ہی رہے تھے کہ اتنے میں آپ کی پشت کی جانب سے اللہ اکبر کی آواز آئی یہ کہ کوئی نئی اور اجنبی آواز والا کہہ رہا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اس نئی اور اجنبی آواز پر حیرت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ مڑکر دیکھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جناب جبرئیل علیہ السّلام جنّت کا ایک دُنبہ لئے کھڑے ہیں اور دو مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی انہوں نے تکبیر کہی جنہیں دیکھ کر سنتے سے اسمٰعیل سے نہ رہا گیا اور مارے خوشی کے بے تحاشہ آپ کے منہ سے نکلا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

نیز حضرت ابراہیم علیہ السّلام بھی فرطِ خوشی میں بے ساختہ پکار اُٹھے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ یعنی اللہ بہت بڑا ہے اور وہ بڑی قدرت والا ہے پھر وہ بڑا اور بڑی قدرت والا بھی اپنے دونوں تابعدار بندوں اور صابروں سے اپنی تعریف اور اپنی بڑائی سُن کر نعرہ سکا بیساختہ وہ ملک العلام فرماتا ہے وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یعنی حقیقت میں سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

پس یہ مجموعتاً ایک تکبیر ہو گئی، اور قبولیت کے وقت کی یادگار اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مسلمانوں کے لئے لازم کردی

کہ یوم الاضحیٰ کے پانچ رات دن تک یہ پوری تکبیر ہمارے بندے پکارتے نہیں تاکہ ہم اُن مبارک بندوں کی طرح اُن کہنے والوں سے بھی خوشنود ہوں۔

شریعت کا مسئلہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگو! ایام تشریق یعنی ماہ ذی الحجہ میں نویں تاریخ کی صبح سے لے کر تیرہ تاریخ کی عصر کے وقت تک نماز مفروضہ کے بعد مرد پکار کر یہ تکبیر پڑھیں اور عورتیں آہستہ سے پڑھیں۔

نظم

راز اس میں ہے یہ اس معبود کا — پیارے بندوں سے جو اپنے خوش ہوا

ان سے خوش ہو کیا عجب تم سے بھی ہو — اس طرح تم بھی تمنا اس کی کرو

جو قبولیت کے ہیں رحمت کے دن — شان خلقت کے ہیں وہ شوکت کے دن

تم بھی اس شوکت میں لطف ذرا — غلغلہ تم بھی اکرو تکبیر کا

جس سے راضی ہو خدائے کردگار
کیوں نہ تم اس کو پڑھو تکبیر بار بار

عجیب وغریب منظر

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ لا قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ج اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ لا سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

مولائے کریم اپنے قرآن مجید میں اُمتِ محمدیہ کی آگاہی کے لیے منا کے میدان میں جو اپنے دو متبارک بندوں کا امتحان لے رہا تھا وہ عجیب وغریب منظر نقل فرماتا ہے یعنی جب وہ دونوں باپ بیٹے یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام ہمارے حکم پر برضا ورغبت ہمہ تن تیار ہوگئے تو باپ نے "تلّہ للجبین" اپنے بیٹے کے ماتھے اور ٹھوڑی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اس کا پیارا سا مکھڑا موڑ کر زمین پر گرایا تو غیرتِ حقی وعبدلی قسم ہے ہمیں اپنی عزت وجلال کی ہم سے نہ رہا گیا اور ہم سے اسمٰعیل کی یہ تکلیف گوارا نہ ہو سکی تو بلا واسطۂ جبرئیل ہم خود پکار اٹھے وَنَادَيْنٰهُ اَنْ

ابراہیم

نظم

آج ابراہیم اے میرے خلیل	کر دیا تو نے ادا حکم جلیل
جس میں اب دریائے رحمت ہے رواں	لے لیا دونوں کا میں نے امتحاں

خواب تم نے اپنا سچا کر دیا
لو لقب ہم سے خلیل اللہ کا

نیز اے ابراہیم! ہم تم کو اور بڑے بڑے رتبے عطا کریں گے اور ہم اپنے فرمانبردار دل کو اسی طرح اعزاز دیا کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ بہت بڑی آزمائش تھی جس میں ابراہیم اور اسمٰعیل کو ہم نے ثابت قدم پایا وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۔ اور ہم نے بڑی قربانی یعنی جنت کا پلا ہوا دنبہ اسمٰعیلؑ کے بدلے ابراہیم کے پاس پہنچا دیا اور قیامت تک آنے والے لوگوں کی زبانوں پر ابراہیمؑ و اسمٰعیل کا یہ ذکر خیر جاری رکھا۔

نیز اس وقت جب کہ ابراہیمؑ اپنی آستین چڑھائے ہوئے اپنے نور عین کے ذبح کرنے کے مبارک کام میں مصروف تھے تو چودہ طبق میں سَلَامٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ سَلَامٌ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ

کا ایک غلغلہ تھا اور چودہ طبق کے فرشتے ان کو سلام نیاز پہنچا رہے تھے۔ اور یہ اعزاز کی بدلہ ہم نے ان کو عطا فرمایا تھا اور اس میں شک نہیں کہ ابراہیمؑ ہمارے نہایت ایماندار بندے تھے جن کو اس زبردست امتحان پر ثابت قدم رہنے کے صلے میں ہم نے اسی وقت بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ابراہیمؑ کو ایک دوسرے فرزند اسحاق کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔

نظم

الغرض قدرت مولا	کیا عجیب و غریب منظر تھا
تا قیامت جو یادگار ہوا	فضل مولا کا بے شمار ہوا
باپ بیٹوں میں عید ہوتی ہے	تا قیامت یہ عید ہوتی ہے
ہے یہ عید الضحیٰ اسی کی یاد	جس میں ہوتے ہیں سب مسلماں شاد

عیدِ افطار ہے جہاں بھر کی
عیدِ قرباں ہے اس پیمبر کی

قربانی جنت

وہ دُنبہ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے فوراً ابراہیم خلیل اللہ کے حوالے کیا اور خود جلدی سے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے پاس آئے اور اللہ کا سلام انہیں پہنچایا اور منجانب اللہ خلعت پیغمبری انہیں عنایت فرمایا۔ یعنی آج پورے سات برس کی عمر میں آپ پیغمبر بنا دیئے گئے اور خود حضرت جبرئیل نے پیارے اسمٰعیل ذبیح اللہ کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں رسی سے کھولے اور سلسبیل سے انہیں غسل دے کر جنت کے حلے پہنائے۔

جبرئیل علیہ السلام یہ کام کر رہے ہیں اور خلیل اللہ نہایت عسرت کے ساتھ وہ جنتی عجیب قربانی ذبح کر رہے ہیں جن کو تمام آسمانوں کے فرشتے آ آ کر مبارکباد دے رہے ہیں۔

نیز صاحب تفاسیر لکھتے ہیں کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو زمین پر سے اٹھایا اور ان کی رسیاں کھولیں اور انہیں دولہا بنایا تو پھر فرمایا کہ اے اسمٰعیل ذبیح اللہ! اب تم اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاؤ! اور جو چاہو اپنے معبود کی جناب میں دعا کرو کہ یہ وقت نہایت قبولیت کا ہے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تم پر بے حد مہربان ہے لیں اس وقت جو تم دعا کرو گے قبول ہو گی۔ یہ سن کر اسمٰعیل نے دونوں

نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی :-

نظم

اے خدا اے مالک ہر دو سرا
بخش دے بس اپنے ان بندوں کو تو

اے کریم و اے رحیم و کبریا
جو کہ مومن ہوں مو حد نیک خو

جس طرح مجھ پر کرم تو نے کیا
فضل ان پر بھی یونہی ہو اے خدا

جب حضرت ابراہیم علیہ السّلام اس ذبح عظیم یعنی جنت کے دُنبے کی قربانی سے فارغ ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ جبرئیل امین پیارے نورِ عین اسمٰعیل علیہ السّلام کو دولہا بنائے ہوئے کھڑے ہیں اور وہ ننھے سے دولہا اپنے ننھے ننھے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے مولائے عزّ وجلّ کی حضوری میں دعا کر رہے ہیں اور جبرئیل علیہ السّلام آمین آمین کہہ رہے ہیں اور اس وقت نورِ عین پر رحمتِ الٰہی سایہ کئے ہوئے ہے چہرہ آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام تا دعا حیرت میں کھڑے اپنے پیارے نورِ عین کو ملاحظہ فرماتے رہے جب وہ دعا سے فارغ ہوئے تو جلدی سے آگے بڑھے اور اپنے نورِ نظر پیارے لختِ جگر

جناب ابراہیم خلیل اللہ نے اسمٰعیل علیہ السّلام کو حضرت ہاجرہ کے سپرد کیا اور خود ملک شام کی طرف مراجعت فرمائی اور وہاں پہنچکر حضرت سارا سے نورِ عین کا حکمِ الٰہی ملنے پر تیار ہونا اور اطاعت خداوندی پر اپنی جان عزیز کی پرواہ نہ کرنا اور پھر اس کے صلے میں اُن کا پیغمبر ہونا بیان کیا۔ سارا خاتون جسے سُن کر خوش ہوئیں اور اب حضرت خلیل اللہ عبادت خداوندی اور ابلاغ توحید میں مصروف ہو گئے کیونکہ شرک کو مٹانے اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی توحید دنیا بھر میں پھیلانے کا آپ کو انتہائی شوق اور انتہائی عشق تھا چنانچہ آپ ابلاغ توحید میں مصروف ہو گئے۔

یہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی گذشتہ شدہ آپ کی عمر اب گیارہ سال کی ہو گئی ہے اور تمام اہلِ مکہ آپ کی بیحد عزت کرتے ہیں اور ہمہ تن آپ کی خدمت و مدارت میں مصروف رہتے ہیں قضائے کار اسی سن میں حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ حجرِ اسود کے قریب دفن کر دی جاتی ہیں جس سے جناب اسمٰعیلؑ بیحد ملول اور مغموم ہو کر چاہتے ہیں کہ کسی طرف کو ہجرت کر جائیں۔ جنہیں تمام اہلِ مکہ روکتے ہیں اور بہت کچھ آپ کی دلجوئی کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک بڑے معزز اور

بند ہے۔ آواز دی اہلیہ اسمٰعیل دروازہ پر آئیں اور پوچھا کون؟ آپ نے فرمایا ایک مسافر، نیز آپ سمجھ گئے کہ یہ ضرور میری بہو ہے۔ فرمایا تمہارا خاوند کہاں ہے۔ بہو نے جواب دیا ہیں کہاں شکار کی لت لگی ہوئی ہے تمام دن جنگل میں رہتے ہیں اور ہم تو جس دن سے ان کے گھر میں آئے، سدا تکلیف ہی تکلیف میں ہیں میاں ہیں کہ دن بھر شکار میں رہتے ہیں۔

نیز اور بھی بہت سی شکایتیں اس بہو نے اس مسافر سے کیں۔ غرضکہ تمام شکایات سنکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی بہو سے صرف اتنا فرمایا کہ اچھا جب وہ آئے تو اس سے کہدینا کہ ایک بوڑھا مسافر آیا تھا اور وہ کہہ گیا ہے کہ بیٹے اسمٰعیل اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالو اور ساتھ ہی اس سے سلام کہا ہے اور بس یہ فرما کر آپ رخصت ہو گئے۔ کیونکہ زیادہ ٹھیرنے کی منجانب اللہ اجازت نہیں تھی۔

شام کو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر میں تشریف لائے تو ان کو دروازے پر برکاتِ خلت محسوس ہوئے دریافت کیا کوئی آیا تھا؟ کیونکہ مجھکو روحانی انوار و برکات محسوس ہو رہے ہیں۔ بتاؤ کون آیا تھا؟ بیوی نے جواب دیا کہ ہاں! ایک بوڑھے

...ش اونٹنی پر سوار ہوئے آئے تھے اور وہ تمہیں پوچھتے تھے میں نے
...ا جو کچھ حال تھا وہ اُن سے صاف صاف کہدیا اور میں نے یہ بھی
...دیا کہ انہیں شکار کی بہت لت ہے۔

حضرت اسمٰعیل سمجھ گئے کہ وہ ضرور میرے والدِ بزرگوار
...رت ابراہیمؑ علیہ السّلام تھے۔ فرمایا اچھا وہ کچھ فرما بھی گئے
...ہیں؟ کہا کہ ہاں کہہ گئے ہیں۔ ایک تو تمہیں سلام کہہ گئے ہیں
...ر دوسری بات یہ کہہ گئے ہیں کہ یہ چوکھٹ تیرے کام کی نہیں ہے
...سے بدل ڈال۔

پس اتنا سنتے ہی جناب اسمٰعیل علیہ السّلام نے فرمایا کہ وہ
...یرے والد ماجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے، نیز وہ مجھ سے جو
...چوکھٹ بدلنے کو فرما گئے ہیں چوکھٹ تو ہے پس میں تجھ کو طلاق
...تا ہوں کیونکہ ناشکر عورت سے نہ خدا خوش نہ رسول خوش
...تو شکر گزار کو پسند کرتے ہیں۔

نظم

...ے ناشکری بھی ہے کیسی بلا	انتہائی جس سے ملتا ہے خفا
...جو ناشکری کرے وہ سن لے	تجھ سے بس مولا تیرا ناراض ہے

نارِ دوزخ سے نہیں ڈرتا ہے وہ
گھر مصیبت کہتے دنیا یاد رکھ
چھوڑ دے شکوہ شکایت جو بشر

ہاں نے ہائے کس لئے کرتا ہے
گھر فراغت کا ہے عقبیٰ یاد
ہو رہے مولا کا وہ مرغوب ہے

شکر ہی یہ ہو لب پہ ہاں شکوہ نہ ہو
دیکھ اُس معبود کے فرمان کو

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

یعنی جو لوگ ہمارا شکریہ ادا کرتے ہیں ہم اُن کو بہت انعام و اکرام دیتے ہیں اور جو لوگ کفرانِ نعمت اور ہائے ہائے کرتے ہیں اُن کے لئے ہی ما عذاب شدید تیار ہے۔

الغرض جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اُس نا شکر عورت کو چھوڑ دیا تو اُسی دن اہل مکہ نے ایک اور شریف زادی کی صالحہ لڑکی سے آپ کا عقد کر دیا اور پہلی ناشکر لڑکی کے بارے میں آپ ہی بہت حضرات اور معافی کے طلبگار ہوئے اور کہا کہ حقیقت میں وہ ناشکر عورت آپ کے لائق نہیں تھی۔

مختصر یہ کہ آنکھ بند کرتے پھر ایک سال گذر گیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ معظمہ در اسمٰعیل آ کر آواز دیتے ہیں۔ اسمٰعیل حسب عادت شکار میں ہیں گئے

دروازے پر آتی ہے اور کہتی ہے۔ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ آپ ذرا آرام فرمائیں۔ وہ ابھی آتے ہیں۔ آپ اتنے میں کچھ تھوڑا سا ناشتہ کریں۔ اور اگر آپ میری التماس قبول فرمائیں تو میں آپ کا سر اور داڑھی دھو کر راستے کا غبار صاف کر دوں! چنانچہ لائق بہو کی یہ تواضع اور تعظیم دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ لائق بہو کو جناب خلیل اللہ نے اجازت دی۔ بہو اُسی وقت اپنی ساس ہاجرہؑ کی طرح ایک پتھر لائی اور کہا کہ اس پتھر پر اپنا ایک پاؤں رکھ لیجئے تاکہ آرام سے میں آپ کا سر دھلا سکوں۔

چنانچہ بہو نے نہایت راحت و آرام کے ساتھ آپ کا سر دھلایا۔ اور کنگھی کی۔ اور پھر کچھ ناشتہ لے کر حاضر کیا جو آپ نے اور وہیں کھڑے کھڑے آپ کو نوش کرایا۔

پھر جناب خلیل اللہ نے حضرت اسمٰعیلؑ کا گذر کا حال دریافت فرمایا۔ جس کے جواب میں بہو نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے بہت اچھی طرح گذرتی ہے اور اللہ نے ہمیں بہت کچھ عیش و آرام دے رکھا ہے یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ اچھا ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے جب تمہارے خاوند آ جائیں تو ان سے ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اسمٰعیل یہ چوکھٹ بہت اچھی ہے

کے قابل ہے اور بہت اچھی ہے۔ پھر اس مبارک بہو نے یہ بھی کہا کہ اے بزرگ! ہمیں اللہ نے سب کچھ دیا ہے۔ جس کے صلے میں ہم اللہ پاک کی خوشنودی کے لئے صرف شکار کا گوشت اور آبِ زمزم پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ یہ کنواں ہمارے پاس اور ہماری ملکیت ہے اور اب ہم کسی کے محتاج نہیں ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ بہت اچھی گذرتی ہے۔ بہو کی یہ مزید شکرگذاری سن کر آپ خوش ہوئے۔ اور پھر جنابِ خلیل علیہ السلام نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس گوشت اور آبِ زمزم میں برکت عطا فرمائے گا۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنابِ خلیلؑ کی دعا کے طفیل مکہ معظمہ میں اللہ پاک نے یہ خاص تاثیر بخشدی ہے کہ جو کوئی وہاں صرف گوشت اور آبِ زمزم کے پانی پر اپنی روزی مقرر کرے تو اس کو تمام عمر اناج اور غلہ کی ضرورت نہیں ہو گی اور قوت جسمانی اس کی برقرار رہے گی۔ بخلاف اس کے دیگر مقامات میں یہ تاثیر نہیں۔

القصہ بوقتِ رخصت آپ نے پھر فرمایا کہ اے صالحہ اپنے خاوند سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہ چوکھٹ عزت کے

قابل ہے اس کو غنیمت سمجھنا اور اس کی قدر و منزلت کرنا اس چوکھٹ سے بڑے بڑے انبیاء و مرسلین نکلیں گے یہ فرماکر آپ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

شام کے وقت جب اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پھر آپ کو انوار و برکات نظر آئے۔ دریافت کیا کہ کیا کوئی بزرگ آئے تھے۔ بیوی نے جواب دیا کہ ہاں ایک ضعیف العمر بزرگ تشریف لائے تھے۔ جن کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں آپ سے بیان نہیں کر سکتی ہیں نے ان کا سر دھلایا اور جو کچھ مجھ سے ہو سکا ان کی خاطر مدارات کی۔ مگر وہ سواری پر سے اترے نہیں اور میری ناچیز خدمت کے صلے میں انھوں نے ہمارے لئے دعائے خیر کی اللہ اکبر۔

حضرت اسمٰعیل نے فرمایا کہ اچھا وہ کچھ فرما گئے ہیں؟ کہا کہ تمہیں سلام کہہ گئے ہیں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی فرما گئے ہیں۔ کہ اپنے خاوند سے کہنا کہ اس چوکھٹ کی عزت کرنا۔

یہ سن کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور وہ تمہارے حق میں سفارش کر گئے ہیں۔ وہ چوکھٹ سے مراد تم ہو کہ اب انشاءاللہ میں کبھی اپنے سے علیحدہ نہ کروں گا۔

چنانچہ تاریخ اسلام بتارہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن کی مبارک خاتون وہ مبارک اور شاندار زوجین ہیں کہ انہیں کے خاندان اور انہیں کی نسل سے سیدالکونین نبی الحرمین جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

نظم

شئے اب تعمیر بیت اللہ کی
اب بنا ہوتا ہے کعبہ اے فتیٰ
اور قربانی کا بھی ہوگا رب نزد م
ہاجرہ کی اور ابراہیمؑ کی
حِج کعبہ فرض اُس نے کردیا
ہاجرہ نے جو کیا تم بھی کرو

جس کا حج کرتی ہے یہ دنیا سبھی
فرض اب ہوگا وہ حج اتقا
یاد ہے جس کی مچی تھی کیسی دھوم
بات اِک اِک اُس خدا کو بھاگئی
اور پھر حجاج سے یہ کہہ دیا
اور خلیل اللہ کے پیرو بنو

تا قیامت یادگاری یہ رہے
اور مقلد ہر کوئی اُن کا بنے

تعمیر کعبہ

جناب ابراہیم خلیل اللہ نے حضرت سارا سے فرمایا کہ میں نے

چند مرتبہ اپنے فرزند اسمٰعیلؑ سے ملنے کے لئے حجاز کا سفر کیا اکثر ایسا ہوا کہ وہ مکان پر ملا نہیں اور اگر ملاقات بھی ہوئی تو تھوڑی دیر۔ لہٰذا اس مرتبہ میں پھر چاہتا ہوں کہ کچھ عرصہ وہاں رہ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں اور اس مقام متبرک کی برکتیں حاصل کروں۔

چنانچہ حضرت سارا نے آپ کو کچھ عرصہ وہاں قیام کرنے کی بخوشی اجازت دی۔ اور اب آپ ملک شام سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور جب آپ وہاں پہونچے تو دیکھا کہ اسمٰعیل علیہ السلام چاہ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے اپنے تیروکمان درست کر رہے ہیں جنہوں نے نگاہ اٹھا کر اپنے والد ماجد کی طرف دیکھا سبے قرار ہو کر اٹھے اور معانقہ کیا۔ اور جو کچھ کہ ایک صالح اور سعادت مند فرزند کو اپنے بزرگوار کی مدارات کرنی چاہیئے تھی وہ عمل میں لائے۔ اور حضرت قبلہ وکعبہ کو مکان پر لے گئے۔

جناب خلیل اللہؑ نے فرزند کو خوشخبری سُنائی کہ اس مرتبہ تمہارا باپ تمہارے پاس ایک عرصہ تک ٹھیرے گا۔ چنانچہ آپ رہنے سہنے لگے۔ ایک روز جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اَلسَّلَامُ یُقْرِئُکَ السَّلَامُ یعنی اے ابراہیمؑ وہ معبود رب السلام آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ یعنی اے ابراہیم

لوگوں کے لئے سب سے پہلا گھر یعنی خانہ کعبہ تعمیر کرو! تاکہ دُنیا و جہاں کے لوگ آئیں اور ہمارے اُس گھر کا طواف کریں۔

چنانچہ جبرئیل علیہ السّلام سے یہ حکمِ خداوندی سنتے ہی آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہاں۔ اور کس جگہ تعمیر کروں۔ اِدھر حضرت ابراہیمؑ حکمِ الٰہی کی تعمیل بجالانے کے لئے کمربستہ ہوکر کھڑے ہوئے اور اُدھر آسمان سے ایک ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا اور ابر کو دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے کہا، کہ جہاں اور جتنی زمین پر یہ ابر آکر سایہ فگن ہو وہاں خانہ کعبہ تیار کریں!

غرضکہ وہ نورانی ابر اُٹھا ہوا چلا آتا ہے اور آتے آتے چاہ زمزم کے متصل ایک سُرخ ٹیلے پر آکر سایہ فگن ہوگیا اور وہیں ٹھہر گیا اور ساتھ ہی اِس کے ایک نورانی سفید رنگ کا سانپ آیا اور اُس نے آکر اُس سُرخ ٹیلے کا کنڈلی مارا اور پھر ساتھ ہی اُس کے اِس نورانی ابر میں سے آواز آئی کہ اے خلیل ہمارا گھر اِن آثاروں اور ان بنیادوں پر بناؤ۔

چنانچہ اُسی وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور اسمٰعیل علیہ السّلام مع امداد جبرئیل علیہ السّلام اُس مبارک ٹیلے کی صفائی میں مصروف ہوئے ہی تھے کہ اِسی حلقہ کی سیدھ میں نہایت سنگین

وہ مضبوط بنیاد حضرت آدم علیہ السّلام کے وقت کی بھری ہوئی نکلی جس پر کبھی بیت المعمور رکھا ہوا تھا۔ جو بوقتِ طوفانِ نوح آسمان کو پر اُٹھا لیا گیا تھا اور اُس کی بنیادیں رہ گئی تھیں۔

نظم

نام بیتُ اللہ اُسی گھر کا ہوا
خانہ کعبہ بھی یہی سمجھا گیا

گو وہ مولا ہر جگہ موجود ہے
کعبۂ اطہر ہے یہ مقصود سب

اپنا گھر چھوڑے گا جو اُس کے لئے
عفو ہونگے سب گناہ چھوٹے بڑے

اس میں بس عُشّاق کا ہے امتحاں
کون جو ہوتے ہیں نظارہ کناں

عاشقوں کی شکل جو آئے یہاں
جنّتُ الفردوس میں ہیگا مکاں

بیتُ المعمُور

تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ بیت المعمور کے نازل ہونے سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام کو حکم ہوا کہ کعبہ معظمہ کے لئے اُس کی بنیاد کھودیں۔ چنانچہ آدم علیہ السّلام نے جبرئیل علیہ السّلام کو اپنی امداد میں لیا اور کعبہ کی بنیاد اس طرح شروع کرائی کہ جبرئیل علیہ السّلام

نے وہاں کھڑے ہو کر اپنا ایک پر مارا جس کے صدمے سے طبقہ زمین نکل آیا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ قدرت خداوندی کی ابھری ہوئی نہایت مضبوط ایک بنیاد پہلے سے موجود ہے جس کو اونچا کرنے اور زمین کے برابر تک لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مامور کیا کہ وہ رنگ برنگ کے پتھر لا کر موجود کر دیں۔ چنانچہ مفصلہ ذیل پہاڑوں میں سے رنگ برنگ کے پتھر لائے کوہ لبنان اور جودی۔ طورِ سینا اور پھر جب وہ بنیاد بامداد ملائکہ حضرت آدمؑ سطح زمین تک لے آئے تو اللہ پاک نے ایک یاقوت سرخ جنت سے بھیجا جو چاروں طرف سے لمبان چوڑان میں اس بنیاد پر صحیح آ جانے والا تھا۔ اور اس میں دو دروازے تھے ایک مشرق کی طرف ایک مغرب کی طرف جو اندر سے خالی تھا اور اس کے بیچ میں ایک گوہر آبدار مثل قندیل کے درخشاں اور تاباں تھا اور اسی کا نام بیت المعمور تھا جو یاقوت سرخ کا بنا ہوا تھا۔ نیز یاقوتِ سرخ ایسا صاف نظر آتا تھا۔ جس کے اوپر ایک خیمہ زبرجد کا تنا ہوا تھا۔ جس کی طنابیں خالص سونے کی تھیں۔

نظم

تھا نمونہ خُلد کے ایوان کا	تھا یہ اک اظہار اس کی شان کا

اپنے بندوں کو یہیں دکھلا دیا	جنت الفردوس کا کچھ کچھ سماں
اللہ اللہ شانِ خلاقی تری	خود ہی صنعت کی ہے اک اک چیز کی
کیا بشر کی تاب و طاقت ہے بھلا	کیا وہ رکھ سکتا ہے کعبہ کی بنا

گو خلیل اللہ اُٹھے ہیں مگر
ساتھ ہیں جبرئیل آگے سربسر

بنائے بیت اللہ

تفسیر بحر المواج و مواہب لدنیہ وغیرہ میں مرقوم ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل بنائے کعبہ کے لئے کمربستہ ہوئے تو ساتھ ہی ان کے حضرت جبرئیلؑ بھی شامل ہو گئے۔ جن کے شامل ہونے ہی اشاروں میں کام ہونا شروع ہو گیا۔ چنانچہ غار الی وجبل الرقبین کی چوٹیوں سے دو دو پتھر آن کی آن میں آموجود ہوئے کہ اللہ اکبر۔ اور وہ جبرئیلؑ امین کے اشاروں سے خود بخود چنے جا رہے تھے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جناب خلیل اللہ نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ میرے لئے کوئی ایسا پتھر تلاش کر کے لاؤ کہ میں اس پر کھڑے ہو کر کعبہ کی دیوار کو بلند کر دوں چنانچہ [illegible] میں حضرت اسمٰعیلؑ جبل ابوقبیس پر گئے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے

اسمٰعیلؑ! وہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لے کر آئے تھے۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت رکھی ہے اور ان دونوں پتھروں کو حضرت ادریس علیہ السلام نے بخوف ظہورِ طوفانِ نوح اس پہاڑ میں دفن کر دیا تھا۔

ایک حضرت ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کے لئے اور دوسرے کو خانہ کعبہ کے ایک گوشہ پر لگا دینے کے لئے لیجاؤ! ایک کا نام حجرِ اسود ہو گا۔ اور دوسرے کا نام مقام ابراہیمؑ پہلے پتھر کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعت نماز سب کو ادا کرنی ہو گی۔ اور دوسرے پتھر یعنی حجر اسود کو بوسہ دینا ہر ایک کے لئے لازمی ہے۔ غرضکہ وہ دونوں پتھر حضرت اسمٰعیل اس پہاڑ سے لیکر آئے۔ اور اب سرعت کے ساتھ تعمیر کعبہ شروع ہوئی مقام ابراہیمؑ جس پتھر کا نام ہے وہ پاڑ کا کام دے رہا ہے۔ خود بخود سرکتا ہے بلند سے بلند ہوتا ہے۔ اور ایک گوشہ بنا ہوا ہے۔ اس عمارت کا طول و عرض اس طرح پر مرقوم ہے کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے بنائی تھی بلندی نو گز اونچی اور حجر اسود سے تا رکن شامی تینتیس گز لمبان اور رکن شامی سے تا رکن غربی بائیس گز چوڑان اور رکن غربی سے تا رکن یمانی اکتیس گز لمبان۔ اور رکن یمانی سے تا حجرِ اسود

بیس گز چوڑان۔ نیز حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ حجر اسود ابتدا میں نہایت سفید اور نورانی تھا۔ جو بسبب چھونے اور مس کرنے گنہگاروں کے سیاہ ہو گیا۔

پھر جب اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت جبرئیلؑ کے ایما سے حجر اسود اس عمارت کعبہ کے کونے پر لگایا۔ جس میں سے ایک نور یا ایک روشنی ظاہر ہوئی۔ کہ چہار سمت وہ روشنی دور دور تک پہنچی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں وہ روشنی پہنچی وہیں وہیں تک حد حرم اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک کے لئے مقرر کر دی گئی۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ پورے پچیس ۲۵ برس میں یہ تعمیر ذی شان حد تکمیل کو پہنچی۔ پھر جب یہ کعبہ اطہر بن کر تیار ہو گیا تو حکم الٰہی صادر ہو گیا وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یعنی اے ابراہیم! لوگوں کے لئے اذان دیدو کہ وہ یہ گھر کی زیارت کے لئے پیدل اور سوار آنے شروع ہو جائیں۔ اور یَاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور دور دور سے اپنے اُخروی فائدے کے لئے اور ہماری یادگاری کے لئے حج کے دنوں میں یہاں حاضر ہونے لگیں۔

یہ حکم خداوندی سن کر جناب خلیلؑ نے عرض کیا کہ اے معبود! میری چھوٹی سی آواز کہاں کہاں تک پہونچے گی؟ وہاں سے جواب

چلا کہ اے ابراہیم! آواز لگانا تمہارا کام ہے اور تمہاری آواز تمام روحوں کو پہنچا دینا ہمارا کام ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام بمشورۂ جبرئیلؑ جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ اور ایک پتھر پر کھڑے ہوئے جو آپ کو لیکر انتہائی بلند ہو گیا۔ ادھر آپ ایک ذی شان اذان دینے کے لئے بلند ہوئے ادھر اللہ نے تمام ارواحِ مومنین و مومنات کو بانی کے دسترخوانِ طعام آپ کے سامنے لاکر جمع کر دیا۔ اور پھر آپ نے باواز بلند ندا اسطرح شروع کی۔

نظم

اے مسلمانو چلو حج کے لئے		تم کو اس گھر کی زیارت فرض ہے
یہ بنایا ہے خدا نے ایک گھر		فرض ہے جس کی زیارت سر بسر
رحمتِ ربی برستی ہے یہاں		جنت الفردوس سستی ہے یہاں

آؤ اور آ کر کرو اس کا طواف
نامۂ اعمال کر لو اپنے صاف

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ یعنی لوگو! آؤ اور خانہ کعبہ کا طواف کرو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے یہ آواز لگائی تو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی آوازیں

کثرت سے آنی شروع ہوئیں کہ اللہ اکبر۔ حالانکہ اس وقت جبل ابوقبیس پر سوائے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و جبرئیلؑ کے اور کوئی متنفس موجود نہ تھا لیکن لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی گونج تھی کہ جس سے تمام عرب کی وادیاں گونج رہی تھیں، اور ہر حج کرنے والی روح لبیک کہہ رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس روح نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک مرتبہ حج کرے گی اور جس نے دو مرتبہ کہا وہ دو مرتبہ حج کرے گی اور جس نے پانچ اور دس مرتبہ لبیک کہا وہ پانچ اور دس مرتبہ حج کرے گی۔ اور جو شخص ایک مرتبہ حج کرے گا وہ ساری عمر کعبہ اطہر کی زیارت کا مشتاق بنا رہے گا۔ اللہ اللہ۔

نظم

حاجیوں کے دل سے یہ پوچھے کوئی
تلملا نے ہو وہاں کے ذکر سے
تو نے کیا دیکھا وہاں حاجی بتا
پڑ نہیں تیرے کرا تر یا نے وہاں

کیا تمہاری کوئی شے واں رہ گئی
اور گھٹے جاتے ہو واں کے ذکر سے
کیوں ہوا اُس گھر پہ اتنا شیفتہ
ہے وہ مقناطیس قدرت بے گماں

واسطہ مسلم کو اس گھر سے ہوا
دین فطرت کا ہے یہ اک شاہد

پسندیدہ مولا

جب خانہ کعبہ بن کر تیار ہو گیا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ خداوندا تیرا ہزار ہزار احسان ہے کہ تو نے میرے ہاتھ سے یہ کام لیا اور تعمیر کعبہ تکمیل کو پہنچائی کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی اے ابراہیم! ہماری قدرت کے کھیل ہی انوکھے ہیں۔ اے ابراہیم کعبہ بنا کر یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے کوئی بڑا کام کیا اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ مکے میں حاجیوں کو پانی پلانا خود مکہ معظمہ تعمیر کرنا ہی سب سے بڑا کام ہے۔

اے ابراہیمؑ ہمارے نزدیک سب سے بڑا کام یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور روزِ قیامت پر یقینِ کامل رکھے۔ اور ہماری توحید پھیلانے میں محنتیں کرے لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط ابراہیمؑ ہمارے نزدیک پھیلانے کا کام بڑھ جائیگا۔ اللہ اللہ۔

پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اے خلیلؑ! جو شخص کسی کی مطلب براری کر دے یا بھوکے کا پیٹ بھر دے یا ننگے کو کپڑا پہنادے

وہ اللہ کے نزدیک تعمیر کعبہ سے افضل اور بہتر کام ہے۔ اُس دن سے حضرت ابراہیمؑ کھانا نہ کھاتے تھے۔ جب تک کہ بھوکے کو بھوکے کو کھانا نہ کھلا دیتے اور کپڑا نہ پہنتے تھے جب تک کہ مسکین کو کپڑا نہ پہنا دیتے۔

نظم

کہاں ہیں مرغن غذاؤں کے عادی
غریبوں کو بھی کچھ کھلایا پلایا
جو کھا کھا کے موٹے ہوئے اس قدر
کہاں ہیں وہ الوان اور شال والے
غریبوں کا تن بھی کبھی تم نے ڈھانکا
کسی کی کبھی کی تم نے حاجت روائی
جو آسانیاں تم کو کسی نے ہوں اپنی
پسندیدہ یہ کام ہے اُس خدا کا

جنہیں فکر کچھ ہے تو بس ہاضمے کی
بھرایا فقط ایک اپنا نذولا
کہ بھوکے غریبوں کو وہ سر کبھر
کہاں ہیں وہ پھولی ہوئی کھال والے
کوئی ساتھ جوڑا نبا بھی وہاں کا
جو کل ہوتی اپنی بھی مشکل کشائی
تو آسانیاں ڈھونڈو بس دوسروں کی
کیا جس نے پیدا تمہیں عقل والا

خدا کے لیے کام آؤ کسی کے
خدارا بنو اب کبھی اس مولا کے بندے

دوبارہ زندگی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایک روز اپنے مولا کی جناب میں عرض کی رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط یعنی اے میرے معبود! میں اپنی آنکھوں سے یہ بات دیکھنی چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز کس طرح اپنے بندوں کو دوبارہ زندگی بخشے گا اور وہ فنا ہوئے پیچھے کیونکر اٹھیں گے۔

وہاں سے ارشاد ہوا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط یعنی اے ابراہیم! کیا ابھی تک تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ قیامت کے روز ہم اپنے بندوں کو دوبارہ زندگی بخشیں گے! قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط یعنی حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ مولا! بیشک میرا ایمان ہے کہ تو دوبارہ سب کو زندگی بخشے گا۔ لیکن میرے انتہائی اطمینان، قلب کے لئے تجھ میں سب قدرت ہے کہ تو قدرے اس کا نمونہ مجھے یہیں دکھلا دے تاکہ اس کی کیفیت معلوم ہو جائے۔

وہاں سے حکم ہوا کہ اچھا دوبارہ زندہ ہونے کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ لو فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم!

اُڑنے والے جانور پکڑو اور اُنہیں اپنے سے مانوس کر لو اور اُن کی شناخت پہچان اچھی طرح کر لو پھر جب وہ تم سے نہایت مانوس ہو جائیں اور تم بھی اُن چاروں پرندوں کے ایک ایک پر اور ایک ایک تِل اور خال تک سے شناسا ہو جاؤ تو پھر ایک روز اُن چاروں کو ذبح کر دو اور اُن کی گردنیں یعنی سر اپنے پاس رکھ کر باقی سب کو مِلا جُلا کر قیمہ قیمہ اور سُرمہ سُرمہ کر لو۔ اور تمام پہاڑوں میں اُن کے ذرّے ذرّے بکھیر دو! اور پھر اپنے مقام پر کھڑے ہو کر اُن چاروں پرندوں کو آواز دو! پھر دیکھو کہ ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا یعنی بے سر کے کس طرح اُڑتے ہوئے تمہارے پاس آتے ہیں وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ یعنی دِل سے یہ بات سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمام علوم وفنون جاننے والا واقفِ کار ہے اور وہ بڑا حکمت والا ہے۔

یہ حکمِ خداوندی سُنکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ و السّلام نے بمشورہ حضرت جبرئیل علیہ السّلام چار پرندے جانور پکڑے۔ جس میں ایک مور، ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک کوّا، اور اِن چاروں پرندوں کو خوب گردان کیا۔

پھر جب یہ چاروں پرندے آپ سے خوب مانوس اور گردان ہو گئے اور آپ نے اُن کے ایک ایک تِل اور خال کو ذہن

نشین کرلیا۔ تو پھر ایک روز انہیں ذبح کیا۔ اور ان کے چاروں سر اپنے پاس رکھ کر باقی سب ٹکڑے ٹکڑے کئے اور پھر ان سب کو ملا کر قیمہ قیمہ کر لیا۔ اور جگہ جگہ پہاڑوں پر منتشر کر دیا۔ اور پھر اپنے مقام پر کھڑے ہو کر ان چاروں جانوروں کو آواز دی کہ اے مور اور اے مرغ اور اے کبوتر اور اے کوّے!

پس آواز کا دینا تھا کہ وہی چاروں پرندے بغیر سر کے اڑتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ جن کو دیکھتے ہی آپ وہ چاروں سر اچھال دیتے ہیں۔ جو اپنے اپنے قالب اور اپنے اپنے جسد سے جا ملتے ہیں اور اب وہ چاروں جانور بالکل صحیح و سالم اور زندہ و سلامت ہو کر چاروں گرد ان پرندے آپ کے چاروں طرف پھرنے لگتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ سجدے میں جاتے ہیں اور اس قادرِ مطلق کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اور بہت کچھ تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

نظم

ایک ہے تو اے خدائے دو جہاں	تجھ کو سب آساں ہیں دشوار یاں
قادرِ مطلق ہے تو اے کبریا	خالقِ چودہ طبق ہے اے خدا

کوئی بھی مشکل تجھے مشکل نہیں	آسماں ہوں سات یا سات آٹھوں زمیں
تیری اک کن میں ہے ہر شے کا ظہور	ہیں ترے محکوم سب نزدیک و دور

اب سنو احوال حضرت لوط کا
بھائی تھے خلقت کے جو بس لوط کا

احوال قوم لوطؑ

وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ ۔ یعنی لوط علیہ السلام کو ہم نے حکمت و علم نبوت سے مالا مال کیا اور ہم اپنے پیغامبروں کو اسی طرح اجر عظیم دیا کرتے ہیں نیز ہم نے ان کو ایسی بستیوں کی طرف بھیجا کَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ جہاں کے لوگ نہایت گندے عمل کیا کرتے تھے اِنَّهُمْ کَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ان بستیوں کے لوگ پرلے درجے کے نافرمان تھے۔

جس کے متعلق صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہیں کہ وہ سر زمین کہ جہاں حضرت لوط علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ وہ ایک بہت بڑا وسیع ملک تھا۔ جس کے پانچ بڑے بڑے شہر اس نام کے تھے۔ سدوم۔ عمورا۔ ازموبار۔ صعوداہ۔ صواکم اور یہ پانچ شہر اتنے بڑے تھے کہ ہر شہر کی آبادی لاکھ لاکھ اور ڈیڑھ

نہ کہ تو صرف جوانی اور تلوار چلانے والوں کی تعداد تھی۔ اور یہاں عام طور پر نہ بڑے بڑے جرائم اور کبیرہ گناہ کھلم کھلا یا علی الاعلان کئے جاتے تھے۔ جو آج بھی اُمتِ محمدیہ میں بعینہٖ رواج پکڑ گئے ہیں اور کوئی اُن کو روکنے والا اور منع کرنے والا نہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی اُن کو سمجھاتا بھی ہے تو وہ جرائم پیشہ لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ بہرحال قوم لوط کے پانچ گناہ یہ تھے جس پر غضب الٰہی اُن پر نازل ہوا اور اُن کی بستیاں ہلاک کر دی گئیں ...... اول غیر اللہ پرستی دوسرے لواطت یعنی اغلام سوم ہنر چہارم کبوتر بازی۔ پنجم سیٹی بجانا۔ بس یہ پانچوں عیب شرعی اُن میں نہایت تھے۔ اور انہیں عیوب کے روکنے کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو وہاں بھیجا تھا۔

چنانچہ لوط علیہ السلام نے اُن لوگوں کو سمجھانا شروع کیا اور سمجھتے سمجھاتے برسوں اور مدتوں اور قرنوں ہو گئے۔ مگر ذرہ برابر اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔ اور وہ اپنے پانچوں عیوب شرعیہ میں مبہوت و مبتلا رہے اور کوئی عیب اُن سے نہ چھوٹا۔ اور پھر آخر یہاں تک نوبت آگئی کہ حضرت لوط علیہ السلام سے وہ نادان لوگ یہ کہنے لگے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ یعنی اے لوط علیہ السلام
جس عذابِ الٰہی سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اگر تم سچے ہو اور عذابِ
الٰہی واقعی کوئی چیز ہے تو وہ عذاب اپنے اللہ سے کہہ کر ہم پر نازل کرادو
اے لوط ہم تمہارے عذابِ الٰہی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ
اللہ یہ سخت کلمات سنکر حضرت لوط علیہ السلام ڈر گئے۔ کیونکہ
پیغمبروں میں عام صفاتِ مقبولیت یہی تو ہیں کہ وہ ہر وقت غضبِ
الٰہی اور خوفِ خداوندی سے کانپتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے
اس کی جناب میں التجا کی۔ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝
یعنی خداوندا! تو مجھے اور میرے اہل و عیال کو ان موذیوں سے نجات
عطا فرما۔ اور اب اس قومِ نافرمان پر اپنا عذاب نازل کر کیونکہ
یہ نافرمان لوگ نہ تجھ سے ڈرتے ہیں اور نہ تیرے غیظ و غضب
کی کچھ پرواہ کرتے ہیں۔

چنانچہ ربِّ ذوالجلال نے اپنے پیارے لوط پیغمبر کی دعا
قبول فرمائی اور نزولِ عذاب کے لئے فرشتوں کو حکم ہو گیا
اس نزولِ عذاب کے لئے چار فرشتے مامور کئے گئے حضرت جبرائیل
علیہ السلام۔ میکائیل علیہ السلام۔ اسرافیل علیہ السلام اور
عزرائیل علیہ السلام۔

نظم

ایک بھی جن میں بہت ہے اے خدا
چار! ان کا کیا ٹھکانا ہے بھلا

ایک جن میں سے پلٹ دے سرزمیں
چار ایسے آگئے زور آفریں

ایک کی بھی تاب جن میں ہو ملیں
چار وان آجائیں حد ہے پیش و پس

آہ عزرائیلؑ تیرا زور و شور
کانپتے ہیں جس سے سارے مار و مور

آہ اسرافیلؑ تیری پھونک سے
کل میں اڑنے کو بس تیار ہے

آہ میکائیلؑ سر رعد و برق
اک جہاں ہے جس کے آگے عرق عرق

آہ اے جبریلؑ اے شدّ القویٰ
کیا ٹھکانا ہے تمہارے زور کا

چار یہ جس سرزمیں پر جا گریں
خاک ہوں وہ یا بسیں یا وہ بچیں

یا الٰہی حکم قہاری تیرا
ایک عالم کپکپاتا ہے پڑا

چار فرشتوں کا نزول

القصہ یہ چاروں فرشتے بحکمِ الٰہی اپنے مقام سے چلے اور نہایت خوبصورت لڑکوں کی شکل بنا کر سب سے پہلے حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک شام میں نازل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے

کی جانب سے پیارے ابراہیم خلیل اللہ کو ایک خوشخبری سنائی
تھی وہ یہ کہ حضرت سارہؑ کے بطن سے حضرت اسحاقؑ کی پیدائش
جب مولائے کریم بارہویں پارے سورہ ہود کے ساتویں رکوع میں
ارشاد فرماتا ہے وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا
سَلٰمًا ۔ طویل آیتیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب ہمارے
فرشتے ابراہیمؑ کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے حضرت
ابراہیمؑ کو سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے انہیں سلام کا جواب دیا
اور پھر ابراہیمؑ نے بلا توقف ایک بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت
ان کے سامنے لا کر موجود کیا۔ پھر جب ابراہیمؑ نے دیکھا کہ ان
مہمانوں کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں اٹھتے اور وہ نہیں کھاتے
تو یہ ان سے ڈر گئے۔ پس جب ابراہیمؑ ان سے زیادہ خوف زدہ
ہوئے تو ہمارے فرشتوں نے ان سے کہا کہ اے ابراہیمؑ آپ
کسی طرح کا خوف نہ کیجئے! ہم فرشتے ہیں۔ اور ہم قوم لوط
کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھیجے گئے ہیں کہ قوم لوط کو
ان کی بدکرداریوں کی سزا دیں۔ اس گفتگو کے وقت حضرت
ابراہیمؑ کی بیوی سارہؓ بھی کھڑی ہوئی تھیں۔ جو فرشتوں کے
اطمینان دلانے سے خوش ہو گئیں تو پھر ہم نے انہیں فرشتوں

کے ذریعہ اسحٰق بیٹے اور یعقوب پوتے کی ابراہیمؑ کو بشارت سنائی یہ سنکر حضرت سارہؑ بول اٹھیں کہ ہائے میری کمبختی! اس ضعیفی میں میرے ہاں اولاد ہوگی؟ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا یعنی میں بڑھیا اور میرے یہ شوہر ابراہیمؑ بہا ضعیف! ایسی حالت میں ہمارے ہاں اولاد کا ہونا ایک اچنبھے کا مقام ہے۔

چنانچہ سارہؑ کے جواب میں ہمارے فرشتوں نے کہا۔ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ یعنے سارہؑ! کیا حکم الٰہی پر تمہیں تعجب معلوم ہوتا ہے دیکھو اے اہل بیت نبوت! تم پر وہ خدا ئے حمد وثنا خاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرمانی چاہتا ہے اور وہ بڑا ہی کریم فرمانے والا معبود ہے۔ اور وہ اپنے خاص بندوں پر اسی طرح اپنی رحمتیں نازل کیا کرتا ہے۔

پھر جب ابراہیم علیہ السّلام کے دل سے خوف دور ہو اور ان کو ساتھ ہی اس کے اسحاقؑ فرزند کی خوشخبری بھی مل گئی تو اب وہ لگے اس معاملے میں جھگڑنے کہ میرے بھائی لوط کی قوم پر کیوں عذاب نازل ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور بڑے بردبار تھے۔ عذاب کی خبر سن کر انہیں وحشت ہوئی۔ جن کو ہم نے سمجھایا اور کہا۔ یَا اِبْرَاھِیْمُ اَعْرِضْ

عَنْ هٰذَا ۚ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝ یعنی اے ابراہیم! تم اس خیال کو چھوڑ دو اور دیکھو جو تمہارے پروردگار کا آخری حکم تھا وہ ان کے لئے آپہنچا لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ یعنی اس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور ان لوگوں پر وہ عذاب نازل ہونے والا ہے۔ جو کسی طرح نہیں ٹلیگا۔ اور بدکردار لوگ سب کے سب یقیناً ہلاک ہو کر رہیں گے۔

نظم

وہ فنا ہو کر رہیں گے بالیقیں — اب تو قوم لوط بچ سکتی نہیں
چاہے تم کتنی سفارش اب کرو — چاہے تم ان کے لیے کچھ بھی کہو
مصیبت کی ان کی اب ادا ہو گئی — منہ سے مانگا ہے عذاب ایزدی
لوط سے کہتے ہیں بھیجے وہ عذاب — ہم نہیں چھوڑیں گے عصیاں خدایا
اے خلیل اللہ اب تم ہی کہو — کس طرح ہم چھوڑ دیں اس قوم کو
دم بخود ساکت ہوئے حضرت خلیل — سن چکے جب حکم مولائے جلیل

حکم قہاری سے بس تھرا گئے
سر سے پیروں تک پسینے آ گئے

عذاب کے فرشتے

جب حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے یہ آخری حکم خداوندی معلوم کیا تو وہ سمجھ گئے کہ اب میرے بھائی لوطؑ کی قوم پر سے عذاب نہیں ٹلے گا۔ اور فی الحقیقت ان کی انتہائی نافرمانیوں کی یہی سزا ہے یہ خیال کر کے آپ اپنے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہو گئے اور یہ چاروں اُولوالعزم فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے اٹھ کر حضرت لوطؑ علیہ السلام کی بستیوں کی طرف روانہ ہوئے اور آن کی آن میں وہ شہر سدوم میں وہاں پہنچے کہ جہاں اور جس وقت شہر کے باہر حضرت لوطؑ علیہ السلام اپنے کھیت کیاری کے کام میں مصروف تھے۔ اس جنگل میں نہایت خوبصورت چار لڑکے بیکایک آن موجود ہوئے جہاں حضرت لوط علیہ السلام موجود ہیں۔

چنانچہ ان چاروں خوبصورت فرشتوں نے سلام علیک کی حضرت لوطؑ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے سخت غم و الم کو اپنے دل میں جگہ دی کیونکہ ان لڑکوں کا حسن و جمال انتہائی حسن و جمال سے بھی بہت بڑھا ہوا حسن و جمال تھا۔ جنہیں دیکھ کر حضرت لوطؑ بہت تنگ دل ہوئے جیسے معبود اپنے کلام اقدس میں ارشاد

فرماتا ہے:- وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ یعنی جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو اُن کا آنا لوطؑ کو بُرا معلوم ہوا۔ محض اس لئے کہ وہ حسین بہت تھے۔ انہیں دیکھ کر لوطؑ بہت تنگ دل ہوئے۔ اور کہا کہ آج کا دن تو بڑی مصیبت کا دن مجھ پر آیا۔

چنانچہ فرشتے شام تک وہیں کھیت پر آپ کے پاس بیٹھے رہے۔ جب رات ہوئی اور حضرت اپنے گھر جانے لگے تو اُن خوبصورت لڑکوں کو اپنے ساتھ گھر لیجاتے ہوئے شرم آئی۔ اور ان مہمانوں کو گھر لے جانا نامناسب معلوم ہوا۔ کیونکہ ان کی خوبصورتی اور قوم کی بدکرداری و ناپاکی سے آپ نے اندیشہ اور سخت اندیشہ کیا۔ لہذا ان نوعمر مہمانوں سے حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ ہائے افسوس میری قوم سخت نابکار ہے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ لوگ مسافر غریب الوطن ہیں مبادا آپ حضرات میرے مکان پر چلیں اور وہ آپ کو ستائیں یہ میرے لئے نہایت مذموم بات ہوگی۔ اور آپ صاحبان نے شاید ان لوگوں کے احوال سُنے نہیں ہیں کہ یہ نہایت بدکردار اور بدافعال لوگ ہیں۔

چنانچہ ان لڑکوں میں سے ایک نے یعنی جبرئیلؑ نے بہتوں

فرشتوں سے کہا کہ یہ پہلی گواہی ہوئی۔ پھر جب مہمانوں نے حضرت لوطؑ کا کہنا نہ مانا اور ان کے ساتھ ساتھ ہی لگے رہے تو آخر مجبور و لاچار ہو کر حضرت لوط علیہ السلام ان مہمانوں کو لے کر مکان کی طرف چلے اور ڈرتے ڈرتے جب شہر سدوم کے دروازے پر پہونچے تو حضرت لوطؑ نے پھر مہمانوں سے فرمایا کہ کاش آپ لوگ میرے ہمراہ اس قوم نابکار کی طرف نہ چلیں کہ مجھے ان کی زیادتیوں سے ڈر لگتا ہے کہ یہ نہایت ہی بدکردار اور لائق عذاب ہیں۔

یہ سنکر حضرت جبرئیل نے پھر ان تینوں فرشتوں سے فرمایا کہ قوم معذب کے لئے یہ دوسری گواہی ہوئی۔ مگر مہمان ہیں کہ ساتھ ساتھ لگے چلے آتے ہیں۔ آخر چلتے چلتے جب حضرت لوطؑ مع ان خوبصورت مہمانوں کے اپنے مکان پر پہونچے اور دروازے میں کھڑے ہو کر پھر فرمایا کہ اے مہمانو! کاش تم اپنی منزل مقصود کی راہ لو تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ میری قوم سیاہ کار بڑی ناپاک اور لائق عذاب الہٰی ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پھر تینوں فرشتوں سے فرمایا کہ یہ تیسری گواہی ہو گئی۔ آخر مجبور ہو کر حضرت لوط علیہ السلام

اُن مہمانوں کو اپنے مکان میں لے گئے اور اپنی بی بی سے فرمایا کہ اِن کے لئے کھانا تیار کر دو اور خبردار اِن کا ذکر کہیں نہ کرنا۔ میں ان کو نہایت پوشیدہ پوشیدہ راستوں سے اِن کے اصرار پر یہاں لایا ہوں۔ بس تم جلدی گھر کا دروازہ بند کر دو۔

چنانچہ گھر کا دروازہ بند کر دیا گیا اور سب کو منع کیا گیا کہ خبردار ان مہمانوں کی کہیں باہر خبر نہ نکلنے پائے۔ اور محلّے اور شہر میں کسی کو ذرا معلوم نہ ہو کہ لوطؑ پیغمبر کے ہاں چار خوبصورت لڑکے مہمان آئے ہیں۔

نظم

گو زوالِ شہر ہے یقینی اے خدا　　امتحاں لیتا ہے وہ ربّ العلا
خالی از علّت نہیں یہ میہماں　　ہے یقینی یہ کہ اُس کا امتحاں
کاش ہم ثابت قدم اس پر رہیں　　صبر کو ہاتھوں سے ہم جانے نہ دیں

یا الٰہی رکھ ہمیں ثابت قدم
اور ہم گھبرا نہ جائیں بیش و کم

گھر کا بھیدی

جہاں اور مختلف طریقے سے یہ روایت مشہور ہے وہاں یہ حقیقت ہے کہ

جناب لوطؑ علیہ السلام کی ایک بیوی جو در پردہ کفریہ عقیدہ رکھتی تھی اور وہ خفیہ خفیہ قومِ نابکار سے ملی ہوئی تھی - اِدھر اُدھر کہیں نہ کہیں سے وہ موقع پاکر مکان کے باہر نکل گئی اور وہ سیدھی رئیسِ قوم کے پاس پہونچی اور اُس سے جاکر کہا کہ آج لوطؑ کے گھر میں چار لڑکے اتنے خوبصورت آئے ہیں کہ دُنیا جہان میں کہیں ایسے حُسن وجمال کے لڑکے نہ ہونگے - اور لوطؑ میرا خاوند خود اپنے ساتھ انہیں اپنے کھیت پر سے لایا ہے اور اب اُس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا ہے -

رئیسِ بدعمل نے دس سپاہی اُسی وقت طلب کئے اور ان سے کہا کہ ابھی اور اسی وقت لوطؑ کے گھر جاؤ! اور ان سے کہو کہ اے لوطؑ ہم نے پہلے ہی تمہیں ہدایت کر دی تھی کہ تم کسی مہمان کو اپنے گھر نہ ٹھیرایا کرو! لیکن تم نہیں مانتے - آج اور ابھی ہم نے سُنا ہے کہ چار مہمان لڑکے نہایت خوبصورت تمہارے گھر میں آئے ہوئے ہیں - جنہیں ہمارے سپاہیوں کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو -

نیز ان سپاہیوں سے رئیسِ پلید نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر حضرت لوطؑ ان لڑکوں کے دینے سے انکار کریں یا وہ خود نہ

آئیں تو اُن کو بزور طاقت یہاں لے آنا۔

غرضکہ وہ سپاہی حضرت لوطؑ علیہ السّلام کے مکان پہ پہونچے اور دردانہ مکان میں داخل ہو کر حضرت لوط علیہ السّلام سے چاروں لڑکوں کا مطالبہ کیا۔ اور کہا کہ ہمارے رئیس نے ان کو طلب کیا ہے اگر آپ بخوشی ان کو ہمارے ساتھ نہ کریں گے یا یہ لڑکے برضا و رغبت ہمارے ساتھ چلنے سے انکار کرینگے تو ہم جبریہ ان کو لے جائیں گے۔ جناب لوط علیہ السّلام نے بہت کچھ عذر و معذرت کر کے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں پر رحم کرنا بہت ضروری بات ہے۔ لہٰذا تم لوگ جاکر رئیسِ قوم سے یہی کہدو! چنانچہ وہ سپاہی واپس چلے گئے اور رئیس قوم سے جاکر کہا کہ لوطؑ معذرت کرتے ہیں۔ یہ سُنکر رئیسِ قوم آگ بگولا ہوا اور ایک سو سپاہی اسی وقت روانہ کئے کہ جبریہ اُن لڑکوں کو پکڑ لائیں۔

چنانچہ وہ کثیر جماعت حضرت لوطؑ کے پاس آئی۔ جنہیں دیکھ کر حضرت لوط علیہ السّلام نے اُن چاروں لڑکوں کو اپنے گھر کی کوٹھری میں بند کر دیا اور اُس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا جیسے مولا فرماتا ہے۔ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ الخ یعنی حضرت لوط

علیہ السّلام نے فرمایا کہ اے قوم! یہ میری بارہ بیٹیاں موجود ہیں۔ ان سے نکاح کر لو! یہ تمہارے لئے حلال طیب ہیں مگر ان مہمانوں کی طرف نظر نہ ڈالو۔ اور خدا سے ڈرو! اور میرے مہمانوں کے بارے میں خدا کے لئے میری آبرو ریزی نہ کرو!

نظم

حضرت لوطؑ کیا خبر تم کو		کپکپاتے ہیں ان سے عالم دو
چار لڑکے نہیں ہیں یہ حضرت		ہیں فرشتے وہ صاحب قوت

کانپتے ہیں زمین زماں ان سے
کپکپاتے ہیں دو جہاں ان سے

غرضکہ حضرت لوطؑ نے پھر ان لوگوں سے فرمایا اے قوم! کیا تم میں کوئی بھی ایسا رحم دل نہیں کہ اس مہمان نوازی کے معاملہ میں غور کرے؟ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ ج وَ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ○ یعنی قوم نے جواب دیا کہ اے لوطؑ تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم کو تمہاری بیٹیوں سے کسی طرح کا سروکار نہیں۔ بلکہ ہم جس ارادے سے آئے ہیں اسے تم خوب جانتے ہو!

آہ! چنانچہ اس قوم نابکار کے کہنے پر حضرت لوط علیہ السّلام

تو مایوسی ہوئی اور آنکھوں میں آنسو بھر کر نہایت درد کے ساتھ پکار اٹھے۔ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ۞
یعنی کاش میرے پاس ابھی تمہارے اتنی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط چیز کی پناہ میں آسکتا (آیۃ ۱۲)

نظم

کاش اتنا مجھ میں ہوتا زور آج
کاش دیکھتا اپنے مہمانوں کی لاج
کاش ہوتی مجھ میں قوت اس قدر
اور بچا دیتا میں ان کو سر بسر
اس ٹڈی قوم کے بل توڑتے یہ آج
میں بچا تا اپنے مہمانوں کی لاج
اور روئے لوط پیارے اس قدر
ہل گئے جس سے سبھی دیوار و در

لوطیوں کا جام اب لبریز ہے
اب عذاب و قہر طوفاں خیز ہے

عذاب کی خبر

جناب لوط علیہ السلام کوٹھری کے دروازے پر زار و قطار رو رہے تھے کہ اتنے میں ہوا یوں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وہی خوبصورت لڑکے کی صورت بنے ہوئے کوٹھری کے باہر نکل آئے اور ان لوطیوں کی طرف ایک ایسی ہلکی ماری جس سے آدھے

آدمی اُن میں سے بالکل نابینا اور اندھے چٹم ہو کر ختم ہو گئے اور
وہاں سے پسپا ہو کر بھاگے اور اس ہولناک واقعہ
اُن میں ہل چل پڑ گئی اور وہ وہاں سے ٹوک دُم بھاگے اور اپنی
قوم میں غل مچاتے اور واویلا کرتے ہوئے پہونچے۔ اور بہت
کچھ شور و شغب مچا کر کہا کہ لوطؑ کے وہ مہمان لڑکے جادوگر ہیں
اور لوطؑ نے ہمارے تباہ کرنے کے لئے جادوگروں کو بلا کر اپنے
گھر میں چھپا رکھا ہے۔ جنہوں نے ہمارے بہت سے آدمی اندھے
کر دیئے ہیں۔ اور افسوس صد ہزار افسوس ہے کہ لوطؑ ہم پر
ایسا حاوی ہو گیا کہ اپنے مہمان جادوگروں سے ہمیں اندھا
کرادیا۔

اب تو رئیس قوم گرما گیا اور اپنی بہت سی فوج و سپاہ کو
لیکر روانہ کیا کہ اے لوطؑ اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ تم صبح
صادق سے پہلے اس شہر سے نکل جاؤ اور اپنے اُن مہمان جادو
گروں کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ! ورنہ صبح سورج نکلنے کے بعد
ہم تمہیں مع زن و فرزند کے اور مع مہمانوں کے ہلاک کر دیں گے
لو! عجیب ہے انہوں نے ہمارے آدمیوں کو اندھا کر دیا
جس کے بدلے میں ہم ایسا کریں گے کہ تم سب کو اندھا بھی کر دیں

اور پھر سب کو موت کے گھاٹ بھی اُتار دیں گے!

چنانچہ لوطیوں کی بہت سی جماعت آئی اور حضرت لوطؑ کو رئیس قوم کا یہ پیغام پہونچایا کہ اے لوطؑ تم سب صبح ہونے سے پہلے یہاں سے چلے جاؤ! ورنہ بُری طرح سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے لوطؑ علیہ السلام اپنی قوم کی اس دھمکی سے ڈر گئے اور لوطؑ مہمانوں سے فرمایا۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ یعنی اے مہمانو! فی الحقیقت میں بھی تم سے ڈر گیا ہوں کہ تم مجھے بالکل اجنبی معلوم ہوتے ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا۔ یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ الخ یعنی ہمارے فرشتوں نے کہا کہ اے لوطؑ! ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ عزرائیلؑ ہمارے نام ہیں۔

نیز اے لوطؑ پیغمبر! تم خاطر جمع رکھو! یہ لوگ صبح کو تم تک پہنچ ہی نہیں سکتے! مگر ہاں تم ان کے آنے سے قبل اور صبح صادق سے پہلے کچھ رات باقی ہے تو اپنے سب اہل و عیال کو لیکر یہاں سے نکل جاؤ اور اس طرح جاؤ کہ کوئی تم میں سے مڑ کر بھی ان کی طرف نہ دیکھے۔ مگر اے لوطؑ! تمہاری بیوی ضرور ان کو مڑ کر دیکھے گی۔ جس سے عذاب الٰہی بھی ضرور اس کو لے کر رہے گا۔

اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ یعنی اے لوطؑ ان کے عذاب کا وقت مقررہ روزِ ازل میں آج کی صبح کا ہے پس کیا وہ صبح قریب نہیں پہونچی؟

نظم

آگئی وہ صبح اے لوگو ستم
دیکھئے اس صبح کو کیا ہوگا یہاں
کیا تماشہ ہوگا ان شہروں میں آج
آج نازل ہوگا وہ قہرِ خدا

آگئی وہ ساعتِ قہر و الم
کیونکہ ہے قہری تجلی بے گماں
کاش وہ رکھتے نبی اپنے کی لاج
سرزمیں پہ آج بس ہوگی فنا

آدمی اللہ سے ڈرتا رہے
جسکے قبضے میں ہے بس ہر ایک شے

عذاب الٰہی

(پ ۱۔ الحجر۔ ۵ ع ۔ آیۃ ۵)

مولا فرماتا ہے:۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ یعنی جب ہمارے فرشتے لوطؑ پیغمبر سے کہہ رہے تھے۔ کہ اے لوطؑ تم اپنے خاندان کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ! اور تم اُن سب لوگوں کے

پیچھے رہنا اور دیکھو تم میں سے کوئی پیچھے نظر کر نہ دیکھے! اور جہاں تم
کو جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی ملک شام کی طرف سیدھے چلے
جانا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وَقَضَیْنَا
اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ۝
یعنی مولا فرماتا ہے کہ ہم نے لوط پیغمبر کی طرف اس بات کی قطعی
وحی بھیجدی تھی کہ یہ جو تمہاری قوم ہے صبح ہوتے ہوتے ان کی جڑ
بنیاد کاٹ کر پھینک دی جائے گی۔ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ
الخ یعنی جبرئیل حضرت لوط سے یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ پچھلی رات
رات سے قوم لوط کے ... اپنا ... سے خوشیاں مناتے ہوئے آن
پہنچے جنہیں دیکھ کر لوط نے کہا کہ لوگو! دیکھو یہ میرے مہمان
ہیں۔ تم ان کے بارے میں فضیحت نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو!
لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝ مگر وہ قوم نافرما
نی بے ہوشی میں کتنے جھوم رہے تھے۔ جنہوں نے لوط کی ایک
نہ سنی۔ آخر وہ عذاب کی ساعت آپہنچی۔ چنانچہ ادھر لوط اور
ان کے فرمانبرداروں کا باہر نکلنا ادھر عذاب الٰہی نے قوم
نافرمان کو آن لیا۔ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ
اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ یعنی مولا فرماتا ہے

کہ جب ہمارا حکم عذاب آپہونچا تو ہم نے اُن تمام شہروں کو پلٹ دیا جس سے وہ سب نیچے کے اوپر اور اوپر کے نیچے ہوگئے۔ اور پھر اُلٹی ہوئی بستیوں پر سات رات دِن تک سنگ خارا کے پتھر برسائے۔

نظم

اللہ اللہ قہر نازل ہے وہاں
ہوگئی قہری تجلی بر ملا
جب وہ سب اُلٹی گئی ہیں بستیاں
آسماں سے اس قدر پتھر گرے

اُڑتی ہیں جھڑ پڑے سے سب بستیاں
جیسکے غصّے کی نہیں ہے کوئی تھاہ
پتھروں کی پھر ہوئی بارش وہاں
سات دِن تک جو برستے ہی رہے

ایک بھی اُن میں نہیں زندہ رہا
بلکہ سب کے سب ہوئے ظالم فنا

جبرئیلؑ کی چیخ۔ میکائیلؑ کا پتھر برسانا۔ اسرافیلؑ کا پھونک مارنا عزرائیلؑ کا جانیں نکالنا۔ اللہ اکبر کتنا سخت عذاب آیا ہے زمین آسمان تھرا رہے ہیں۔ اور چودہ طبق کی ایک ایک شئے مولا کی قہری تجلی سے کپکپا رہی ہے۔ پورے سات رات دِن تک اس سرزمین پر یہ قہر نازل رہا۔

پھر جب یہ عذاب الٰہی تھا اور اس سرزمین پر سکوت طاری ہوا تو اب وہاں کوئی متنفس اور کسی شے کا نام و نشان تک باقی نہ تھا۔

ایک ٹیلے کا مقام تھا جس پر تیزی چنگاریاں اپنا دھواں اٹھا رہی تھیں۔ اور حضرت لوط علیہ السلام مع اپنی قوم کے اس سرزمین سے بہت دور نکل چکے تھے جن کو حضرت جبرئیل علیہ السلام بوقت نزول عذاب اپنے پر کے اشارے سے بہت دور چھوڑ آئے تھے اور وہ ملک شام کے قریب آن پہنچے تھے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا جو ہمراہ تھی مڑ کر دیکھ رہی تھی کہ دیکھئے قوم کا کیا حال ہوا۔ چنانچہ اسی خیال سے وہ ایک دفعہ مڑ کر دیکھ رہی تھی کہ ایک سنگ خارا کا آگ میں تپا ہوا سرخ پتھر اس کے سر پر آ کر گرا جس سے اس کا بھیجا پاش پاش ہو گیا۔

نظم

کوئی مشرک کو بچا سکتا نہیں — دشمن توحید سے وہ بیاہتیں

لوط پیغمبر کچھ کام آ سکے — اپنی بیوی کو نہ وہ بچوا سکے

جبکہ مشرک کو پکڑتا ہے خدا — کام آ سکتا نہیں کوئی بھلا

علیٰ ہذا القیاس قوم لوط کا جو شخص کہیں سفر میں تھا یا جہاں کہیں وہ مقام کئے ہوئے تھا اسی طرح سنگ خارا کے آگ میں تپے ہوئے سرخ پتھر ان کے سروں پر آکر گرے۔ جس سے وہ دشمنانِ نبی وہاں کے وہیں ہلاک و فنا ہو گئے۔ اور کسی نافرمان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔

تفسیر ابدی میں مرقوم ہے کہ وہ پتھر جو آسمان سے گرے تھے ان میں ہر پتھر بڑے سے بڑا مٹکے کے برابر تھا اور چھوٹے سے چھوٹا آبخورے کے برابر تھا۔

انہیں ایام میں ایک شخص ان میں کا حرم کعبہ میں مقیم تھا کہ یکایک ایک پتھر مٹکے کے آسمان سے آیا۔ کہ اتنے میں ملائکہ نے آواز دی کہ اے پتھر۔ یہ حرم الہٰی ہے۔ اور یہ جگہ مامن خلائق ہے! پتھر چالیس دن تک معلق اس کے سر پر ٹھہرا رہا۔ جب وہ حرم سے وہ شخص باہر ہوا تو وہ فوراً اس کے سر پر گرا۔ جس سے اس کا بھیجا پاش پاش ہو گیا اور وہ بھی جہنم واصل ہوا۔

نظم

ہو گئے سنگسار وہ لوطی لعین	ہو گئی اب پاک ان سے سرزمین

ایک بھی لوطی نہ اب باقی رہا	اور کبوتر باز بھی گویا نہ تھا
آج ان کا ہو گیا پھر اب ظہور	کیا عذاب ایزدی سمجھا ہے دُور
اس کی نافرمانیاں وہ قہر ہیں	آدمی کے حق میں بس یہ زہر ہیں
چاہے وہ پہلا ہو یا پچھلا کوئی	دُور مت سمجھے عذاب ایزدی
آدمی اللہ سے ڈرتا رہے	اور گناہوں پر نہ وہ اتنا اٹھے

اب سنو احوال ابراہیمؑ کا
جن کے سر پہ اب بڑھاپا آگیا

خلیل اللہ کا حال

حضرت لوط علیہ السلام جو جناب ابراہیمؑ خلیل اللہ کے بھائی ہوتے ہیں وہ مع اپنے خاندان کے اقارب وغیرہ ان ملک شام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہنچے اور یہیں بود و باش اختیار کی اور پھر جب سات برس ان کو یہاں رہتے ہو گئے تو بارہ ربیع ربیع الاوّل بدھ کے روز آپ کے پاس ملک الموت آ پہنچے اور اللہ کا سلام اور اس کا آخری پیغام پہنچایا۔ جناب لوط علیہ السلام لبیک کہہ کر حاضر ہو گئے۔ اور اس دار فانی سے ملک جاوداں کی طرف سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

کتب تفاسیر میں مرقوم ہے کہ جب فرشتے قومِ لوط پر عذاب لے کر آئے تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت سارا علیہا السلام کو اسحٰق کے پیدا ہونے کی بشارت سنائی۔ جس پر حضرت سارا کو بہت تعجب معلوم ہوا اور انہوں نے ماتھا پیٹا اور کہا کہ ہائے کمبختی! مجھ بوڑھی کے ہاں فرزند ہوگا؟ جبکہ میں اور میرے خاوند نہایت ضعیف و اضعف ہو گئے ہیں۔

اس پر فرشتوں نے جواب دیا قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ یعنی اے سارا! امرِ الٰہی اور رحمتِ الٰہی سے تعجب نہ کرو! اور دیکھو وہ کیا فرماتا ہے قَالَ رَبُّكِ ط یعنی تمہارے مولا کا فرمان ہے کہ اے سارا ضرور ایسا ہوگا اور ہم تمہیں اسحٰق فرزند عطا فرمائیں گے۔

غرضکہ اسی سال میں حضرتِ سارا کو حمل رہ گیا اور پورے نو مہینے میں آپ کے ہاں حضرتِ اسحٰق علیہ السلام پیدا ہو گئے جو ہو بہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر تھے۔ جنہیں دیکھ کر جنابِ خلیل اللہ بے حد خوش ہوئے اور بمشورہ جبرئیل علیہ السلام فرزند کا نام اسحٰق رکھا۔ جن کا نشوونما برسوں کی

جگہ مبنیوں اور ضعیفوں کی دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبذنا شروع ہوا۔ اور چند دن میں وہ برسوں کے معلوم ہونے لگے اور چند سال میں وہ صورت وشکل اور قدو قامت میں بالکل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی برابر ہو گئے اور ان دونوں باپ بیٹوں کی صورت ہو بہو ایک سی واقع ہوئی۔

اس قدرت کی طرف سے یہ سامان مخفی تھا کہ قوم نے یہ شبہ کرنا شروع کر دیا کہ ابراہیم خلیل اللہ اور سارا خاتون کو دیکھو کہ انہوں نے اس ضعیفی میں بے پالک کے طور پر کسی کا لڑکا لے کر اسے اپنا بیٹا مشہور کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں شافی جواب دیا کہ لو ابراہیم دونوں باپ بیٹوں کو بالکل ایک سی صورت کا کئے دیتے ہیں۔ اب تم بے پالک کا شبہ تک بھی نہیں کر سکتے۔

آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ لوگ بہت دفعہ ابراہیمؑ کو اسحٰقؑ سمجھتے تھے۔ اور حضرت اسحٰقؑ کو ابراہیم خلیل اللہ جان کر آواز دے بیٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ کیونکہ درتبۂ خلّت ایک مرتبۂ عالی تھا۔ حضرت اسحٰقؑ اسے کہاں کیونکہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اولاً بنی تھے اور حضرت

ابراہیم علیہ السّلام کے خلیل اور دوست تھے۔

ایک روز حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام خوابِ راحت میں تھے کہ یکایک چند بال آپ کی داڑھی کے سفید گالا سے ہو گئے۔ چنانچہ اس سے پہلے عالم میں سفید بال کسی شخص کے نہیں ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ نوح علیہ السّلام ساڑھے نو سو برس کے ہو کر گزرے۔ وہ بھی داڑھی اور سر کے تمام بال سیاہ لے کر قبر میں گئے۔ غرض یہ کہ اب تک کسی کے بال سفید ہوئے ہی نہ تھے۔

اب جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام نیند سے بیدار ہوئے تو لوگوں نے ازراہِ تعجب آپ سے دریافت کیا کہ اے خلیل اللہ یہ چند بال آپ کے سفید ہو گئے؟

آپ نے اسی وقت آئینہ منگا کر دیکھا تو فی الحقیقت چند بال آپ کو داڑھی کے سفید نظر آئے۔ اور آپ کو سخت تعجب معلوم ہوا اور ساتھ ہی اس کے بہت قلق بھی ہوا۔ اور اسی وقت مولا کی　　میں عرض کیا الٰہی! یہ کیا ہے وہاں سے ارشاد ہوا۔

ھٰذَا وَقَارُکَ اے ابراہیمؑ ہم نے یہ تم کو بزرگی اور

وقار عطا فرمایا ہے۔

پس اتنا سنتے ہی جناب ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے دونوں ہاتھ سر اور داڑھی پر پھیرنے شروع کیے اور برابر یہ کہہ رہے ہیں یا رب زدنی وقاری خداوندا! میری بزرگی اور وقار زیادہ کر! الٰہی یہ وقار زیادہ فرما۔

چنانچہ اسی وقت آپ کا تمام سر اور داڑھی سفید ہو گئی جو دنیا میں بڑی عمر والوں کا پہلا خلعت ہے اور جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو سب سے پہلے مولائے کریم نے عطا فرمایا۔

یہاں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو حیا آنے لگتی ہے۔ اس بندہ مومن سے جس کی داڑھی یا سر سفید ہو جاتا ہے۔

نظم

اے ضعیفی! تیرے صدقے اے بشر	تو ہے ملی نصیحت پیر مرد کا ار
جب ضعیفی سے حیا آتی اسے	اے رحمت یا اللہ سے تو بھی ڈر رہے
پھر یہ فرماتے ہیں خیر الورٰی	جو ضعیفی میں گنہ کرے زیادہ

وہ یقینی دوزخی ہے اے فتا	چاہیے وہ کوئی بھی ہو وہ ہے بُرا
اے ضعیفی تو اجل کا ہے پیام	اب تو کر للہ اپنی روک تھام
اب تو نظریں تو جھکا ہے اے فتا	اب تو داڑھی پہ نہ پھیرے اُسترا
پائینچوں سے اب تو ٹخنے کھول دے	اب تو سودا دیکھ پُورا تول دے
اب تو بس جھکنا شروع کر اُسکو تو	اے کہیں اب دو جہاں کی آبرو
آبرو تیری سفیدی سے بڑھی	اے مسلماں! اب تو بن جا جنتی
اب تو سارے چھوڑ دے فسق و فجور	لینے والا ہے تجھے ربِّ غفور

اب تو تیری بھی ضعیفی آگئی
دیکھ تو عزت خلیل اللہ کی

ایک دلکش حکایت

ایک روز ابراہیم خلیل اللہ اپنی بکریوں کے چارے کے لئے گھاس اور چارے کے جنگل تلاش کرتے کرتے بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر پھر رہے تھے۔ وہاں کسی جانب سے آپ کے کانوں میں آواز آئی۔ آپ ٹھیرے اور ٹھیر کر آواز کی طرف کان لگائے تو معلوم ہوا کوئی شخص پہاڑ کی چٹانوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے۔ اور اس کے پیارے پیارے نام

ے کر اس کی بیحد تعریف کر رہا ہے۔ اور اللہ پاک کی بڑی بڑی خوبیاں بیان کر رہا ہے یہ سنکر حضرت خلیل اللہ سب اپنا مطلب بھول گئے اور بے تابانہ اس آواز کی طرف چل نکلے۔ جب یہ قریب اس کے پہنچے تو دیکھا کہ ایک دراز قد ضعیف العمر جس کے بدن پر بال بھرے ہوئے ہیں اور وہ تن تنہا کھڑا ہوا ذکر الٰہی میں مدہوش ہے اور اس کے عشق میں سرشار ہے چنانچہ آپ اس کے سامنے پہنچے اور فرمایا کہ اے شخص! تو اس قدر جس کی تعریف کر رہا ہے۔ وہ کہاں ہے؟

پھر آپ نے دریافت کیا کہ کیا زمین اس سے خالی ہے؟
جواب دیا کہ نہیں۔ جیسا وہ آسمان پر ہے ویسا ہی زمین پر ہے۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔
پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تیرا قبلہ کدھر ہے؟
اس نے جواب دیا۔ میرا قبلہ کعبہ کی طرف ہے۔
پھر آپ نے دریافت کیا کہ تو کھاتا کہاں سے ہے؟
اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔
پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تیرے بال بچے اور متعلقین

کہاں ہیں؟

جواب دیا کہ میرا کوئی بچہ نہیں ہے؟

پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ تو رہتا کہاں ہے؟

اس نے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے نیچے تھوڑے فاصلے پر میرا گھر ہے۔ مگر درمیان میں ایک بڑی گہری ندی پڑتی ہے جس کا عبور انسان کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے تو کس طرح اسے عبور کرتا ہے؟

اس نے کہا کہ میں اپنے اللہ کا نام لے کر مثل زمین کے اس پر سے گذر جاتا ہوں۔ اور میرے تلوے تک بھی نہیں بھیگتے۔

حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نے فرمایا کہ اچھا ہم چلیں گے تمہارا گھر اور تمہارے قبیلے کی سمت وہاں چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

چنانچہ وہ ضعیف العمر آپ کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جب وہ ندی آئی جو واقع میں بہت گہری اور زور شور سے بہہ رہی تھی۔ جس پر سے آپ اور وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے صاف گذر کر چلے گئے۔ اور دونوں حضرات کے تلوے تک نہیں

پھر جب وہ ندی عبور کر گئے تو ضعیف حیرت زدہ ہوا کہ جس طرح میں ندی کو عبور کرتا ہوں اسی طرح یہ بھی کر گئے۔ آخر جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اُس نے سمت قبلہ یا جہت کعبہ آپ کو بتائی جس سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت خوش ہوئے۔

حضرات! یہ وہی سمت کعبہ ہے جو کہ کعبہ اطہر آپ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ اور یہی آپ کے خوش ہونے کی وجہ تھی۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اُس ضعیف سے دریافت فرمایا کہ اے شیخ! یہ تو بتاؤ کہ تمام دنوں میں کون سا دن سب سے زیادہ کٹھن اور مصیبت کا دن ہے؟

اس کے جواب میں اُس ضعیف مرد نے کہا سب سے زیادہ مصیبت کا دن وہ دن ہے کہ حضور رب العزت اپنے تخت جلال پر جلوہ آرا ہو کر اپنے تمام بندوں سے پائی پائی اور ذرے ذرے کا حساب لے گا اور سارے بہشت کے تمام لوگ حتی کہ سارے پیغمبر یا رب نفسی نفسی یا رب نفسی نفسی پکارتے ہونگے۔ اور کفر بھیڑ بکری کی طرح کانپ رہے ہونگے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اُس کی تصدیق کی۔ اور فرمایا کہ بیشک یہی دن سب سے زیادہ کٹھن اور سب سے

زیادہ مصیبت کا دن ہے۔

پھر فرمایا کہ اے ضعیف! کچھ میرے لئے بھی دعا کر! کہ مولا کریم اس یومِ شدید میں مجھ پر آسانی فرمائے! اور مجھ کو دامنِ رحمت میں ڈھانک لے۔

یہ سن کر ضعیف نے کہا کہ میری دعا مقبول ہوتی تو میں آج کو اپنا مطلب کبھی کا حاصل کئے ہوتے ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مطلب آپ کا تمہارا کیا ہے۔ جو آج تک حاصل نہیں ہوا؟ اور وہ کونسی تمہاری دعا ہے جو اب تک قبول نہیں ہوئی؟۔

مرد ضعیف نے کہا کہ میں چار سال سے برابر دعا کر رہا ہوں کہ اے میرے مولا! تو اپنے دوست اور اپنے پیارے ابراہیم خلیل اللہ کی مجھے زیارت نصیب فرما دے! مگر وہ میری دعا آج تک درِ اجابت کو نہیں پہونچی اور نہیں قبول ہوئی۔

یہ سنکر جناب ابراہیم خلیل اللہ نے اس مرد ضعیف کو کھینچکر اپنے سینے سے لگایا۔ اور فرمایا اور اس سے زیادہ دعا کی قبولیت کیا ہوگی۔

نظم

میں ہی ابراہیمؑ ہوں اے نیلزات
دُور سے میں آرہا ہوں تیرے سات

اب تو تیرا مدعا حاصل ہوا
اب تو میں تو خوش و خرم ہو گیا

اب تو میرے واسطے تو کر دعا
حشر کو آسان فرمائے خدا

نفسی نفسی ہو رہی ہوگی جہاں
نام کو ہوگی نہ واں تاب و تواں

ہوش پراں ہونگے سب مخلوق کے
پوچھتا ہوگا خدا ایک ایک سے

کیا کیا میرے لئے لوگو کہو
کیا کہیں گے لوگ اس کو سوچ لو

پست و پا دیں گے گواہی آہ آہ
لاج رکھتے اس گھڑی ربِ اِلٰہ

دعا میرے لئے مردِ ضعیف
ہو رہا ہوں حشر کے غم میں نحیف

مولوی اور پیر جی یہ سن رکھیں
[illegible]نے اپنی دعاؤں پر جنہیں

[illegible] رسول اللہ کو دیکھو ذرا
کہہ آویس قرنی سے آپ لیتے ہیں دعا

[illegible]شر کی جن کو لگی ہے اس قدر
پھیلاتے ہیں وہ اس سے سر بسر

[illegible]ی صاحب خدا کے واسطے
مولوی صاحب خدا کے واسطے

[illegible]قدس اور یہ بنتا چھوڑ دو
[illegible]شر کی پر تو غمینی سے ڈرو

[illegible]تے ہیں جس سے الا کما الله نبی
ڈرتے ہیں جس سے تیرا ور ولی

[illegible]

ایک مرتبہ جناب خلیل اللہ کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی اتنی اور ایسی سخت کہ غلہ کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا تھا۔ اور چونکہ آپ سے ہزارہا جانیں وابستہ تھیں اس لئے آپ کو بڑا فکر ہوا جن کے لئے غلے کی تلاش میں آپ نکلے اور جگہ جگہ تلاش کیا۔ اور شہر شہر غلہ ڈھونڈتے پھرے۔ مگر غلے کا کہیں نام و نشان تک نہ پایا۔

آخر کار مایوس ہو کر آپ نے واپسی کا عزم فرمایا۔ اور ایک جنگل میں پہنچ کر اپنے کارندوں سے آپ نے فرمایا جتنی ہزارہا خالی بوریاں تمہارے پاس ہیں وہ سب یہاں کے سرخ ریتے سے بھر لو تاکہ وہاں پہنچ کر یکا یک ہمیں اپنے لوگوں سے شرمندگی نہ ہو۔ اور وہ یہ نہ کہیں کہ افسوس ابراہیم علیہ السلام غلہ لینے گئے اور خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ اس پران کو سخت صدمہ ہو گا وہ مایوس ہو جائیں

چنانچہ آپ کے کارندوں نے ہزارہا بوریاں خالص ریتے کی بھر لیں۔ اور ایک عظیم الشان قافلہ ملک شام یعنی بیت المقدس میں پہنچا۔ جہاں کے لوگ اس بھرے پرے قافلے کو دیکھ کر شاد شاد ہو گئے۔ اور ہر کوئی آپ کے کارندوں سے دریافت کرتا ہے

کیا ان بوریوں میں اناج بھرا ہوا ہے؟

جن کے جواب میں کارندے کہتے ہیں۔ کہ ہاں ان بوریوں

سرخ گیہوں بھرے ہوئے ہیں۔ پھر اس بھٹو کی مخلوق کے اسرار سے اب جو اُن بوریوں کو کھولکر دیکھتے ہیں۔ تو خالص سرخ گیہوں بھرے ہوئے ہیں۔

علاوہ معبود کی رزق رسانی کے مولا کو یہ منظور نہ ہوا کہ اپنے پیارے خلیل علیہ السلام کے کارندے جھوٹے پڑیں۔ اور میرے پیارے خلیل کی بات میں فرق آئے۔

نظم

دیکھ کر کہتے ہیں سبھی اپنوں کی اناج	کر دیا رب نے کو بس خالص اناج
لوبہ سے جب آدمی پیدا کیا	ریت اس کے حکم سے گیہوں بنا
آدمی کیواسطے ہر شئے کی خلق	تجھکو سب آسان ہے اے ذوالمنن
بوریاں مٹی کی گیہوں بن گئی	واہ تیری شان رب العالمین
شہر میں ایک عید کا سا سماں ہوا	ہر طرف گیہوں وہاں کا شاد تھا
کس قدر انسانوں کا ہے کریم	کیوں نہ ہو اے ایک لاثانی رحیم
کاش ہم بھی اس کے اپنے ہو گئے	ساتھ میں مولا کی لاج اپنی رکھیں

دیگر

سوال شاہم یہ کچھ لوگ اپنے آبا تھے جو آپ پر ایمان لاتا تو در کنار آپ سے سخت عداوت رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ موقع کی

تاک میں لگے رہتے تھے کہ اُن کو کوئی سخت سے سخت تکلیف پہونچائیں۔ اور اُن کو کسی بڑی سے بڑی آفت میں مبتلا کریں آخر ایک روز انہیں موقع ہاتھ آگیا۔ وہ یہ کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام ایک مرتبہ حوالیٔ شام میں کہیں بحالت مسافرت چلے جا رہے تھے۔ جب وہ کسی منزل میں مقیم ہوئے تو وہاں کے جنگل میں نکل کر آپ تنِ تنہا عبادتِ خداوندی میں مصروف ہوئے۔ اور وہاں آپ یکہ و تنہا اپنے معبود کی یادگاری کر رہے تھے۔ کہ کفار نے دو شیر جو مدت سے سدھا رکھے تھے۔ آپ کی طرف لگائے۔ اور اب وہ دونوں شیر ببر آپ کی طرف دوڑے۔ جب وہ شیر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قریب آئے۔ تو بجائے پھاڑنے کے دونوں شیروں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کے تلوے چاٹنے شروع کئے اور آپ سے بہت کچھ معذرت کی۔ اور نہایت لجاجت سے شیروں نے معافی مانگی۔ اللہ اللہ۔

نظم

تم نے دیکھی قدرت پروردگار	اب تو دل میں ہو تو کس کا دقار
اپنی عزت اپنی وقعت ہیچ ہے	آبرو اس کی ہے مولا جسکو دے

کاش ہم مولا کے دلدادہ بنیں
جن قدر تھے انبیاء و مرسلیں
کپکپاتے تھے سبھی اللہ سے
جنکے تلوے شیر چاٹیں اے فتا
اس کی سب مخلوق ہی اے دوستو
سب اسی کے تابعِ فرمان ہیں
حیف ہے شیر ببر اس سے ڈریں

اپنے آپ کو بنانا چھوڑ دیں
عاشقِ مولا تھے سارے بالیقیں
اس لئے پیارے ہوئے اللہ کے
یہ نتیجہ اُلفتِ مولا کا تھا
لومڑی ہو یا کوئی وہ شیر ہو
غیر تابع ہیں تو ہم انسان ہیں
ہم بشر ہوں اور ڈرنا چھوڑ دیں

وصالِ ابراہیم خلیل اللہ

اَلْبَقَاءُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عمر ایک سو اسّی برس کی ہو گئی تو ایک روز آپ نے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ خداوندا! میری موت اس وقت نہ ہو کہ جب تک میں خود موت کی تمنا کروں یا اپنے منہ سے اُسے مانگوں۔ وہاں سے منظوری ہو گئی کہ اچھا اے خلیل جب تم خود تمنا کرو گے تب ہی ہم تمہیں اپنے پاس بلائیں گے۔

چنانچہ ایک روز ملک الموت آپ کی مجلس میں تشریف

لائے۔ مگر اس صورت سے کہ بالکل شیخ فانی ہیں، نہ ہوش ہیں نہ حواس ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے بموجب اپنی عادت مہمان نوازی کے کھانا اس ضعیف کے سامنے لا کر رکھا۔ ضعیف اپنے تھرتھراتے اور کپکپاتے ہاتھ سے نوالہ اٹھاتا ہے اور اپنے کان کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی اپنی ناک میں نوالہ دینا چاہتا ہے۔ کبھی ماتھے کی طرف بڑھاتا ہے۔ آپ اس ضعیف کی یہ حالت دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اے مرد ضعیف! یہ تیرا کیا حال ہے؟ نوالہ منہ میں لیا کرتے ہیں یا کان ناک میں؟ ضعیف نے جواب میں کہا کہ یہ بڑھاپے کا سبب ہے!

آپ نے پوچھا کہ اے ضعیف! تیری کتنی عمر ہوگی؟ ضعیف نے آپ کی عمر سے صرف دو سال زائد بتائی۔

یہ سن کر آپ نے اس سے کہا کہ دو سال میں میں بھی تجھ جیسا ہی ہو جاؤں گا؟ ضعیف نے کہا کہ حضرت! دو سال تو بہت ہوتے ہیں وہ کیا ہے تو انسان کے ہوش و حواس ایک پل میں لے سکتا ہے۔ پس یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈر گئے اور اسی وقت جناب نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور مولائے کریم کی جناب میں عرض کیا کہ الٰہ العالمین! مجھے تو

چلتے ہاتھ پاؤں سے ابھی اُٹھالے تو بہتر ہے۔ ورنہ دو سال بعد میں بھی ایسا ہی ہو جاؤں گا پس آپ کا یہ کہنا تھا کہ ملک الموت اپنی اصلی صورت بدل کر کہتے ہیں۔

نظم

چلیئے مولانے بلایا ہے تمہیں
ہو گئے راضی وہیں پیارے خلیل
آن پہنچی موت کی ساعت وہیں
خود وہیں لبیک فرماتے ہوئے

چلیئے آقا نے بلایا ہے تمہیں
واسطے دیدار مولائے جلیل
اور کیا اسحٰق کو بس جانشیں
بس خلیل اللہ رخصت ہو گئے

سب کو چلنا ہے وہاں اے دوستو!
ہو پیمبر یا ولیؑ یا کوئی ہو

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

(پ۲۳۔ الصّٰفّٰت ۳۷۔ آیۃ ۱۸۰ تا ۱۸۲)

محمد اسحاق

مدیر الوسعد دہلی

فہرست کتب

داستانِ یوسف

یوں تو قرآن پاک میں گذشتہ امتوں کے بیشتر واقعات بیان کئے گئے ہیں اور ان کے ذکر سے مقصود عادۃ اللہ کا بیان بھی ہے اور موعظت و نصیحت بھی لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ایک خاص دلچسپی رکھتا ہے غالباً اسی لئے قرآن پاک نے اسے احسن القصص (سب سے اچھا قصہ) قرار دیا ہے اس داستان کے واقعات میں ہمیں ایک خاص تسلسل ایک خاص تعلق اور ایک خاص حسن نظر آتا ہے جو دوسرے قرآنی واقعات میں دکھائی نہیں دیتا۔ تاہم تاریخ چونکہ قرآن کا اولین موضوع اور بنیادی مقصود نہیں اس قرآن

غیر ضروری تاریخی تفصیلات کو مورخ اور محقق کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔ مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی نے داستان یوسف کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پوری تاریخی تفصیلات کے ساتھ انتہائی دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ سلاست زبان اور حلاوتِ شعری نے کتاب کو نثر و نظم کا ایک بہترین مجموعہ بنا دیا ہے۔ سرورق رنگین ہے۔ اور طباعت نہایت صاف۔ قیمت مجلد صرف چار روپے۔

میلاد و وفات

پروردگار نے اپنے بندوں کو ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ دین و دنیا دونوں حاصل کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے حضور اکرمؐ کے وسیلے سے سب کچھ دیا۔ حضور صلعم کے حالات کتاب "میلاد و وفات" میں درج ہیں۔ یہ میلاد و وفات مقبول ہو رہا ہے اور ہر محفل کی زینت بنا ہوا ہے۔ قیمت پچاس پیسے۔

ملتِ ابراہیم

تصنیف

مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب

مرحوم و مغفور

ناشران

سلطان حسین اینڈ سنز بالمقابل مولوی مسافرخانہ

بندر روڈ کراچی

۱۳۰۰ھ

قیمت دو روپے پچاس پیسے

(مطبوعہ [illegible] پرنٹنگ پریس کراچی)